نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

"خدام الاحمدیہ نمبر"

جلد-23 تبوک/اخاء1383ہش بمطابق ستمبر/اکتوبر2004ء شمارہ-10-9

نگران: محمد نسیم خان

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

زین الدین حامد

نائبین

نصیر احمد عارف

عطاء الٰہی احسن غوری

شاہد احمد ندیم

مینیجر حافظ مخدوم شریف (برائے دفتری امور)

سیّد فیروز الدین (برائے سرکولیشن)

پرنٹر و پبلشر منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے

کمپوزنگ صمد احمد غوری، طاہر احمد امینی، شاہد احمد ندیم

دفتری امور راجا ظفر اللہ خان انسپکٹر مشکوٰۃ

مقام اشاعت دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مطبع فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

ای میل ایڈریس

mishkat_qadian@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن

http://www.alislam.org/mishkat

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک: 100 روپے بیرون ملک: 30 امریکن $ یا متبادل کرنسی

قیمت فی پرچہ: 10 روپے

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb) By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

ضیاپاشیاں

اداریہ (مجلس خدام الاحمدیہ کی تدریجی ترقی)	2
فی رحاب تفسیر القرآن	4
احادیث النبی ﷺ	5
کلام الامام علیہ السلام	6
ارشادات حضرت خلفاء کرام حضرت مسیح موعودؑ	8
پیغام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ	15
پیغام حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب	19
مذہبی قوموں کی تعمیر اخلاقی تعمیر کے بغیر ناممکن ہے	20
ادعیۃ القرآن	29
مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کے غرض اور اس کی ذمہ داریاں	30
مجلس اطفال الاحمدیہ کے قیام کی غرض و غایت	35
خدمت خلق اور خدام الاحمدیہ	39
محترم محمد نسیم خان صاحب کے دور صدارت پر طائرانہ نظر.....	44
حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عشق قرآن	50
تقسیم ملک سے قبل مجلس خدام الاحمدیہ کی تاریخ و مساعی.....	51
چار عظیم قوموں کے مستقبل کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں	70
بھارت میں مجالس خدام الاحمدیہ کا قیام	80
ایوان خدمت--دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت	81
تعارف کتاب "صحیفۂ عشق"	84
نظام وصیت اور ہماری ذمہ داریاں	85
مردان خدا- حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب شہیدؓ	88
صوبہ اڑیسہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کا آغاز	92
اُذْکُرُوا مَوْتَاکُم	94
اخبار مجالس	97
بچپن میں دعاؤں کا شوق	100

اداریہ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو حاصل تدریجی ترقی

خیر امت کو لحہ بہ لحہ حاصل ہونے والی عظیم الشان فتوحات و ترقیات کے بارہ میں قرآن مجید نے یہ خوشخبری دی ہے کہ

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (سورة الضحیٰ)

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم): تیری ہر آنے والی گھڑی ترقی اور فتوحات کے لحاظ سے گزری ہوئی گھڑی سے بہر حال بہتر ہوگی۔ چنانچہ امت محمدیہ کو یکے بعد دیگرے حاصل ہونے والی عظیم الشان ترقیات اس وعدہ الٰہی کی تکمیل کی شہادت دے رہی ہیں۔ مگر دیگر مسلمان قرون اولیٰ کے بعد اپنی نا اہلی کی وجہ سے اس وعدۂ الٰہی سے محروم رہے اور رفتہ رفتہ تنزل و ادبار کے شکار ہوئے۔ بالآخر وعدۂ الٰہی کے مطابق وہ وقت بھی آن پہنچا کہ اسلام کے احیاءِ نو کے لئے اور اسلام کی عظمت مفقودہ کو از سر نو قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ کے ذریعہ پھر وہ الٰہی وعدہ

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (سورة الضحیٰ)

بڑی شان کے ساتھ پورا ہونے لگا۔ تاریخ مذاہب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ الٰہی جماعتیں ہمیشہ اپنے آغاز میں بیج کی طرح ہوتی ہیں جو زمین پر بویا جاتا ہے۔ بظاہر دنیا کی نظروں سے اوجھل ہوتی ہیں۔ پھر رفتہ رفتہ ایسے حالات رونما ہوتے ہیں کہ وہ مخفی بیج پودے کی شکل اختیار کر لیتا ہے تناور درخت میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ پھر تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا کے مطابق یہ درخت پھلتے پھولتے اور ثمر آور ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی سنت قدیمہ کے مطابق جماعت احمدیہ اور اس کے ذیلی تنظیموں خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ، ناصرات الاحمدیہ کو عظیم الشان ترقیات نصیب ہو رہی ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک عظیم انقلابی دور میں داخل ہوچکی ہے اور مجلس کو ہمیشہ اور ہر دور میں نہایت حکیمانہ، قابل، فرض شناس قیادت نصیب ہوتی رہی۔ تقسیم ملک کے بعد معدودے چند مجالس کے ساتھ خدام الاحمدیہ کا جو قافلہ روانہ ہوا تھا آج ہم بڑے ہی شکر و امتنان کے جذبات سے سرشار ہوکر اس بات کا ذکر کرنا اپنے لئے موجب ثواب خیال کرتے ہیں کہ آج مجالس کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اور مجالس کے کاموں کا دائرہ بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ قیام مجالس کے لحاظ سے خدمت خلق کے میدان میں نمایاں خدمات کے لحاظ سے، مقامی / علاقائی / صوبائی سطح کے اجتماعات کو یقینی بنانے اور منظم کرنے کے لحاظ سے، جدید سائنس اور ٹیکنولوجی سے ہم آہنگ ہوکر کاموں کو آگے بڑھانے کے لحاظ سے، علمی و تحقیقی میدان میں حاصل ہونے والی عظیم الشان ترقی کے لحاظ سے جن کارہائے نمایاں کی مجلس کو توفیق مل رہی ہے وہ بھارت کی مجلس خدام الاحمدیہ کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ خصوصی طور پر 1993ء سے جبکہ عالمی بیعت کا آغاز ہوا تھا مجالس کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ مشکوٰۃ کے زیر نظر شمارہ میں مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو حاصل ہونے والی تدریجی ترقی کا ایک خاکہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس موقعہ پر ہم اپنے پیارے آقا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ممنون احسان ہیں کہ حضور نے اس خصوصی اشاعت کے لئے دعا کی اور سالانہ اجتماع کی مناسبت سے ایک قیمتی پیغام بھی ارسال فرمایا جو دراصل اس شمارہ کی جان ہے۔ پھر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کے بھی ہم ممنون ہیں کہ موصوف نے اپنے سفر کیرالہ کے دوران کنانور سے اس شمارہ کے لئے نیک تمناؤں اور دعاؤں پر مشتمل پیغام ارسال فرمایا۔ اسی طرح تمام افسران و بزرگان جماعت کے بھی ہم ممنون ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی شکل میں تعاون فرمایا ہے۔ اس شمارہ کی تیاری، مضامین کی ترتیب وغیرہ میں مجلس ادارۃ مشکوٰۃ کے ممبران کے علاوہ جن حضرات نے تعاون فرمایا ہے ان میں

سرفہرست استاذی المکرّم مولانا محمد فضل اللہ صاحب قریشی سابق ایڈیٹر مشکوٰۃ ہیں۔موصوف نے دن رات محنت کر کے ادارہ کو بعض قیمتی معلومات بہم پہنچائے ہیں۔فجز اھم اللہ جمیعاً

علاوہ ازیں مکرم مولانا محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت و نگران مشکوٰۃ بورڈ و جملہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ بھارت و مینیجر مشکوٰۃ و عملہ دفتر کے بھی ہم ممنون ہیں کہ جنہوں نے ہماری رہنمائی فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا۔

اس کی کمپوزنگ، ڈیزائننگ، سیٹنگ وغیرہ میں عزیزان شاہد احمد ندیم، صمد احمد غوری، تسنیم احمد فرّخ اور طاہر احمد صاحب امینی، طارق احمد صاحب ربّانی نے مخلصانہ تعاون کیا ہے۔جزاھم اللہ احسن الجزاء

امید ہے کہ مشکوٰۃ کا یہ خصوصی شمارہ جو تنوع کے لحاظ سے ایک گلدستہ کی مانند ہے قارئین کو پسند آئے گا۔

زین الدین حامدؔ

”ہر اک نیکی کی جڑ یہ اِتّقا ہے“

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے
کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لِقا ہے
یہی آئینۂ خالق نما ہے
یہی اِک جوہرِ سیفِ دعا ہے
ہر اک نیکی کی جڑ یہ اِتّقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
یہی اِک فخرِ شانِ اولیاء ہے
بجز تقویٰ زیادت ان میں کیا ہے
ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو۔ یہی دار الجزاء ہے
مجھے تقویٰ سے اُس نے یہ جزا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

طیورِ ابراہیمی کی پرواز اور اجتماع

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۷ر دسمبر ۱۹۳۴ء کو اپنی علالت طبع کے باعث ایک مختصر خطاب فرمایا جس میں مخلصین احمدیت کو قیمتی نصائح کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

”مؤمن کو کلامِ الٰہی میں پرندہ کہا گیا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام چونکہ ابراہیم رکھا گیا ہے اس لئے آپ سب لوگ ان کے پرندے ہوئے۔پس اے ابراہیم ثانی کے پرندو! اگر احیاء چاہتے ہو تو دنیا میں پھیل جاؤ مگر اس طرح نہیں کہ اپنے اصل گھر کو بھول جاؤ۔تمہارا اصل گھر قادیان ہی ہے خواہ تم کہیں رہتے ہو، اسے یاد رکھو۔جب تمہیں ابراہیمی آواز آئے، قادیان سے خدا کا نمائندہ، مَیں یا کوئی اور جب کہے اے احمدیو! خدا کے دین کو تمہاری اس وقت ضرورت ہے۔تم جہاں ہو مرکز میں حاضر ہو جاؤ۔اگر مال کی ضرورت ہو تو مال حاضر کرو اور اگر جان کی ضرورت ہو تو جان پیش کر دو اور چاروں طرف سے وہی نظارہ نظر آئے جو حج کے موقع پر ہر طرف سے لَبَّیْکَ، اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہنے والوں کا نظر آتا ہے۔.......اس نظارہ ہی کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس شعر میں اشارہ فرماتے ہیں ؎

زمینِ قادیان اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

پس جاؤ اور دنیا میں پھیل جاؤ کہ کامیابی کا ذریعہ یہی ہے اور جب آواز پہنچے تو یوں جمع ہو جاؤ جس طرح پرندے اُڑ کر جمع ہو جاتے ہیں۔پھر خواہ کتنی بڑی کوئی فرعونی طاقت تمہارے مٹانے کے لئے کھڑی ہو جائے اُسے معلوم ہو جائے گا کہ احمدیت کو مٹانا آسان نہیں ہے۔“

(انوار العلوم جلد ۱۳ صفحہ ۵۳۸ // بحوالہ الفضل انٹرنیشنل جلد نمبر ۱۰ شمارہ نمبر ۵۲ صفحہ ۱۶)

فی رحاب تفسیر القرآن

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ

سو (تمہارا مطمح نظر یہ ہو کہ) تم نیکیوں (کے حصول) میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (سورة البقرة: ١٤٠)

ترجمہ: اور ہر ایک شخص کا ایک (نہ ایک) مطمح نظر ہوتا ہے جس وہ (اپنے آپ پر مسلط کر لیتا ہے) سو (تمہارا مطمح نظر یہ ہو کہ) تم نیکیوں (کے حصول) میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ اللہ یقیناً ہر ایک امر پر پورا پورا قادر ہے۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر شخص کا کوئی نہ کوئی مطمح نظر ہوتا ہے جو ہر وقت اس کی آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اور اُسے پورا کرنے کے لئے وہ اپنی تمام مساعی صرف کر دیتا ہے۔ کبھی وہ تجارت میں ترقی اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی زراعت میں ترقی اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی سیاسی لحاظ سے اقتدار کا حصول وہ اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی سائنس میں ترقی کو اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی بیواؤں اور یتیموں اور مساکین کی خدمت کو وہ اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی دین اور مذہب کی اشاعت کو اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ غرض ہر شخص کسی نہ کسی مطمح نظر کو اپنے سامنے رکھتا ہے۔ اور اس کے حصول کے لئے وہ ہر قسم کی قربانیوں اور جدوجہد سے کام لیتا ہے۔...... یہی حال اقوام کا ہے۔ ہر قوم نے اپنا کوئی مقصد قرار دیا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہ اس کے لئے سب کچھ قربان کر دیتی ہے۔ پس جب ہر انسان دنیا میں کچھ نہ کچھ ضرور کرتا ہے اور کسی نہ کسی امر کے متعلق اُسے شغف ہوتا ہے تو تمہارا بھی ایک مطمح نظر ہونا چاہئے۔ ......مگر لوگ تو اپنے مقاصد اپنے لئے خود تجویز کرتے ہیں۔

لیکن ہم امت محمدیہ پر رحم کرتے ہوئے خود ہی ایک بلند ترین مطمح نظر اس کے سامنے رکھتے ہیں اور ہدایت دیتے ہیں کہ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ۔ تمہارا مطمح نظر یہ ہونا چاہئے کہ تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔......اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا۔ فرماتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو گے آخر ایک دن اللہ تعالیٰ تم سب کو اکٹھا کر کے اپنے پاس لے آئے گا اور تمہیں اپنی سُستیوں اور غفلتوں اور لوگوں کو نیکیوں کی دوڑ میں پیچھے چھوڑنے کا جواب دینا پڑے گا۔ پس اُس دن کا تمہیں خیال رکھنا چاہئے۔ اور اپنے فرض کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی سے کام نہیں لینا چاہئے۔ وہ تم سے ضرور پوچھے گا کہ جب میں نے تمہیں اسلام جیسی نعمت عطا فرمائی تھی تو تم نے اُسے دوسروں تک کیوں نہ پہنچایا۔ اور نیکیوں کی دوڑ میں تم نے دوسروں سے سبقت لے جانے کی کیوں کوشش نہ کی۔ پس تم اُس دن کے آنے سے پہلے پہلے تیاری کر لو اور اپنے اعمال کا جائزہ لو۔ ایسا نہ ہو کہ اُس دن تمہیں شرمندگی لاحق ہو اور خدا تعالیٰ کے حضور تم مجرم قرار پاؤ۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ تم اس مقصد کو ناقابل حصول مت سمجھو۔ جیسا کہ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہماری قسمت میں کہاں رکھا ہے کہ ہم اتنا بڑا مقام حاصل کر سکیں۔ وہ ہمت سے کام لینا ترک کر دیتے ہیں اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر کیا ہے وہی کچھ ہمیں ملے گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں بڑی طاقتیں رکھی ہیں۔ وہ نیکیوں میں خود بھی بڑھ سکتا ہے اور دوسروں کو بھی کھینچ کر اپنے ساتھ شامل کر سکتا ہے۔ یہ کام ناممکنات میں سے نہیں ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد دوئم صفحہ 253 تا 259)

احادیث النّبی ﷺ

عَنۡ اَبِیۡ ذَرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ اللّٰہُ عَزَّوَ جَلَّ مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِھَا اَوۡ اَزِیۡدُ، وَمَنۡ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَجَزَاءُ سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِثۡلُھَا اَوۡ اَغۡفِرُ. وَ مَنۡ تَقَرَّبَ مِنِّیۡ شِبۡرًا تَقَرَّبۡتُ مِنۡہُ ذِرَاعًا وَ مَنۡ تَقَرَّبَ مِنِّیۡ ذِرَاعًا تَقَرَّبۡتُ مِنۡہُ بَاعًا وَ مَنۡ اَتَانِیۡ یَمۡشِیۡ اَتَیۡتُہٗ ھَرۡوَلَۃً وَ مَنۡ لَقِیَنِیۡ بِقُرَابِ الۡاَرۡضِ خَطِیۡئَۃً لَا یُشۡرِکُ بِیۡ شَیۡئًا لَقِیۡتُہٗ بِمِثۡلِھَا مَغۡفِرَۃً. (مسلم کتاب الذکر باب فضل الذکر و الدعاء)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص کوئی نیکی کرتا ہے اُس کو دس گنا بلکہ اُس سے بھی زیادہ ثواب مَیں دوں گا۔ اور اگر وہ بُرائی کرتا ہے تو اُس کو اُس بُرائی کے برابر سزا دوں گا یا اُسے بخش دوں گا۔ اور جو شخص ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے مَیں ایک گز اُس کے قریب ہوتا ہوں اور جو ایک گز میرے قریب ہوتا ہے مَیں دو گز اُس سے قریب ہوتا ہوں۔ اور جو میرے پاس چلتے ہوئے آتا ہے مَیں اُس کے پاس دوڑے ہوئے جاتا ہوں۔ اور اگر کوئی شخص دُنیا بھر کے گناہ لے کر میرے پاس آئے گا بشرطیکہ اُس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو مَیں اُس کے ساتھ اُتنی ہی بڑی مغفرت اور بخشش سے پیش آؤں گا اور اُسے معاف کر دوں گا۔

اخلاق حسنہ:

عَنۡ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ مِنۡ اَحَبِّکُمۡ اِلَیَّ وَ اَقۡرَبِکُمۡ مِنِّیۡ مَجۡلِسًا یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ اُحَاسِنُکُمۡ اَخۡلَاقًا، وَ اِنَّ مِنۡ اَبۡغَضِکُمۡ اِلَیَّ وَ اَبۡعَدِکُمۡ مِنِّیۡ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ الثَّرۡثَارُوۡنَ وَ الۡمُتَشَدِّقُوۡنَ وَ الۡمُتَفَیۡھِقُوۡنَ. قَالُوۡا: یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ! قَدۡ عَلِمۡنَا الثَّرۡثَارُوۡنَ وَ الۡمُتَشَدِّقُوۡنَ فَمَا الۡمُتَفَیۡھِقُوۡنَ؟ قَالَ: اَلۡمُتَکَبِّرُوۡنَ. (ترمذی کتاب البرّ و الصلۃ باب فی مما لی الاخلاق)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا قیامت کے دن تم میں سے سب سے زیادہ مجھے محبوب اور سب سے زیادہ میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہوں گے اور تم میں سے سب سے زیادہ مبغوض اور مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو ثرثار یعنی منہ پھٹ، بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے والے ہیں، متشدّق یعنی منہ پھلا پھلا کر باتیں کرنے والے اور متفیہق یعنی لوگوں پر تکبّر جتلانے والے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ثرثار اور متشدّق کے معنی تو ہم جانتے ہیں متفیہق کسے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا متفیہق متکبّرانہ باتیں کرنے والے کو کہتے ہیں۔

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ : کُنۡ وَرِعًا تَکُنۡ اَعۡبَدَ النَّاسِ وَ کُنۡ قَنِعًا تَکُنۡ اَشۡکُرَ النَّاسِ وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفۡسِکَ تَکُنۡ مُؤۡمِنًا وَ اَحۡسِنۡ مُجَاوَرَۃَ مَنۡ جَاوَرَکَ تَکُنۡ مُسۡلِمًا وَ اَقِلِّ الضِّحۡکَ فَاِنَّ کَثۡرَۃَ الضِّحۡکِ تُمِیۡتُ الۡقَلۡبَ. (قشیر بہ باب القناعۃ صفحہ ۸۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: متقی بنو۔ سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے، قناعت اختیار کرو سب سے زیادہ شکر گزار سمجھے جاؤ گے۔ لوگوں کے لئے وہی چاہو جو اپنے لئے چاہتے ہو، حقیقی مؤمن کہلاؤ گے۔ اچھے پڑوسی بنو سچے مسلمان کہلاؤ گے۔ کم ہنسو کیوں کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔

کلام الامام

نوجوانوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

بوڑھوں کا دنیا میں موجود ہونا جوانوں کے لئے عبرت کا مقام ہے۔ مگر انسان کے دل پر اس قسم کا حجاب ہوتا ہے کہ وہ باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتا اور باوجود سننے کے نہیں سُنتا ورنہ اس قسم نظاروں کو دیکھ کر وہ اپنی جوانی کے ایام میں خدا تعالیٰ سے اپنے تعلقات مضبوط کرے۔ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۵۸)

نوجوانوں کو خدمتِ دین میں دن رات مشغول رہنا چاہئے۔ (بدر یکم جنوری ۱۹۰۵ء)

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زمانہ جو شباب اور جوانی کا زمانہ ہے، ایک ایسا زمانہ ہے کہ نفس امّارہ نے اس کو ردّی کیا ہوا ہے۔ اگر کوئی کار آمد ایّام ہیں تو یہی ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی قرآن شریف میں درج ہے وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِی اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ یعنی میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہرا سکتا کیونکہ نفسِ امارہ بدی کی طرف تحریک کرتا ہے۔ اس کی اس قسم کی تحریکوں سے وہی پاک ہوسکتا ہے جس پر میرا رب رحم کرے۔ اس سے معلوم ہوتا کہ اس زمانہ کی بدیوں اور جذبات سے بچنے کے واسطے نری کوشش ہی شرط نہیں بلکہ دُعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ نرا زہد ظاہری ہی (جو انسان اپنی سعی اور کوشش سے کرتا ہے) کار آمد نہیں ہوتا جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم ساتھ نہ ہو اور اصل تو یہ ہے کہ اصل زہد اور تقویٰ ہے ہی وہی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اسی طرح ملتا ہے۔ ورنہ کیا یہ سچ نہیں کہ بہت سے جامے بالکل سفید ہوتا ہے۔ باوجود سفید ہونے کے بھی وہی پلید ہو سکتے ہیں۔ تو اس ظاہری تقویٰ اور طہارت کی ایسی ہی مثال ہے۔ تاہم اس حقیقی پاکیزگی اور حقیقی تقویٰ اور طہارت کے حصول کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسی زمانہ شباب اور جوانی میں انسان کوشش کرے جب کہ قویٰ میں قوت اور دل میں ایک اُمنگ اور جوش ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں کوشش کرنا عقل مند کا کام ہے۔ اور عقل اسی لئے اللہ تعالےٰ نے دی ہے۔ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ 258-259)

''اب وقت تنگ ہے میں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا انیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔ تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے اسی طرح کوئی اور شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے۔ یہ آخری زمانہ ہے اللہ تعالےٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔ اس وقت صدق و وفاء کے دکھانے کا وقت ہے۔ اور آخری موقعہ دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے صدق اور خدمت کا یہ آخری موقعہ ہے جو نوعِ انسان کو دیا گیا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی موقعہ نہ ہوگا۔ بڑا ہی بدقسمت وہ ہے جو اس موقع کو کھودے۔'' (ملفوظات جلد 6 صفحہ 263)

محاسن قرآن کریم

منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہے شکر ربّ عزوجلّ خارج از بیاں — جس کی کلام سے ہمیں اُسکا ملا نشان
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں — ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
اُس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہو گیا — وہ اپنے مُنہ کا آپ ہی آئینہ ہو گیا
اُس نے درخت دل کو معارف کا پھل دیا — ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا
اُس سے خدا کا چہرہ نمودار ہو گیا — شیطاں کا مکرو وسوسہ بے کار ہوگیا
وہ رَہ جو ذاتِ عزّوجلّ کو دکھاتی ہے — وہ رہ جو دل کو پاک و مطہّر بناتی ہے
وہ رَہ جو یارِ گمشدہ کو کھینچ لاتی ہے — وہ رَہ جو جامِ پاک یقیں کا پلاتی ہے
وہ رہ جو اُسکے ہونے پہ محکم دلیل ہے — وہ رہ جو اس کے پانے کی کامل سبیل ہے
اُس نے ہر ایک کو وہی رستہ دکھا دیا — جتنے شکوک و شبہ تھے سبکو مٹا دیا
افسردگی جو سینوں میں تھی دُور ہو گئی! — ظلمت جو تھی دلوں میں وہ سب نور ہو گئی
جو دَور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے — چلنے لگی نسیم عنایات یار سے
جاڑے کی رُت ظہور سے اسکے پلٹ گئی — عشقِ خدا کی آگ ہر اِک دل میں اَٹ گئی
جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے — پھل اِسقدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے
جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے — پھل اِسقدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے
موجوں سے اُسکی پردے وساوس کے پھٹ گئے — جو کُفر اور فسق کے ٹیلے تھے کٹ گئے
قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے! — بے اُس کے معرفت کا چمن نا تمام ہے
جو لوگ شک کی سردیوں سے تھر تھراتے ہیں — اس آفتاب سے وہ عجب دھوپ پاتے ہیں
دنیا میں جس قدر ہے مذاہب کا شور و شر — سب قصہ گو ہیں نور نہیں ایک ذرّہ بھر

(منقول از براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ اوّل نصرۃ الحق مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”تم سب سے بڑھ کر تقویٰ پیدا کرو۔ تمہاری آنکھ میں وہ حیا ہو کہ دیکھنے والا کہہ اُٹھے کہ یہ آنکھ خدا کو دیکھتی ہے“

”پس میں پھر کہتا ہوں کہ انسان کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اُس راہ اور سبب کو اختیار نہیں کرتا جو اس کے حصول کے واسطے مقرر ہے۔ کامیابی کے صحیح اور یقینی اسباب اور ذرائع معلوم نہیں ہوسکتے جب تک سچّا علم نہ ہو اور سچّا علم بدوں قرآن کے نہیں آسکتا اور قرآن بدوں تقویٰ حاصل نہیں ہوتا اور سچّا تقویٰ اور خشیتِ الٰہی پیدا نہیں ہوتی جب تک اللہ تعالیٰ کے منتخب فرمائے ہوئے بندوں کی صحبت میں نہ رہے اور مأموروں اور منتخب کی شناخت کا اصول یہ ہے کہ جو اُس سے پہلے آئے ہیں اُن کے کاموں اور حالات سے اُس کو پہچانو۔...... اپنی طاقتوں اور عمر کے ایّام کو غنیمت سمجھو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کو کسی طرح بھی ناراض کرو۔......“ (خطباتِ نور صفحہ:۵۸)

”تم سب سے بڑھ کر تقویٰ پیدا کرو۔ تمہاری آنکھ میں وہ حیا ہو کہ دیکھنے والا کہہ اُٹھے کہ یہ آنکھ خدا کو دیکھتی ہے۔

تمہارے ہر عضو کا منہ قبلہ حقیقی کی طرف ہو۔ پھر تم شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (البقرۃ : ۱۴۴) ہوگے اور خدا کا فضل اور نصرت تمہارے شاملِ حال ہوگی۔

یاد رکھو ہمارے مذہب میں کسی انسان سے نرا پیار اور محبت کام نہیں دے سکتا۔ ایمان اور اعمالِ صالحہ کام دیتے ہیں۔ اگر نرا پیار اور محبت ہو اور عمل صالح نہ ہو تو یہ ایسا ہی ہے جیسے یہود کہتے تھے نَحْنُ اَبْنَآءُ اللّٰهِ (المائدۃ: ۱۹) آخر میں پھر کہتا ہوں کہ متقی بنو کہ متقی کامیاب ہوتے ہیں۔“ (خطباتِ نور صفحہ ۴۴)

”یاد رکھو انسان کو جس قدر ضرورتیں پیش آسکتی ہیں، جس قدر خواہشیں اور امنگیں اسے کسی کی طرف کھینچ کر لے جاسکتی ہیں وہ سب تقویٰ سے حاصل ہوتی ہیں۔ متقی اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔ اور اللہ سے بڑھ کر انسان کس دوست اور حبیب کی خواہش کرسکتا ہے۔ تقویٰ سے انسان خدا تعالیٰ کی ”تولی“ کے نیچے آتا ہے۔ متقی کے ساتھ اللہ ہوتا ہے۔ متقی کے دشمن ہلاک ہوتے ہیں۔ متقی کو اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے تعلیم دیتا ہے۔ متقی کو ہر تنگی سے نجات ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ متقی کو ایسی راہوں اور جگہوں سے رزق پہنچاتا ہے کہ کسی کہ وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا۔ جیسا کہ اسی حمید و مجید کتاب میں موجود ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (التوبہ:۷) وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ (الجاثیۃ : ۲۰) اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ (النحل: ۱۲۹) اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا (الانفال: ۳۰) وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ (البقرۃ:۲۸۳) مَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: ۳،۴) اب مجھے کوئی بتاوے کہ انسان اس کے سوا اور چاہتا کیا ہے۔ اس کی تمام خواہشیں، تمام ضرورتیں، تمام امنگیں اور ارادے ان سات ہی باتوں میں آجاتی ہیں اور یہ سب متقی کو ملتی ہیں۔“ (خطباتِ نور صفحہ ۸۶)

”انسانی ترقی کا بڑا ذریعہ انسان کے ذاتی اخلاق ہوتے ہیں جن سے وہ واحد شخص خود اپنے نفس میں سکھ پاتا ہے اور امن اور آرام کی زندگی بسر کرتا ہے۔ مثلاً اگر وہ کسی کی نعمت دیکھ کر حسد نہیں کرتا تو اس سوزش اور جلن سے محفوظ رہتا ہے جو کہ حاسد کے دل کو ہوتی ہے۔ اگر کوئی دوسرے کو دیتا ہے تو یہ طمع نہیں کرتا تو اس عذاب سے بچا رہتا ہے جو کہ طمع کرنے سے ہوتا ہے۔ ایسے ہی جو لوگ اخلاق فاضلہ حاصل کرتے ہیں وہ جزع فزع، شہوت اور غضب کے تمام دکھوں اور آفتوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ ذاتی سکھ کے ذرائع اخلاق فاضلہ ہیں۔“ (خطباتِ نور صفحہ ۱۷۷)

ہوں بندہ مگر میں خدا چاہتا ہوں

﴿کلام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾

بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا چاہتا ہوں
ہوں بندہ مگر میں خدا چاہتا ہوں

میں اپنے سیاہ خانۂ دل کی خاطر
وفاؤں کے خالق وفا چاہتا ہوں

جو پھر سے ہرا کردے ہر خشک پودا
چمن کے لئے وہ صبا چاہتا ہوں

مجھے بَیر ہرگز نہیں ہے کسی سے
میں دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

وہی خاک جس سے بنا میرا پُتلا
میں اس خاک کو دیکھنا چاہتا ہوں

نکالا مجھے جس نے میرے چمن سے
میں اُس کا بھی دل سے بھلا چاہتا ہوں

مرے بال و پَر میں وہ ہمّت ہے پیدا
کہ لے کر قفس کو اُڑا چاہتا ہوں

کبھی جس کو رشیوں نے منہ سے لگایا
وہی جام اب میں پِیا چاہتا ہوں

رقیبوں کو آرام و راحت کی خواہش
مگر میں تو کرب و بَلا چاہتا ہوں

دکھائے جو ہر دم ترا حسن مجھ کو
مِری جاں! میں وہ آئینہ چاہتا ہوں

ارشادات بانیٔ تنظیم سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

۞ ’’قومی نیکیوں کے تسلسل کے قیام کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس قوم کے بچوں کی تربیت ایسے ماحول اور ایسے رنگ میں ہو کہ وہ ان اغراض اور مقاصد کو پورا کرنے کے اہل ثابت ہوں جن اغراض اور مقاصد کو لے کر وہ قوم کھڑی ہوئی ہو۔ جب تک کسی قوم کا کوئی خاص مقصد اور مدّ عا نہیں ہوتا اس وقت تک اس کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہوتا ہے کہ وہ اپنے نوجوانوں کو اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق کوئی تعلیم دلا دے یا عام علوم سے واقفیت بہم پہنچا دے یا بعض پیشے انہیں سکھا دے جب کوئی قوم اتنا کام کر لیتی ہے تو وہ اپنے فرض سے سبکدوش سمجھی جاتی ہے۔ لیکن جب کوئی قوم ایک خاص مقصد اور مدّ عا لے کر کھڑی ہوتی ہوئی ہو تو اس کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اس مقصد اور مدّ عا کو نوجوانوں کے ذہنوں پورے طور پر داخل کرے اور ایسے رنگ میں ان کی عادات اور خصائل کو ڈھالے کہ وہ جب بھی کوئی کام کریں خواہ عادتاً کریں یا بغیر عادت کے کریں وہ اس جہت کی طرف جا رہے ہوں جس جہت کی طرف اس قوم کے اغراض و مقاصد اسے لیے جا رہے ہوں۔ جب تک کسی قوم کے نوجوان اس رنگ میں کام نہیں کرتے اس وقت تک اسے ترقی حاصل نہیں ہوتی۔‘‘

(خدام سے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کے خطبات وخطابات کا مجموعہ ’’مشعلِ راہ‘‘ صفحہ ۴۹)

۞ ’’قوموں کی کامیابی کے لیے کسی ایک نسل کی درستگی کافی نہیں ہوتی۔ جو پروگرام بہت لمبے ہوتے ہیں وہ اسی وقت کامیاب ہو سکتے ہیں جبکہ متواتر کئی نسلیں ان کو پورا کرنے میں لگی رہیں یہی حال اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کا ہے اس کی بعض تعلیمیں بھی تبھی پختہ ہوتی ہیں اور تبھی ان کا قوام عمدہ اور اعلیٰ ہوتا ہے جب متواتر کئی نسلیں ان کو اختیار کرتی چلی جائیں۔ جب مسلسل کئی نسلیں ان تعلیموں پر عمل کرتی چلی جاتی ہیں تب وہ ایک نئی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور دنیا کے لیے حیرت انگیز طور پر مفید بن جاتی ہیں۔‘‘

(مشعلِ راہ صفحہ ۷۹-۸۱)

۞ ’’میری غرض اس مجلس کے قیام سے یہ ہے کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اسے ہوا نہ لگ جائے بلکہ وہ اسی طرح نسلاً بعد نسلٍ دلوں میں دفن ہوتی چلی جائے آج وہ ہمارے دلوں میں دفن ہے تو کل وہ ہمارے اولاد کے دلوں میں دفن ہو اور پرسوں ان کی اولاد کے دلوں میں۔ یہاں تک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہو جائے ہمارے دلوں کے ساتھ چمٹ جائے اور ایسی صورت اختیار کر لے جو دنیا کے لیے مفید اور بابرکت ہو اگر ایک یا دو نسلوں تک ہی تعلیم محدود رہی تو کبھی ایسا پختہ رنگ نہ دیگی جس کی اس سے توقع کی جاتی ہے۔‘‘

(مشعلِ راہ صفحہ ۸۲)

آمدِ امامِ کامگار

﴿......کلام سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ تعالیٰ......﴾

ہیں آسمان کے تارے گواہ، سُورج چاند　　پڑے ہیں ماند، ذرا کچھ بچار کر دیکھو
ضرور مہدیٔ دَوراں کا ہوچکا ہے ظہور　　ذرا سا نورِ فراست نِکھار کر دیکھو
خزانے تم پہ لُٹائے گا لا جَرَم لیکن　　بَس ایک نَذرِ عقیدت گزار کر دیکھو
اگر ہے ضد کہ نہ مانو گے، پَر نہ مانو گے　　تو ہو سکے جو کرو، بار بار کر دیکھو
بدل سکو تو بدل دو، نظامِ شمس و قمر　　خِلافِ گردشِ لیل و نہار کر دیکھو
پلَٹ سکو تو پلَٹ دو، خِرامِ شام و سحر　　حسابِ چَرخ کو بے اِعتبار کر دیکھو
جو ہو سکے تو سِتاروں کے راستے کاٹو　　کوئی تو چارہ کرو، کچھ تو کار کر دیکھو
سوار لاؤ، پیادے بڑھاؤ، چڑھ دَوڑو　　جو بَن سکے وہ پئے کار زَار کر دیکھو
خُدا کی بات ٹلے گی نہیں، تُم ہو کیا چیز　　اَٹل چٹان ہے، سَر مار مار کر دیکھو
اُتر رہی ہیں فلک سے گواہیاں۔ روکو　　وہ غُل غَپاڑہ کرو، حال زَار کر دیکھو
گواہ دو ہیں، دو ہاتھوں سے چھاتِیاں پیٹو　　خُسُوفِ شمس و قمر، ہار ہار کر دیکھو
جلن بہت ہے تو ہوتی پھِرے نہ نکلے گی　　بھڑاس سینے کی، بک بک ہزار کر دیکھو
قَفَس کے شیروں سے کرتے ہو روز دو دو ہاتھ　　دو آنکھیں بَن کے بَبر سے بھی چار کر دیکھو
مِری سُنو تو پہاڑوں سے سَر نہ ٹکراؤ　　جو میری مانو تو عجز اِختیار کر دیکھو

(جلسہ سالانہ یوکے ۳۱/جولائی ۱۹۹۴ء بحوالہ کلامِ طاہر جدید ایڈیشن صفحہ ۸۸)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالی

’’قرآن ہی آپ کی پناہ ہے اور قرآن ہی آپ کا ہتھیار ہے‘‘

’’آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہیں اور قرآن کی لازوال اور بےمثال تعلیم کے آپ حامل ہیں۔ اتنی عظیم تعلیم آپ کے پاس ہے، آپ کا فرض ہے کہ آپ یہاں کے باشندوں کو بتائیں کہ ان کی فلاح ونجاح اس تعلیم پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ وابستہ ہے۔ لیکن آپ محض زبانی تبلیغ سے انہیں اسلام کے حسن کا گرویدہ نہیں بنا سکتے۔ آپ کو اسلام کے حسن سے حسن لیکر پہلے خود اپنی زندگیوں کو حسین بنانا ہوگا تب یہاں کے لوگ اسلام کے حسن سے متأثر ہوں گے۔ آپ اسلام کے اصولوں کو توڑ کر اور اس کی بتائی ہوئی راہ کو چھوڑ کر تو انہیں اسلام کا حسن نہیں دکھا سکتے۔ اسلام کے حسن کا مظاہر تو آپ کو خود اپنے وجودوں کے ذریعہ کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر وہ اس کے گرویدہ نہیں ہوں گے۔ یہ امر یاد رکھیں کہ قرآن ہی آپ کی پناہ ہے اور قرآن ہی آپ کا ہتھیار ہے۔ پہلے خود اس کی پناہ میں آئیں اور پھر دوسروں کو اس کی پناہ میں لانے کا وسیلہ بنیں۔ آپ ایسا کریں اور پھر خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کے کرشمے دیکھیں۔ تم خدا سے پیار کرو، خدا تم سے پیار کرے گا۔ خدا کہتا ہے کہ تم اپنی ہر چیز میری راہ میں قربان کر دو اور پھر مجھ سے سب کچھ پالو۔ اگر تم ایسا کر دکھاؤ گے تو یہ جہان اور اس کی ہر چیز تمہاری ہو جائے گی اور اگلا جہان بھی تمہارا ہی ہوگا۔‘‘

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ۔ جولائی ۱۹۸۰ء مسجد نور فرینکفرٹ)

تِری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اُٹھائیں گے ہم

﴿......کلام سیّدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ......﴾

تِری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اُٹھائیں گے ہم
مگر نہ چھوڑیں گے تجھ کو ہرگز نہ تیرے دَر پر سے جائیں گے ہم

تِری محبت کے جُرم میں ہاں جو پیس بھی ڈالے جائیں گے ہم
تو اُس کو جانیں گے عین راحت نہ دل میں کچھ خیال لائیں گے ہم

سُنیں گے ہرگز نہ غیر کی ہم نہ اُس کے دھوکے میں آئیں گے ہم
بس ایک تیرے حضور میں ہی سرِ اطاعت جُھکائیں گے ہم

ہمارے حالِ خراب پر گو ہنسی اُنہیں آج آ رہی ہے
مگر کسی دن تمام دُنیا کو ساتھ اپنے رُلائیں گے ہم

ہُوا ہے سارا زمانہ دشمن ہیں اپنے بیگانے خوں کے پیاسے
جو تونے بھی ہم سے بے رُخی کی تو پھر تو بس مر ہی جائیں گے ہم

پڑے ہیں پیچھے جو فلسفے کے اُنہیں خبر کیا ہے کہ عشق کیا ہے
مگر ہیں ہم رَہرَوِ طریقت ثمارِ اُلفت ہی کھائیں گے ہم

ہمیں بھی ہے نسبتِ تلمّذ کسی مسیحاؑ نفس سے حاصل
ہُوا ہے بے جان گو کہ مسلم مگر اب اس کو جلائیں گے ہم

مِٹا کے نقش و نگارِ دیں کو یونہی ہے خوش دشمنِ حقیقت
جو پھر کبھی بھی نہ مٹ سکے گا اب ایسا نقشہ بنائیں گے ہم

خدا نے ہے خضرِ رہ بنایا، ہمیں طریقِ محمدؐی کا
جو بھُولے بھٹکے ہوئے ہیں اُن کو صنم سے لاکر ملائیں گے ہم

ہماری اِن خاکساریوں پر نہ کھائیں دھوکا ہمارے دشمن
جو دیں کو ترچھی نظر سے دیکھا تو خاک اُن کی اُڑائیں گے ہم

مِٹا کے کفر و ضلال و بِدعت کریں گے آثارِ دیں کو تازہ
خدا نے چاہا تو کوئی دن میں ظفر کے پرچم اُڑائیں گے ہم

خبر بھی ہے کچھ تجھے او ناداں کہ مَردُمِ چشمِ یار ہیں ہم
اگر ہمیں کج نظر سے دیکھا تو تجھ پہ بجلی گرائیں گے ہم

وُہ شہر جو کُفر کا ہے مرکز، ہے جس پہ دینِ مسیح نازاں
خدائے واحد کے نام پر اِک اَب اس میں مسجد بنائیں گے ہم

پھر اُس کے مینار پر سے دُنیا کو حق کی جانب بلائیں گے ہم
کلامِ ربِّ رحیم و رحماں ببانگِ بالا سنائیں گے ہم

﴿اخبار الفضل جلد ۷۔ ۱۹؍ستمبر ۱۹۲۰ء // کلام محمودؓ صفحہ ۹۴، ۹۵﴾

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

زمانے کی دُوری کو اخلاق کی قربت کے ذریعے مٹایا جاسکتا ہے

’’جماعت احمدیہ کا جو موجودہ دور ہے یہ غیر معمولی اہمیت رکھنے والا دور ہے اور جیسا کہ میں نے بارہا پہلے توجہ دلائی ہے ہم حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پہلی صدی سے دُور ہورہے ہیں۔ یعنی زمانے اور وقت کے لحاظ سے دور ہورہے ہیں لیکن عین ممکن ہے بلکہ قرآن کریم نے اس کی معیّن پیشگوئی بھی فرمائی ہے کہ زمانے کی دُوری پائی جاسکتی ہے۔ عبور ہوسکتی ہے اگر اخلاق کو دُور نہ ہونے دیا جائے، اگر اعمال کو دُور نہ ہونے دیا جائے۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ میں یہی تو پیغام ہے اور یہی تو خوشخبری ہے جس کو پورا ہوتے دیکھ کر ہمارے ایمان پھر زندہ ہوئے ہیں۔ پس بہت ہی اہم بات ہے۔ ہم نے اٰخَرِیْنَ ہوکر، قرآن کریم کی اِس پیشگوئی کا مصداق بنتے ہوئے قطعی طور پر یہ دیکھ لیا اور دُنیا پر ثابت کردیا کہ زمانے کی دُوری کو اخلاق کی قربت کے ذریعے مٹایا جاسکتا ہے اور نیک اعمال کے نتیجہ میں زمانے کے فاصلے ماضی میں بھی طے ہوسکتے ہیں اور مستقبل میں بھی طے ہوسکتے ہیں۔ پس اس پہلو سے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ہر صدی کے قدم پر یہ دیکھیں کہ ہمارا قدم پچھلی صدی کے ساتھ ملا ہوا ہے یا نہیں اور ہمارا اخلاقی اور عملی فاصلہ کہیں بڑھ تو نہیں رہا۔ پس آگے بڑھنا دو طرح سے ہوگا۔ ایک زمانے میں آگے بڑھنا۔ وہ تو ایسی مجبوری ہے جس پر کسی کا کوئی اختیار نہیں۔ اور ایک آگے بڑھنا یہ بھی ہوسکتا ہے۔ جیسے قومیں بظاہر آگے بڑھتی ہیں لیکن بنیادی طور پر انحطاط کا شکار ہوجاتی ہیں۔ اخلاقی قدروں کے لحاظ سے انحطاط کا شکار ہوجاتی ہیں۔ وہ آگے بڑھنا تو تنزّل کی علامت ہے۔ ہم نے اِس پہلو سے آگے نہیں بڑھنا بلکہ واپس جانا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بھی جو سب سے بڑا معجزہ دکھایا، جو سب سے بڑا عظیم الشان کارنامہ کرکے دکھایا وہ واپسی کا کارنامہ ہے، آگے بڑھنے کا کارنامہ نہیں۔ تیرہ سو سال کے فاصلے حائل تھے۔ کِس طرح ایک ہی جست میں آپ اس زمانے میں جا پہنچے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا۔ پس ہر صدی کی زمانی جست کے ساتھ ہمیں واپسی کی ایک جست بھی لگانی ہوگی اور بڑے معیّن فیصلے اور بڑے قطعی فیصلے کے ساتھ ایسا پروگرام طے کرنا ہوگا کہ جب ہم وقت میں آگے بڑھیں تو اخلاقی اور اعمالی قدروں میں واپس جارہے ہوں۔ اِس پہلو سے اِس دور میں جب میں چاروں طرف دیکھتا ہوں تو جماعت کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ اور بھی مسائل بڑھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تیزی سے بڑھ رہی ہے اور اس کی رفتار ہر طرف پہلے سے بہت زیادہ ہوچکی ہے۔ پس بڑی جماعتوں میں رفتار کا پھیلاؤ جہاں مبارک بھی ہے وہاں خدشات بھی پیدا کرنے والا ہے اور فکریں بھی پیدا کرنے والا ہے۔ اِسی طرح بڑی جماعتوں میں نسل پھیلتی ہے۔ تولید کے ذریعے جماعتیں بڑھتی ہیں۔ اس پہلو سے بھی ساتھ ہی تربیتی فکریں بڑھنے لگتی ہیں۔‘‘

﴿خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء بمقام مسجد فضل لندن﴾

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت کے موقعہ پر
سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا محبت بھرا پیغام

تم راتوں کے راہب بنو

اوردن کوبنی نوع انسان کے خدمت کرنے والے میدانوں کے شیر بنو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلےعلی رسولہ الکریم

و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو النّاصــــــر

میرے پیارے خدام بھائیو! (قادیان-انڈیا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے لیے بہت خوشی کی بات ہے کہ تمہارا سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے۔ جو کچھ تربیتی، اخلاقی اور روحانی امور کی بابت یہاں آپ نے سنا ان باتوں کو یاد رکھیں اور یہ سب نیک یادیں اپنے ساتھ لے کر جائیں اور جہاں بھی جائیں یہ یاد رکھیں کہ آپ ایک احمدی خادم ہیں۔ یہ ایک اعزاز ہے اور سعادت ہے جو خدا کے خاص فضل سے تمہارے حصے میں آئی ہے۔ اس لیے اپنے اس مقام اور اعزاز کی ہمیشہ حفاظت کریں اور کبھی بھی نہ بھولیں کہ آپ کے اس نام اور مقام کے تقاضے کیا ہیں۔

اس لیے اس اجتماع کے موقعہ پر میرا پیغام آپ سب خدام و اطفال کے لیے یہ ہے کہ ان دو باتوں کو ہمیشہ مقدم رکھیں

☆اوّل عبادت کا قیام اور دوم خلافت کا احترام

اگر تم جانو تو تمہیں اس حقیقت کا علم ہو کہ انسان کی تخلیق کا بنیادی مقصد ہی عبادت ہے، اور اس عبادت کے دو حصے ہیں ایک خدا کا اور ایک خدا کی مخلوق کا، یعنی نمازوں کو بروقت، باجماعت اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں ہمیشہ کوشاں رہنا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

''جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کاربند نہیں ہوتا۔ اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی ......نماز کی لذت اور سرور اسے حاصل نہیں ہوسکتا۔ مدار اسی بات پر ہے کہ جب تک برے ارادے ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوں انانیت اور شیخی دور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آئے خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا اور عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لیے بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے۔ میں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق، حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔''

(الحکم جلد ۳: ۱۳ مورخہ ۱۲/اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۷)

اسی طرح عبادت کی تفصیلات بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

''اور عبادت کی فروع میں یہ بھی ہے کہ تم اس شخص سے بھی جو تم سے دشمنی رکھتا ہو ایسی ہی محبت کرو جس طرح اپنے آپ سے اور اپنے بیٹوں سے کرتے ہو اور یہ کہ تم دوسروں کی لغزشوں سے درگزر کرنے والے اور ان کی خطاؤں سے چشم پوشی کرنے والے بنو اور نیک دل اور پاک نفس ہو کر پرہیزگاروں والی صاف اور پاکیزہ زندگی

گزارو اور تم بری عادتوں سے پاک ہوکر باوفا اور باصفا زندگی بسر کرو اور یہ کہ خلق اللہ کے لیے بلاتکلف وتصنع بعض نباتات کی مانند نفع رساں وجود بن جاؤ اور یہ کہ تم اپنے کبر سے اپنے کسی چھوٹے بھائی کو دکھ نہ دو اور نہ کسی بات سے اس کے دل کو زخمی کرو بلکہ تم پر واجب ہے کہ اپنے ناراض بھائی کو خاکساری سے جواب دو اور اسے مخاطب کرنے میں اس کی تحقیر نہ کرو اور مرنے سے پہلے مرجاؤ اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرلو اور جو کوئی ملنے کے لیے تمہارے پاس آئے اس کی عزت کرو خواہ وہ پُرانے بوسیدہ کپڑوں میں ہو نہ کہ نئے جوڑوں اور عمدہ لباس میں اور تم ہر شخص کو السلام علیکم کہو خواہ تم اسے پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو اور (لوگوں کی) غمخواری کے لیے ہر دم تیار کھڑے رہو۔''

ڑ (ترجمہ از عربی عبارت - اعجاز المسیح صفحہ ۱۶۵)

پس میرے پیارے نوجوانو! عبادات کے رنگوں سے اپنی جوانیاں رنگین کرو کہ یہی مَردوں کا زیور ہے اور یہ بھی خوب یاد رکھو کہ ان عبادات اور مجاہدات کے لیے اصل عمر بھی یہی تمہاری عمر ہے، بانی مجلس خدام الاحمدیہ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی آپ نوجوانوں سے یہی توقع کی تھی جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:-

''اللہ پر توکل کرو دعاؤں پر خاص زور دو، اپنی اصلاح کی فکر کرو۔ جوانی میں تہجد پڑھنے والے اور جوانی میں دُعائیں کرنے والے اور جوانی میں خوابیں دیکھنے والے بڑے نادر وجود ہوتے ہیں ...... ابدال درحقیقت وہی ہوتے ہیں جو جوانی میں اپنے اندر تغیر پیدا کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا تعلق پیدا کر لیتے ہیں کہ بڈھے بڈھے بھی آ کر کہتے ہیں کہ حضور ہمارے لیے دعا کیجئے۔ تمہارے بڈھے تو اقطاب ہونے چاہئیں اور احمدیوں کے جوان ابدال ہونے چاہئیں۔''

(مشعلِ راہ جلد اوّل صفحہ ۷۳۳)

اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی ساری عبادتوں، اپنی ساری نیکیوں اور اپنے سارے کاموں کو بابرکت انجام تک پہنچانا چاہتے ہو تو خلافت سے محبت اور اس کا ادب اور اس کا احترام اپنے ایمان کا جزو بنالو۔ اور یہ امر خوب یاد رکھو اور اپنی نسلوں کو، ان کے خون کی رگوں میں یہ بات شامل کردو کہ تمہاری ترقیات اب صرف اور صرف خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں، اس کے پیچھے پیچھے چلو، اس کے اشاروں کو حکم سمجھ کر چلو، تو تم دیکھو گے کہ فتوحات اور ترقیات کی منزلیں تمہارے قدم چومیں گی۔ ان شاءاللہ

حضرت مصلح موعودؓ کے اس ارشاد کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ:

''خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ وقت کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔''

(الفضل ۳۱ر جنوری ۱۹۳۶ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بھی اِسی امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا اور یہی دستور اور اصول ہے۔

آپ فرماتے ہیں: ''غرض ہر اچھا نظر آنے والا عمل عملِ صالح نہیں ہوتا۔ بلکہ عمل صالح وہ اچھا عمل ہے جو ایمان کے مطابق ہو۔ جہاں تک خدام الاحمدیہ کے کاموں کا تعلق ہے خدام الاحمدیہ کے وہی کام اسلامی اصطلاح کی رو سے اعمالِ صالحہ میں شمار ہوں گے جو خلیفہ وقت کی ہدایات کے مطابق کئے جائیں۔ اگر خلیفہ وقت نے ایک منصوبہ تیار کیا ہو اس نے بعض ہدایات دی ہوں اور ہم انہیں چھوڑ کر دوسری طرف چلے جائیں تو خواہ وہ کام

جنہیں ہم نے کیا ظاہر بین نگاہ میں کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں وہ کام خدام الاحمدیہ کا یک حلقہ کررہا ہوتو بھی اور سارے خدام الاحمدیہ مل کرکررہے ہوں تو بھی خدا تعالیٰ کی نگاہ میں عمل صالح نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کا ایک جزو یہ بتایا ہے کہ خلیفہ وقت کی اطاعت کی جائے...... قرآن کریم نے ہمیں یہ بھی بشارت دی کہ اگر تم ایمان کے اوپر قائم رہے اور اگر تم بحیثیت جماعت اس مقام کو جانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلافت کی نعمت سے نوازا ہے اور نوازتا رہے گا تو پھر جو خلیفہ مقرر ہو اس کے بتائے ہوئے طریق پر عمل کرنا اس کو چھوڑ کر دوسری طرف نہ جانا کہ تمہارا ایسا کرنا فاسقانہ اعمال میں شمار ہوگا اعمال صالحہ میں شمار نہیں ہوگا۔ غرض خدام الاحمدیہ کا لائحہ عمل وہ ہے جو حضرت مصلح موعودؓ نے جب مجلس خدام الاحمدیہ کو جاری فرمایا تو ابتداء میں مختلف وقتوں میں خدام الاحمدیہ کے سامنے رکھا یا وہ لائحہ عمل ہے جو میں اب تمہارے لئے بناؤں............''

(مشعلِ راہ جلد۲ صفحہ ۲۴-۲۳)

پس اے احمدی نوجوانو! اٹھو! اور اپنے سر کو عجز و انکسار اور متانت و وقار کے ساتھ اٹھا کر چلو کہ خدا کے پیار کے ہاتھ تمہارا ہاتھ تھامنے کو منتظر ہیں، دنیا کی قومیں تمہیں اپنا قائد و معلم بنانے کے لیے تمہارے انتظار میں ہیں۔ تم راتوں کے راہب بنو اور دن کو بنی نوع کی خدمت کرنے والے میدانوں کے شیر بنو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

فرمان نبوی ﷺ

سب سے بڑا صدقہ!

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسولؐ! ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا سب سے بڑا صدقہ یہ ہے کہ تو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو اور مال کی ضرورت اور حرص رکھتا ہو، غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو۔ صدقہ و خیرات میں ایسی دیری نہ کر کہ ایسا نہ ہو کہ جب جان حلق تک پہنچ جائے تو تو کہے فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا۔ حالانکہ وہ مال اب تیرا نہیں رہا، وہ تو فلاں کا ہو ہی چکا۔ (یعنی مرنے والے کے اختیار سے نکل چکا ہے)

﴿بخاری کتاب الزکوٰۃ باب فضل صدقة الشحيح الصحيح﴾

ایک دوسرے کی حاجت روائی کرو!

حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اُس وقت تک انسان کی ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لئے کوشاں رہے۔ ﴿قشيرية باب الاخلاص صفحه ۱۰۴﴾

''آگ کس پر حرام ہے؟''

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو بتاؤں کہ آگ کس پر حرام ہے؟ وہ حرام ہے ہر اُس شخص پر جو لوگوں کے قریب رہتا ہے۔ یعنی نفرت نہیں کرتا، اُن سے نرم سلوک کرتا ہے، اُن کے لئے آسانی مہیا کرتا ہے اور سہولت پسند ہے۔ ﴿ترمذی صفة القيٰمة﴾

سب سے بڑی فضیلت

حضرت معاذ بن انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ تو قطع تعلق کرنے والے سے تعلق قائم رکھے اور جو تجھے نہیں دیتا ہے اُسے بھی دے اور جو تجھے بُرا بھلا کہتا ہے اُس سے تو درگزر کرے۔

﴿مسند احمد صفحہ ۴۳۸/۳﴾

دیں کی نصرت کیلئے اِک آسماں پر شور ہے

﴿……کلام سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام……﴾

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن — زلزلہ کیا اِس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن
کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو؟ — ہوگئے ہیں اِس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن
غیر کیا جانے کہ غیرت اُس کی کیا دکھلائے گی — خود بتائے گا اُنہیں وہ یار بتلانے کے دن
طالبو! تم کو مبارک ہو کہ اَب نزدیک ہیں — اُس مرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانے کے دن
وہ گھڑی آتی ہے کہ جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے — اب تو تھوڑے رہ گئے ہیں دجّال کہلانے کے دن
اے مرے پیارے! یہی میری دُعا ہے روز و شب — گود میں تیری ہوں ہم اُس خونِ دل کھانے کے دن
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی۔ آ مِرے اے نا خدا — آگئے ہیں اس باغ پر اے یار مرجھانے کے دن
تیرے ہاتھوں سے مِرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو — ورنہ دیں میّت ہے اور یہ دن ہیں دفنانے کے دن
میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر — آگئے ہیں اب زمیں پر آگ بھڑکانے کے دن
چاند اور سورج نے دکھلائے ہیں دو داغِ کسوف — پھر زمیں بھی ہوگئی بے تاب تھرّانے کے دن
کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا — لرزہ آیا اِس زمیں پر اُس کے چلّانے کے دن
دوستو اُس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی — آئیں گے اس باغ کے اَب جلد لہرانے کے دن
اِک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا — اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے — پر یہی ہیں دوستو اُس یار کے پانے کے دن
دیں کی نصرت کے لئے اِک آسماں پر شور ہے — اَب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں — اب تو ہیں اے دِل کے اندھو! دیں کے گُن گانے کے دن
خدمتِ دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بُغض و کیں سے وقت — اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو! یہ پچھتانے کے دن

﴿خاتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ آخر مطبوعہ ۱۹۰۷ء﴾

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کا پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کینانور
16-9-04

مکرم و محترم مولانا زین الدین صاحب حامد
ایڈیٹر ماہنامہ مشکوٰۃ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امسال اجتماع کے موقعہ پر مشکوٰۃ کے خصوصی نمبر شائع کرنے کی اطلاع سے خوشی ہوئی۔

اس بارے میں آپ کا فیکس مجھے کینانور میں موصول ہوا۔ جزاکم اللہ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے گذشتہ 20 سال سے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی ترجمانی کرتے ہوئے بھارت کے خدام و اطفال کی تعلیم و تربیت میں نمایاں خدمات بجالانے کی مشکوٰۃ کو توفیق مل رہی ہے۔

شروع میں تین ماہ کے وقفہ کے ساتھ اور بعد میں ہر دو ماہ کے بعد اور جنوری 2000ء سے مشکوٰۃ، یہ مؤقر رسالہ ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

مشکوٰۃ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوکر بہت خوشی ہوتی ہے کہ اس کا ہر مضمون معیاری ہے اور نئی نئی باتوں کا انکشاف ہوتا ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات و خلیفہ وقت کے ارشادات ہر شمارہ کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ خلیفہ وقت کی اطاعت، نظامِ سلسلہ کا احترام اس کا طرّہ امتیاز ہونا چاہیئے۔ اِس رسالہ کے قارئین بھی بہت خوشی اور اطمینان کا اظہار کرتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس رسالہ کو اور زیادہ ترقی عطا فرمائے۔

اور ہر میدان میں پروان چڑھائے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے تحریر کا ملکہ عطا فرمایا ہے اُن سے اِس رسالہ کے لیے زیادہ سے زیادہ مضامین لکھ کر اِس مفید رسالہ کے ساتھ تعاون کرنے کی تحریک کرتا ہوں۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اِس رسالہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازے اور اس میدان میں قلمی جہاد کرنے والوں اور اس رسالہ کی کامیابی کے لیے دن رات خدمت بجالانے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار
مرزا وسیم احمد
ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان

مذہبی قوموں کی تعمیر اَخلاقی تعمیر کے بغیر ناممکن ہے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بتاریخ ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

وہ لوگ جو بڑے بڑے منصوبے بناتے ہیں ان کو یہ رجحان پیدا کرنا چاہئیے کہ ابتدائی باتوں کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ بعض دفعہ بہت ہی بلند بانگ منصوبے بنانے والے اور بلند بانگ دعاوی کرنے والے ابتدائی باتوں سے بے خبر رہ جاتے ہیں اور وہ چیزیں جو اُن کی نظر میں ابتدائی ہیں درحقیقت بنیادی حیثیت رکھنے والی باتیں ہوا کرتی ہیں۔ اور جب تک بنیادیں قائم نہ ہوں کوئی بلند عمارت تعمیر نہیں کی جاسکتی۔ یہ ایک ایسا قانون ہے جسے دُنیا کا کوئی انجینئر، کوئی ماہر فن نظر انداز نہیں کرسکتا۔ قوموں کی تعمیر میں اور میری مراد مذہبی قومیں ہیں۔ مذہبی قوموں کی تعمیر میں دو باتیں بہت ہی بڑی اہمیت رکھتی ہیں اور انہیں کے گرد سارا فلسفۂ حیات گھومتا ہے۔ یعنی بندے سے تعلق اور خدا سے تعلق اِن دونوں تعلقات میں اسلام نے بہت ہی وسیع تعلیمات دی ہیں اور بہت ہی بلند منصوبے پیش کئے ہیں لیکن ان منصوبوں پر عمل تبھی ممکن ہے جب ان کے ابتدائی حصوں پر خصوصیت سے توجہ دی جائے اور صبر کے ساتھ پہلے بنیادیں تعمیر کی جائیں پھر خدا تعالےٰ کے فضل سے توقع رکھی جائے کہ ان بنیادوں پر عظیم الشان عمارتیں تعمیر ہوں گی۔

جماعت احمدیہ کا جو موجودہ دور ہے یہ غیر معمولی اہمیت رکھنے والا دور ہے اور جیسا کہ میں نے بارہا پہلے توجہ دلائی ہے ہم حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پہلی صدی سے دُور ہو رہے ہیں۔ یعنی زمانے اور وقت کے لحاظ سے دور ہو رہے ہیں لیکن عین ممکن ہے بلکہ قرآن کریم نے اس کی معیّن پیشگوئی بھی فرمائی ہے کہ زمانے کی دُوری پائی جاسکتی ہے۔ عبور ہوسکتی ہے اگر اخلاق کو دُور نہ ہونے دیا جائے، اگر اعمال کو دُور نہ ہونے دیا جائے۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ میں یہی تو پیغام ہے اور یہی تو خوشخبری ہے جس کو پورا ہوتے دیکھ کر ہمارے ایمان پھر زندہ ہوئے ہیں۔ پس بہت ہی اہم بات ہے۔ ہم نے اٰخَرِیْنَ ہوکر، قرآن کریم کی اِس پیشگوئی کا مصداق بنتے ہوئے قطعی طور پر یہ دیکھ لیا اور دُنیا پر ثابت کردیا کہ زمانے کی دُوری کو اخلاق کی قربت کے ذریعے مٹایا جا سکتا ہے اور نیک اعمال کے نتیجہ میں زمانے کے فاصلے ماضی میں بھی طے ہوسکتے ہیں اور مستقبل میں بھی طے ہوسکتے ہیں۔ پس اِس پہلو سے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم ہر صدی کے قدم پر یہ دیکھیں کہ ہمارا قدم پچھلی صدی کے ساتھ ملا ہوا ہے یا نہیں اور ہمارا اخلاقی اور عملی فاصلہ کہیں بڑھ تو نہیں رہا۔ پس آگے بڑھنا دو طرح سے ہوگا۔ ایک زمانے میں آگے بڑھنا۔ وہ تو ایسی مجبوری ہے جس پر کسی کا کوئی اختیار نہیں۔ اور ایک آگے بڑھنا یہ بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے قومیں بظاہر آگے بڑھتی ہیں لیکن بنیادی طور پر انحطاط کا شکار ہوجاتی ہیں۔ اخلاقی قدروں کے لحاظ سے انحطاط کا شکار ہوجاتی ہیں۔ وہ آگے بڑھنا تو تنزّل کی علامت ہے۔ ہم نے اِس پہلو سے آگے نہیں بڑھنا بلکہ واپس جانا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بھی جو سب سے بڑا معجزہ دکھایا، جو سب سے بڑا عظیم الشان کارنامہ کرکے دکھایا وہ واپسی کا کارنامہ ہے، آگے بڑھنے کا کارنامہ نہیں۔ تیرہ سو سال کے فاصلے حائل تھے۔ کِس طرح ایک ہی جست میں آپ اس زمانے میں جا پہنچے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا۔ پس ہر صدی کی زمانی جست کے ساتھ ہمیں واپسی کی ایک جست بھی لگانی ہوگی اور بڑے معیّن فیصلے اور بڑے قطعی فیصلے کے ساتھ ایسا پروگرام طے کرنا ہوگا کہ جب ہم وقت میں آگے بڑھیں تو اخلاقی اور اعمالی قدروں میں واپس جا رہے ہوں۔ اِس پہلو سے اِس دور میں جب میں چاروں طرف دیکھتا ہوں تو جماعت کے پھیلاؤ

کے ساتھ ساتھ اور بھی مسائل بڑھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تیزی سے بڑھ رہی ہے اور اس کی رفتار ہر طرف پہلے سے بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ پس بڑی جماعتوں میں رفتار کا پھیلاؤ جہاں مبارک بھی ہے وہاں خدشات بھی پیدا کرنے والا ہے اور فکریں بھی پیدا کرنے والا ہے۔ اِسی طرح بڑی جماعتوں میں نسل پھیلتی ہے۔ تولید کے ذریعے جماعتیں بڑھتی ہیں۔ اس پہلو سے بھی ساتھ ہی تربیتی فکریں بڑھنے لگتی ہیں۔

پس جب میں نے مجلس خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ کو تمام ملکوں میں براہِ راست اپنے تابع کرنے کا فیصلہ کیا تو اس میں یہ ایک بڑی حکمت پیشِ نظر تھی تاکہ ان مجالس سے براہِ راست ایسے کام لوں جن کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ہماری تربیتی ضرورتیں پوری ہو سکیں اور خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ محض خوابوں کے محل تعمیر نہ کریں بلکہ چھوٹے چھوٹے ایسے اقدام کریں جن کے نتیجہ میں غریبانہ سر چھپانے کی ضرورت تو پوری ہو۔ یہ وہ ضرورت ہے جس کے پیشِ نظر جیسا کہ میں نے بیان کیا مجھے یہ اقدام کرنا پڑا۔ اِس سلسلہ میں آج میں دو ابتدائی پروگرام جماعت کے سامنے رکھتا ہوں۔ اور یہ تینوں مجالس خصوصیت کے ساتھ میری مخاطب ہیں۔ اِن کو تنظیمی ہدایات انشاء اللہ تعالےٰ پہنچتی رہیں گی اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں، چھوٹے چھوٹے آسان حصوں میں عملی پروگرام ان کے سپرد کئے جائیں گے لیکن جو بنیادی باتیں میرے پیشِ نظر ہیں۔ وہ میں آپ سب کے سامنے پہلے بھی مختلف حیثیتوں میں رکھتا رہا ہوں آج پھر ان باتوں میں سے بعض کو دُہرانا ضروری سمجھتا ہوں۔

مذہبی قومیں بغیر اخلاقی تعمیر کے تعمیر نہیں ہو سکتیں اور یہ تصوّر بالکل باطل ہے کہ انسان بد اخلاق ہو اور با خدا ہو۔ اس لئے مذہبی قوموں کی تعمیر میں سب سے اہم بات ان کے اخلاق کی تعمیر ہے اور یہ تعمیر جتنی جلدی شروع ہو اُتنا ہی بہتر اور اتنا ہی آسان ہوتی ہے۔ پس اس پہلو سے لجنہ اماء اللہ نے سب سے ابتدائی اور بنیادی کام کرنے ہیں اور یہی ابتدائی اور بنیادی کام عمر کے دوسرے حصّوں میں خدام کے سپرد بھی ہوں گے اور انصار کے بھی سپرد ہوں گے۔ لیکن بنیادی طور پر ایک ہی چیزیں ہیں جو عمر کے مختلف حصّوں میں مختلف مجالس کو خصوصیت سے سرانجام دینی ہیں۔

۱- سچ کی عادت

سب سے پہلی بات سچ کی عادت ہے۔ آج دنیا میں جتنی بدی پھیلی ہوئی ہے اس میں خرابی کا سب سے بڑا عنصر جھوٹ ہے وہ قومیں جو ترقی یافتہ ہیں۔ جو بظاہر اعلیٰ اخلاق کہلاتی ہیں وہ بھی اپنی ضرورت کے مطابق جھوٹ بولتی ہیں۔ ان کے فلسفے جھوٹ پر مبنی ہیں۔ ان کا نظامِ حیات جھوٹ پر مبنی ہے۔ ان کی اقتصادیات جھوٹ پر مبنی ہے۔ غرضیکہ اگر آپ باریک نظر سے دیکھیں تو اگرچہ بظاہر ان کے زندگی کے کاروبار پر Civilization اور اعلیٰ تہذیب کے ملمع چڑھے ہوئے ہیں لیکن فی الحقیقت ان کے اندر مرکزی نقطہ جس کے گرد یہ قومیں گھوم رہی ہیں اور جن کے اُوپر ان کی تہذیبیں مبنی ہیں وہ جھوٹ ہی ہے۔ لیکن یہ ایک الگ بحث ہے مجھے تو اِس وقت جماعتِ احمدیہ کے اندر دلچسپی ہے اور جماعت احمدیہ کے بچوں کے اوپر میں خصوصیت کے ساتھ نظر رکھتا ہوں اور میرے نزدیک جب تک بچپن سے سچ کی عادت نہ ڈالی جائے بڑے ہو کر سچ کی عادت ڈالنا بہت مشکل کام ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے اپنے بعض خطبات میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے سچ بولنا بھی مختلف درجات سے تعلق رکھتا ہے اور مختلف مراحل سے تعلق رکھتا ہے۔ اور کم سچّا اور زیادہ سچّا اور اس سے زیادہ سچّا اور اس سے زیادہ سچّا، اتنے بے شمار مراحل ہیں سچ کے بھی کہ ان کو طے کرنا بالآخر نبوّت تک پہنچاتا ہے اور صدیق کے مرحلے سے آگے خدا تعالیٰ نے سچائی کا جو مقام تجویز فرمایا ہے اس کو نبوّت کہا جاتا ہے۔ ایسا سچّا کہ جس کا کوئی پہلو بھی جھوٹ کی ملونی اپنے اندر نہ رکھتا ہو لیکن یہ ہیں بڑے اور اونچے اور بلند منصوبے جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے پیش کئے ہیں۔ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ والرَّسُوْلَ

فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ۔ کتنے عظیم الشان اور بلند منصوبے ہیں لیکن ان کا آغاز سچ سے ہوتا ہے اور کوئی شخص صالح بھی نہیں بن سکتا۔ جبتک وہ سچا نہ ہو۔ اس لئے بہت ہی اہم بات ہے کہ ہم اپنے بچوں کو شروع ہی سے نرمی سے بھی اور سختی سے بھی سچ پر قائم کریں اور کسی قیمت پر بھی ان کے جھوٹے مذاق کو بھی برداشت نہ کریں۔ یہ کام اگر مائیں کرلیں تو باقی مراحل جو ہیں قوم کے لئے بہت ہی آسان ہو جائیں گے اور ایسے بچے جو سچے ہوں وہ اگر بعد میں لجنہ کی تنظیم کے سپرد کئے جائیں یا خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے سپرد کئے جائیں ان سے وہ ہر قسم کا کام لے سکتے ہیں کیونکہ سچ کے بغیر وہ فائبر میسّر نہیں آتا۔ وہ تانا بانا نہیں ملتا جس کے ذریعے آپ بوجھ ڈال سکتے ہیں یا منصوبے بنا کر ان کو ان میں استعمال کر سکتے ہیں۔ جھوٹی قومیں کمزور ہوتی ہیں۔ ان کے اندر اعلیٰ قدریں برداشت کرنے کی طاقت ہی نہیں ہوا کرتی لیکن یہ ایک بڑا لمبا تفصیلی مضمون ہے اس کو آپ فی الحال نظرانداز فرمائیں اور یہ یقین رکھیں کہ سچ کے بغیر کسی اعلیٰ قدر کی، کسی اعلیٰ منصوبے کی تعمیر ممکن نہیں ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ میں بچپن سے ہی سچ کی عادت ڈالنا اور مضبوطی سے اپنی اولادوں کو سچ پر قائم کرنا نہایت ضروری ہے اور جو بڑے ہو چکے ہیں ان پر اس پہلو سے نظر رکھنا اور ایسے پروگرام بنانا کہ بار بار خدام اور انصار اور لجنات اِس طرف متوجّہ ہوتے رہیں کہ سچائی کی کتنی بڑی قیمت ہے اور اس وقت جماعت کو اور دنیا کو جماعت کی وساطت سے کتنی بڑی ضرورت ہے۔

۲- نرم اور پاک زبان کا استعمال

تربیت کا دوسرا پہلو نرم اور پاک زبان استعمال کرنا اور ایک دوسرے کا ادب کرنا (ہے)۔ یہ بھی بظاہر چھوٹی سی بات ہے۔ ابتدائی چیز ہے لیکن جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے وہ سارے جھگڑے جو جماعت کے اندرونی طور پر پیدا ہوتے ہیں یا ایک دوسرے سے تعلقات میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں جھوٹ کے بعد سب سے بڑا دخل اس بات کا ہے کہ بعض لوگوں کو نرم خوئی کے ساتھ کلام کرنا نہیں آتا۔ ان کے زبان میں درشتگی پائی جاتی ہے ان کی باتوں اور طرز میں تکلیف دینے کا ایک رجحان پایا جاتا ہے جس سے بسا اوقات وہ باخبر ہی نہیں ہوتے۔ جس طرح کانٹے دکھ دیتے ہیں اور ان کو پتا نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں اسی طرح بعض لوگ روحانی طور پر سکھ کے کانٹے بن جاتے ہیں۔ اور ان کی روزمرہ کی باتیں چاروں طرف دکھ بکھیر رہی ہوتی ہیں۔ تکلیف دے رہی ہوتی ہیں۔ اور ان کو خبر ہی نہیں ہوتی کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ ایسے اگر مرد ہوں تو ان کی عورتیں بیچاری ہمیشہ ظلموں کا نشانہ بنی رہتی ہیں۔ اور اگر عورتیں ہوں تو مردوں کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ یہ بات بھی ایسی ہے جس کو بچپن سے ہی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ گھر میں بچہ جب آپس میں ایک دوسرے سے کلام کرتے ہیں اگر وہ آپس میں ایک دوسرے سے ادب اور محبت سے کلام نہ کرے اگر چھوٹی چھوٹی بات پر تو تو میں میں ہو اور جھگڑے شروع ہو جائیں تو آپ یقین جانے کہ آپ ایک گندی نسل پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہیں۔ ایک ایسی نسل پیدا کر رہے ہیں جو آئندہ زمانوں میں قوم کو تکلیفوں اور دکھ سے بھر دے گی۔ اور آپ اس بات کے ذمہ دار ہیں ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے بچوں نے ایک دوسرے سے زیادتیاں کیں، سختیاں کیں اور بدتمیزیاں کیں اور آپ نے ان کو ادب سکھانے کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور یہی نہیں ایسے بچے پھر ماں باپ سے بھی بدتمیز ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور جن ماں باپ کے بچوں کی تعزیر کے لئے جلد ہاتھ اٹھتے ہیں۔ ان کے بچوں کے پھر ان پر ہاتھ اٹھنے لگتے ہیں۔ اس لئے روزمرہ کے حسنِ سلوک اور ادب کی طرف غیر معمولی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اور یہ بھی گھروں میں بچپن ہی میں تربیت دے دی جائے تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت ہی آسانی کے ساتھ یہ کام ہو سکتے ہیں۔ لیکن جب یہ اخلاق زندگی کا جزو بن چکے ہوں جب ایسے بچے بڑے ہو جائیں تو پھر آپ دیکھیں

گے کہ اسکول میں جائیں تو کلاسوں میں یہ بچے بدتمیزی کے مظاہرے کرتے، شور ڈالتے، ایک دوسرے کو تکلیف پہنچاتے، اور استاد کے لئے سر دردی بنے رہتے ہیں۔ یہ بچے جب اطفال الاحمدیہ کے سپرد ہوں یا لجنات کے سپرد بچوں کے طور پر ہوں تو وہاں ایک مصیبت کھڑی کر دیتے ہیں ان بچوں کی تربیت کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ اور ہم نے جو تربیت کے بڑے بڑے کام کرنے ہیں وہ ہو ہی نہیں سکتے۔ اگر ابتدائی طور پر یہ مادہ تیار نہ ہو۔ مادہ تیار ہو تو پھر اس کے اوپر جتنا کام آپ کرنا چاہیں جتنا اس کو سمجھانا چاہیں اتنا اس کو سمجھا سکتے ہیں۔ لیکن وہ مٹی ہی نرم نہ ہو اور اس کے اندر ڈلنے کی طاقت نہ ہو تو پھر کیسا بڑا صنّاع ہی کیوں نہ ہو وہ اس مٹی کو خوبصورت شکلوں میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ پس اس پہلو سے نرم کلامی ادب و احترام کے ساتھ ایک دوسرے سے سلوک کرنا یہ بہت ہی ضروری ہے۔ بڑے بڑے خطرناک جھگڑے اس صورتِ حال کی طرف توجہ نہ دینے کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور چونکہ مجھ تک ساری دنیا کے مختلف نزاع کبھی بالواسطہ، کبھی بلاواسطہ پہنچتے رہتے ہیں اس لئے میں نے محسوس کیا ہے کہ جب تک بچپن سے ہم اپنی اولاد کو زبان کا ادب نہیں سکھاتے۔ اس وقت تک آئندہ بڑے ہو کر قوم میں ان کے کردار کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتے۔ اور ان کے بدخُلقیاں بعض نہایت ہی خطرناک فساد پیدا کر سکتی ہے۔ جن کے نتیجہ میں دکھ پھیل سکتے ہیں۔ جماعتیں بٹ سکتی ہیں۔ منافقتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ سلسلہ سے انحراف کے واقعات ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ یہی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن کو لوگ معمولی سمجھتے ہیں۔ لیکن جن کے اوپر آئندہ قوموں کی تعمیر ہوتی ہے اور اس کے نتیجہ میں بہت بڑے بڑے واقعات رونما ہو جاتے ہیں۔

۳۔ وسعتِ حوصلہ

تیسری چیز وسعتِ حوصلہ ہے۔ بچپن ہی سے اپنی اولاد کو یہ سکھانا چاہئیے کہ اگر تمہیں کسی نے تھوڑی سی کوئی بات کہی ہے یا تمہارا کچھ نقصان ہو گیا ہے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں اپنا حوصلہ بلند رکھو اور حوصلے کی یہ تعلیم بھی زبان سے نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اپنے عمل سے دی جاتی ہے۔ بعض بچوں سے نقصان ہو جاتے ہیں۔ گھر کا کوئی برتن ٹوٹ گیا۔ سیاہی کی کوئی دوات گر گئی۔ کھانا کھاتے ہوئے پانی کا گلاس اُلٹ گیا۔ اور ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر میں نے دیکھا ہے کہ بعض ماں باپ برافروختہ ہو کر بچّوں کے اُوپر برس پڑتے ہیں، ان کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں، چپیڑیں مارتے ہیں اور کئی طرح کی سزائیں دیتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ جن قوموں میں یا جن ملکوں میں ابھی تک اُن کا ایک طبقہ یہ توفیق رکھتا ہے کہ وہ نوکر رکھے وہاں نوکروں کے ساتھ تو اس سے بھی بہت بڑھ کر بدسلوکیاں ہوتی ہیں۔ تو ان جگہوں میں جہاں نوکروں سے بدسلوکیاں ہو رہی ہوں، ان گھروں میں جہاں بچّوں سے بدسلوکیاں ہو رہی ہوں وہاں آئندہ قوم میں بڑا حوصلہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے بچوں کی جو تربیت کی وہ محض کلام کے ذریعہ نہیں کہ بلکہ اعلیٰ اخلاق کے اظہار کے ذریعہ کی ہے۔ حضرت مصلح موعود جب بچے تھے حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک بہت ہی قیمتی مقالہ جو آپ نے تحریر فرمایا تھا اور اس کو طباعت کے لئے تیار فرمایا تھا وہ آپ نے کھیل کھیل میں جلا دیا اور سارا گھر ڈرا بیٹھا تھا کہ اب پتہ نہیں کیا ہوگا اور کیسی سزا ملے گی۔ (لیکن) جب حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں خدا اور توفیق دے دے گا۔ حوصلہ اپنے عمل سے پیدا کیا جاتا ہے اور وہ ماں باپ جن کے دل میں حوصلے نہ ہوں وہ اپنے بچّوں میں حوصلے نہیں پیدا کر سکتے اور نرمی گفتاری کا بھی حوصلے سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ چھوٹے حوصلے ہمیشہ بدتمیز زبان پیدا کرتے ہیں بڑے حوصلوں سے زبان میں بھی تحمّل پیدا ہوتا ہے اور زبان کا معیار بھی بلند ہوتا ہے۔ پس محض زبان میں نرمی پیدا کرنا کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ حوصلہ بلند نہ کیا جائے اور وسیع حوصلگی جماعت کے لئے آئندہ بہت ہی کام آنے والی چیز ہے جس کے غیر معمولی فوائد ہمیں اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی

نصیب ہو سکتے ہیں۔لیکن وسیع حوصلگی کا یہ مطلب نہیں کہ ہر نقصان کو برداشت کیا جائے اور نقصان کی پرواہ نہ کی جائے۔ یہ ایک فرق ہے جو میں کھول کر آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اس کو سمجھ کر دونوں باتوں کے درمیان توازن کرنا پڑے گا۔

نقصان ایک بری چیز ہے اگر نقصان کا رجحان بچوں میں پیدا ہو تو ان کو سمجھنا اور عقل دینا اور یہ بات ان کے ذہن نشین کرنا بہت ضروری ہے کہ خدا تعالےٰ نے جو چیزیں پیدا فرمائی ہیں وہ ہمارے فائدہ کے لئے ہیں اور ہمیں چاہئیے کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کا بھی نقصان نہ ہو وضو کرتے وقت پانی کا بھی نقصان نہیں ہونا چاہیئے منہ ہاتھ دھوتے وقت پانی کا نقصان نہیں ہونا چاہیئے۔صرف ایک پانی ہی کو لے لیں تو آپ دیکھیں گے کہ ہماری قوم میں اور بعض ترقی یافتہ قوموں میں بھی نقصان کا کتنا رجحان ہے۔ میں نے دیکھا ہے بعض لوگ ٹوٹیاں کھول کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ گرم پانی یا ٹھنڈا پانی جیسا بھی ہے وہ اکثر ضائع ہو رہا ہے۔اور بہت تھوڑا ان کے کام آ رہا ہے۔حالانکہ پانی خدا تعالےٰ کی ایک ایسی نعمت ہے جس کی قدر کرنا ضروری ہے۔اور قطع نظر اس سے کہ اس سے آپ کا مالی نقصان کیا ہوتا ہے۔ یا قوم کا مجموعی نقصان کیا ہوتا ہے۔ یہ بات ناشکری میں داخل ہے کہ کسی نعمت کی بے قدری کی جائے تو حوصلے سے مراد ہرگز یہ نہیں کہ نقصان کی پرواہ نہ کرنے کی عادت ڈالی جائے یہ دو باتیں پہلو بہ پہلو چلنی چاہئیے۔ حوصلے سے مراد یہ ہے کہ اگر اتفاقاً کسی سے کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اس پر برداشت کیا جائے اور اسے کہا جائے کہ اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔اور جن کے حوصلے بلند ہوں وہ پھر بڑے ہو کر بڑے نقصان برداشت کرنے کے بھی زیادہ اہل ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ آفاتِ سماوی پڑتی ہیں اور دیکھتے دیکھتے انسان کی فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں جن کو چھوٹی چھوٹی باتوں کا حوصلہ نہ ہو وہ ایسے موقعوں کے اوپر پھر خدا سے بھی بدتمیز ہو جاتے ہیں۔ اور بے حوصلگی کے ساتھ خودغرضی کے ساتھ ایک گہرا رشتہ ہے کہ اس خودغرضی کے نتیجہ میں ہر دوسری چیز اپنی تابع دیکھائی دینے لگتی ہے۔اگر وہ فائدہ پہنچا رہی ہے تو ٹھیک ہے ذرا سا بھی نقصان کسی سے پہنچے تو انسان حوصلہ چھوڑ بیٹھتا ہے۔اور جب بندوں سے بے حوصلگی شروع ہو تو بالآخر انسان خدا سے بھی بے حوصلہ ہو جاتا ہے۔ اِسی لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ گُر سمجھایا کہ مَنْ لَا یَشْکُرِ النَّاسَ لَا یَشْکُرِ اللّٰہَ کہ جو بندے کا شکر ادا کرنا نہ سیکھے وہ خدا کا کہاں کر سکتا ہے۔ جو بندے کا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر نہیں کرتا۔ یہ جو گہرا فلسفہ ہے یہ ہم روزمرّہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں۔حوصلے پر بھی اسی بات کا اطلاق ہوتا ہے۔اِسی لئے میں نے کہا تھا کہ یہ معمولی بات نہیں بڑے ہو کر اس کے بہت بڑے بڑے نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔وہ نقصان جس میں انسان بے اختیار ہو اس پر صبر کا نام حوصلہ ہے۔نقصان کی طرف طبیعت کا میلان ہونا یہ حوصلہ نہیں ہے یہ بیوقوفی ہے، جہالت ہے اور بعض صورتوں میں یہ خود ناشکری بن جاتا ہے۔اِس لئے بچّوں کو جب حوصلہ سکھاتے ہیں تو چیزوں کی قدر کرنا بھی سکھائیں۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہاں انگلستان میں بھی میں نے دیکھا ہے کہ پانی کا نقصان اور گرمی کا نقصان یہ دو ایسی چیزیں ہیں جو قوم میں عام پائی جاتی ہیں۔کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ ہمارے خود پاکستان سے یہاں آ کر جو بسنے والے ہیں بے ضرورت ہیٹر جلاتے ہیں۔ بے ضرورت آگ جلتی رہتی ہے اس کے اُوپر پتیلی ہو یا نہ ہو، عورتیں پرواہ نہیں کرتیں۔ بے ضرورت پانی بہتے رہتے ہیں۔ اس سے بہت کم میں انسان اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے اور قومی طور پر جو فائدہ ہے وہ تو ہے لیکن بنیادی طور پر انسان کو اِن باتوں کی طرف توجّہ دینے کے نتیجہ میں اپنی اخلاقی تعمیر میں مدد ملتی ہے اور اس سے بچوں کی تربیت میں بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ بجلیوں کو دیکھ لیجئے میں نے دیکھا ہے کہ گھروں میں لوگ بے وجہ بجلیاں جلتی چھوڑ جاتے ہیں۔ ریڈیو آن کیا ہے یا ٹیلیویژن آن کیا ہے تو کمرے سے چلے گئے اور خالی کمروں میں بجلیاں بھی جل رہی ہیں، ریڈیو آن ہیں یا ٹیلیویژن آن ہے۔ کئی دفعہ

میں اپنے گھر میں اپنے بچّوں سے کہا کرتا ہوں کہ ہمارے گھر جنّ ہیں کیونکہ میں کمرے میں گیا۔ وہاں بجلی جل رہی تھی اورٹیلیویژن چلا ہوُا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کوئی ایسی غیر مرئی مخلوق ہے جو آ کر یہ کام کر جاتی ہے۔ انسانوں کو تو زیب نہیں دیتا کہ اِس طرح بے وجہ خدا کی ان نعمتوں کو ضائع کریں تو بارہا یہ دیکھا ہے۔ تربیت کرنی پڑتی ہے لیکن صبر کے ساتھ بدتمیزی کے ساتھ نہیں۔ اور یہ جو دو باتیں ہیں یہ اکٹھی چلیں گی۔ یعنی حوصلے کی تعلیم اور نقصان سے بچنے کا رجحان۔ کسی قِسم کا قومی نقصان نہ ہو۔ اِس کے نتیجہ میں اندرونی طور پر بھی آپ کی ذات کو، آپ کے خاندان کو فوائد پہنچیں گے اور بڑے ہو کر تو اس کے بہت ہی عظیم الشان نتائج نکلتے ہیں۔ وہ لوگ جن کو چھوٹے چھوٹے نقصانوں کی پرواہ نہیں ہوتی جب وہ تجارتیں کرتے ہیں تو اپنی طرف سے وہ حوصلہ دکھا رہے ہوتے ہیں کہ اچھا یہ ہو گیا، کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اچھا وہ نقصان ہو گیا کوئی فرق نہیں پڑتا اور آگے کما لیں گے۔ یہ جہالت کی باتیں ہیں۔ اچھے تاجر وہی ہوتے ہیں جو چھوٹے سے چھوٹا نقصان بھی برداشت نہ کریں اور حوصلے کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اپنے نقصان کو آنکھوں کے سامنے ہوتا دیکھیں اور روکنے کی کوشش نہ کریں۔

۴- غریب کی ہمدردی اور دکھ دور کرنے کی عادت

چوتھی بات غریب کی ہمدردی اور دُکھ دُور کرنے کی عادت ہے۔ یہ بچپن ہی سے پیدا کرنی چاہیئے۔ جن بچوں کو نرم مزاج مائیں غریب کی ہمدردی کی باتیں سُناتی ہیں اور غریب کی ہمدردی کا رجحان ان کی طبیعتوں میں پیدا کرتی ہیں وہ خدا تعالےٰ کے فضل کے ساتھ مستقبل میں ایک عظیم الشان قوم پیدا کر رہی ہوتی ہیں جو خَیْرَ اُمَّةٍ بنتے کی اہل ہو جاتی ہیں غیر کے دُکھ کا احساس نہیں دلاتیں وہ ایک خود غرض قوم پیدا کرتی ہیں جو لوگوں کے لئے مصیبت بن جاتی ہے۔ اِس لئے انسانی ہمدردی پیدا کرنا نہ صرف ضروری ہے بلکہ اس کے بغیر آپ اس اعلیٰ مقصد کو پا نہیں سکتے جس کے لئے آپ کو پیدا کیا گیا ہے۔ قُرآن کریم فرماتا ہے۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تم دُنیا کی بہترین اُمّت ہو جس کو خدا تعالےٰ نے بنی نوع انسان کے فوائد کے لئے پیدا فرمایا ہے اِس لئے ہم اپنی زندگی کا قومی مقصد کھو دیں گے۔ اگر ہم بچپن ہی سے اپنی اولاد کو لوگوں کی ہمدردی کی طرف متوجہ کریں اور عملاً اُن سے ایسے کام نہ لیں اور ان کو ایسے کام نہ سکھائیں جس کے نتیجہ میں غریب کی ہمدردی اُن کے دل میں پیدا ہو اور اس کی لذّت یابی بچپن ہی سے شروع ہو جائے۔ لذّت یابی سے مراد میری یہ ہے کہ اگر کسی بچے سے کوئی ایسا کام کروایا جائے جس سے کسی کا دُکھ دُور ہو تو اُس کو ایک لذّت محسوس ہو گی۔ اگر محض زبانی بتایا جائے تو وہ لذّت محسوس نہیں ہو گی۔ اور جب تک نیکی کی لذّت محسوس نہ ہو اُس وقت تک نیکی دوام نہیں پکڑا کرتی۔ اس وقت یہ محض نصیحت کی باتیں ہیں۔ اِس لئے اس کے دو پہلو ہیں۔ آپ اپنے بچّوں کو اچھی کہانیاں سُنا کر، سبق آموز نصیحتیں کر کے، سبق آموز واقعات سُنا کر غریبوں کی ہمدردی کی طرف مائل کریں۔ دُکھ والوں کے دُکھ دُور کرنے کی طرف مائل کریں۔ ہر وہ شخص جو مصیبت زدہ ہے، یہ احساس پیدا کریں کہ مصیبت دُور ہونی چاہیئے۔ اس کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خدمت کا جذبہ ان کے اندر پیدا کریں۔ بلکہ اس کے ساتھ مواقع بھی مہیّا کریں۔ یہاں عام طور پر ایسے مواقع میسّر نہیں آتے، یعنی روزمرّہ کی زندگی میں۔ کیونکہ یہ ایک ایسا ملک ہے جہاں امیروں اور غریبوں کے درمیان فاصلے بہت ہیں۔ یا درمیانے طبقہ کے درمیان اور غریبوں کے درمیان بہت فاصلے ہیں لیکن ہمارے ملکوں میں، غریب ملکوں میں، تیسری دُنیا کے ملکوں میں تو غریب اور امیر ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ ہر روز ان کی گلیوں، ان کی بازاروں میں غربت تکلیف اُٹھاتی ہوئی دکھائی دیتی ہے اور محسوس ہوتی ہے۔ وہاں تو نہ صرف یہ کہ کام بہت آسان ہے کہ عملاً بچوں کو بچپن ہی سے لوگوں کی تکلیفیں دور کرنے کی عادت ڈالی جائے بلکہ مشکل بھی ہے کہ تکلیفیں اتنی ہیں کہ انسان کے حدِ استطاعت سے بہت بڑھی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ ایسے ہی ملکوں کے متعلق غالباً ایسے ہی ماحول میں غالبؔ نے یہ

کہا تھا کہ

کون ہے جو نہیں ہے حاجتمند
کِس کی حاجت روا کرے کوئی

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ چونکہ حاجتیں پوری کرنا ہمارے بس سے بڑھ گیا ہے اس لئے ہم حاجت پوری کرنا چھوڑ دیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کِس کِس کی کرے۔ دل یہ چاہتا ہے کہ ہر ایک کی کرے۔ پس جس کسی کی بھی جتنی حاجت بھی آپ دُور کر سکتے ہیں خود بھی کریں اور بچوں سے کروائیں۔ اور بچپن میں اگر اس کی عادت پڑ جائے تو اس کے نتیجہ میں بچہ جولذّت محسوس کرتا ہے وہ اس نیکی کو دوام بخش دیتی ہے اور پھر بڑے ہو کر خدّام الاحمدیہ میں جا کر یا لجنہ کی بڑی عمر کو پہنچ کر پھر ان تنظیموں کو ان میں محنت نہیں کرنی پڑے گی اور بنے بنائے با اخلاق افرادِ قوم میسّر آئیں گے جو پھر بڑے بڑے کام کرنے کے لئے اپنے آپ کو مستعد اور تیار پائیں گے۔

۵۔ مضبوط عزم وہمت

آخر پر پانچویں بات جو میں نے آج کے خطاب کے لئے چنی ہے وہ مضبوط عزم اور ہمت ہے۔ مضبوط عزم اور ہمّت اور نرم دلی اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ اگر یہ اکٹھے نہ ہوں تو ایسا انسان کمزور تو ہوگا با اخلاق نہیں ہوگا۔ نرم دلی جب آپ پیدا کرتے ہیں تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ایسا نرم دل انسان اور ایسا نرم خو انسان مشکلات کے وقت گھبرا جائے اور مصائب کا سامنا کرنے کی طاقت نہ پائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق اکبر اس لحاظ سے ہمیشہ ہمیش کے لئے تاریخ میں ایک کامل نمونہ کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں۔ یہ نمونہ اگرچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے حاصل کیا۔ مگر آپ کی زندگی میں ایک ایسا مقام آیا جہاں، اس خُلق نے نمایاں ہو کر ایک ایسا عظیم الشان کردار ادا کیا ہے کہ جس کے نتیجہ میں ہمیشہ کے لئے ہم آپؓ کی مثال دُنیا کے سامنے رکھ سکتے ہیں۔ بے حد نرم خُو اور نرم دِل ہونے کے باوجود جب اسلام پر آپ کی خلافت کے پہلے دن ہی مصیبت کا دَور پڑا ہے عظیم مصیبت واقع ہوئی ہے اس مشکلات کا دور شروع ہوا ہے تو وہ شخص جو دُنیا کی نظر میں اتنا نرم دل تھا، اِتنا نرم خُو تھا کہ معمولی سی تکلیف کی بات سے ہی اس کے آنسو رواں ہو جایا کرتے تھے۔ کسی کی چھوٹی سے تکلیف بھی وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا، اتنے حیرت انگیز عزم کے ساتھ ان مشکلات کے مقابل پر کھڑا ہو گیا کہ جیسے سیلاب کے سامنے کوئی عظیم الشّان چٹان کھڑی ہو جاتی ہے۔ ایک ذرّہ بھی اس کے سر کنے کو سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اِس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس وقت اپنے نرم دل سے عظمت کا ایک پہاڑ نکلتا ہوا دنیا کو دکھایا۔ پس نرم دلی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ انسان مشکلات کے وقت کمزور ہو یا بڑھتی ہوئی مشکلات کے سامنے ہمّت ہار جائے۔ بچپن سے یہ خلق پیدا کرنا چاہئیے کہ ہم نے شکست نہیں کھانی۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق یہ جو فقرہ ہے یہ ایک عظیم الشان فقرہ ہے جو آپ کے اِس عظیم خلق پر روشنی ڈالتا ہے کہ

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں"

بہت ہی بلند تعلیم ہے اور حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عظیم خُلق پر روشنی ڈالنے والا یہ ایک بہت ہی پیارا فقرہ ہے کہ میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے۔ پس حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے وابستہ ہونے والوں کی سرشت میں بھی ہرگز ناکامی کا خمیر نہیں ہونا چاہئے۔ اور یہ عزم اور ہمّت بچپن ہی سے پیدا کئے جائیں تو پیدا ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہمّتیں ہار جاتے ہیں امتحان میں فیل ہو جائیں تو زندگی سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ زندگی کی کوئی مراد پوری نہ ہو تو ان کا سارا فلسفۂ حیات ایک زلزلے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وہ سوچتے ہیں پتہ نہیں خدا بھی ہے کہ نہیں۔ اُن کی چھوٹی سی کائنات تنکوں کی بنی ہوئی ہوتی ہے اور معمولی سا زلزلہ بھی ان کی خاک اُڑا دیتا ہے۔ اس لئے وہ قومیں جنہوں نے دُنیا میں بہت بڑے بڑے کام کرنے ہیں۔ عظیم الشان مقاصد کو حاصل کرنا ہے اور عظیم

الشان ذمہ داریوں کو ادا کرنا ہے۔ جن کا مشکلات کا دور چند سالوں سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ صدیوں تک پھیلا ہوا ہے۔ ہر مشکل کو انہوں نے سر کرنا ہے۔ ہر مصیبت کا مردانگی کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے ہر زور آور دشمن سے ٹکر لینی ہے اور اس کو ناکام اور نامراد کر کے دکھانا ہے، ایسی قوموں کی اولادیں اگر بچپن ہی سے عزم کی تعلیم نہ پائیں تو آئندہ نسلیں پھر اس عظیم الشان کام کو سرانجام نہیں دے سکیں گی۔ اس لئے بہت ہی ضرورت ہے کہ جہاں نرم کلام بچے پیدا کریں، جہاں نرم دل بچے پیدا کریں، جہاں نرم خُو اولاد پیدا کریں جو دوسروں کی ادنیٰ سی تکلیف سے بھی بے چین اور بے قرار ہو جائے اور ان کے دل کسی دوسرے کے دل کے غم سے پگھلنا شروع ہو جائیں، اس کے باوجود اس اولاد کو عزم کا پہاڑ بنادیں۔ اور بلند ہمتوں کا ایک ایسا عظیم الشان نمونہ بنادیں کہ جس کے نتیجہ میں قومیں ان سے سبق حاصل کریں۔

یہ وہ پانچ بنیادی اخلاق ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری تنظیموں کو خصوصیت کے ساتھ اپنی تربیتی پروگرام میں پیشِ نظر رکھنے چاہئیں۔ اِن پر اگر وہ اپنے سارے منصوبوں کی بناء ڈال دیں اور سب سے زیادہ توجہ ان اخلاق کی طرف کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا فائدہ آئندہ سو سال ہی نہیں۔ بلکہ سینکڑوں سال تک بنی نوع انسان کو پہنچتا رہے گا۔ کیونکہ آج کی جماعت احمدیہ اگر اِن پانچ اخلاق پر قائم ہو جائے اور مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جائے اور ان کی اولادوں کے متعلق بھی یہ یقین ہو جائے کہ یہ بھی آئندہ انہیں اخلاق کی نگران اور محافظ بنی رہے گی۔ اور ان اخلاق کی روشنی دوسروں تک پھیلاتی رہے گی۔ اور پہنچاتی رہے گی۔ تو پھر میں یقین رکھتا ہوں کہ ہم امن کی حالت میں اپنی جان دے سکتے ہیں۔ سکون کے ساتھ اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کر سکتے ہیں۔ اور یقین رکھ سکتے ہیں کہ جو عظیم الشان کام ہمارے سپرد کئے تھے ہم جہاں تک ہمیں توفیق ملی ان کو سرانجام دیا۔

دوسرا پہلو مختصراً عبادات کا پہلو ہے اس سلسلہ میں میں بارہا جماعت کو پہلے بھی متوجہ کر چکا ہوں کہ ابتدائی چیزوں کی طرف بہت ہی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور ان میں سب سے ابتدائی اور سب سے اہم نماز ہے۔ ہماری نمازوں میں ابھی کئی قسم کے خلاء ہیں جو بلند تر منازل سے تعلق رکھنے والے خلاء ہیں۔ ان کا میں تفصیل سے ذکر کر چکا ہوں۔ لیکن اب میں آپ کو اس بنیادی کمزوری کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ ہمارے اندر آج کی نسلوں میں بھی بہت سے بچے ایسے ہیں جن کو پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت نہیں ہے۔ بہت سے نوجوان ایسے ہیں جن کو پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت نہیں ہے۔ بہت سے بوڑھے ایسے ہیں جن کو پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت نہیں ہے اور یہ بات ہمیں روز مرّہ نظر آنی چاہئیے اور ہمیں اس سے بے چین ہو جانا چاہئے تنظیمیں کیوں اِس سے بے چین نہیں ہوتیں۔ تنظیمیں کیوں یہ کمزوری نہیں دیکھتیں اور کیوں خصوصیت کے ساتھ اِن باتوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتیں۔ صرف نماز پڑھنا کافی نہیں۔ نماز ترجمے کے ساتھ پڑھنا بہت ضروری ہے۔ اور نماز کا ترجمہ ہر احمدی کو آنا چاہئیے خواہ وہ بچہ ہو، جوان ہو یا بوڑھا۔ مرد ہو یا عورت۔ ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز کا ترجمہ جانتا ہو اور اس حد تک یہ ترجمہ رواں ہو کہ جب وہ نماز پڑھے تو سمجھ کر نماز پڑھے۔ عبادت کے مضمون میں تو بہت سی وسیع باتیں ہیں۔ بہت سی باتیں ہیں جو اپنے اندر پھر اور بہت سی منازل رکھتی ہیں لیکن سب سے بنیادی بات یہی ہے کہ ہم اپنی جماعت کو مکمل طور پر نماز پر قائم کردیں۔ کسی اور نیکی کی اتنی تلقین قرآن کریم میں آپ کو نہیں ملے گی جتنی قیامِ عبادت کی تلقین ہے۔ قیام صلوٰۃ کی تلقین ہے اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کی تلقین بھی ہمیشہ اس کے ساتھ وابستہ کی گئی ہے۔ پس قرآن کریم کی تعلیم کی رُوح یہی ہے کہ ہم اپنی عبادات کو کھڑا کردیں اور اپنے پاؤں پر مضبوطی کے ساتھ ان کو اس طرح مستحکم کر دیں کہ کوئی ابتلاء کوئی زلزلہ، کوئی مشکل ہماری نمازوں کو گرا نہ سکے۔ اس کے لئے پہلا بنیادی قدم یہی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص نماز باترجمہ جانتا ہو۔ اور نماز پانچ وقت پڑھنے کا عادی ہو اور دوسری چیز اس کے ساتھ ملانے والی یہ ضروری ہے کہ صبح تلاوت کی عادت ڈالیں۔ ہر شخص جو نماز پڑھتا ہے اس کو یہ عادت پڑ جائے کہ کچھ نہ کچھ تلاوت ضرور کرے۔ یہ بنیاد اگر قائم ہو جائے تو اس کے اُوپر پھر عظیم الشان عبادات کی عمارتیں قائم ہو سکتی ہیں، منازل

نئی سے نئی بن سکتی ہیں، عبادتوں کو نئی رفعتیں حاصل ہو سکتی ہیں مگر یہ بنیاد نہ ہو تو اُوپر کی منزلیں بن ہی نہیں سکتیں۔ اِس لئے خدام الاحمدیہ، انصاراللہ اور لجنات کو اپنے آئندہ کے پروگراموں میں سب سے زیادہ اہمیّت اِس بات کو دینی چاہیئے کہ ان کی مجالس کے اندر ایک بھی فرد نہ رہے جو نماز کا ترجمہ نہ جانتا ہو اور پنجوقتہ نماز پر قائم نہ ہو۔ باقی ساری باتیں انشاءاللہ رفتہ رفتہ سکھائی جائیں گی۔

میرا پروگرام یہ ہے کہ تمام مجالس پر اِس پہلو سے نظر رکھوں اور ان کی رپورٹوں کو سرِ دست مختصر بنا دوں۔ ان سے یہ توقع رکھوں کہ آپ لمبی تفصیلی رپورٹیں مجھے نہ کریں جن سے میں خود براہِ راست گذر نہ سکوں بلکہ مجھ تک آپ جو کام پہنچانا چاہتے ہیں وہ مختصر کر دیں اور بجائے اِس کے کہ یہ بتائیں کہ آپ نے کتنے پیڑ لگائے اور کتنی محنتیں کیں اور کِس طرح ان پودوں کو تناور درختوں میں تبدیل کیا مجھے صرف یہ بتا دیا کریں کہ پھل کتنے لگے پیڑوں سے مجھے غرض نہیں ہے۔ تو پھلوں کے لحاظ سے اِن پانچ عادات کے متعلق رپورٹ مل جائے کہ آپ نے کتنے احمدیوں میں یہ عادات واضح کرنے میں کام کیا ہے؟ کتنے لوگوں نے، بچوں نے، بڑوں نے، مردوں اور عورتوں نے عہد کیا ہے کہ وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولیں گے اور اس کے سلسلے میں آپ نے کیا کاروائیاں کی ہیں؟ سرِ دست صرف یہ بتائیں۔ یعنی نظر رکھنے کے لئے کیا کارروائیاں کی ہیں؟ عادتوں کو مزید راسخ کرنے کے لئے کیا کارروائیاں کی ہیں؟ اِتنا حصّہ بے شک مزید بھی بتا دیں جو پھلوں کی حفاظت سے تعلق رکھنے والا حصّہ ہے پھل پیدا کریں۔ انکی حفاظت کا اِنتظام کریں اور وہ حفاظت کی جو کارروائیاں ہیں وہ اپنی رپورٹ میں بے شک مختصراً لکھ دیا کریں۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ پتہ لگ جایا کرے کہ عرصہ زیر رپورٹ میں کتنے ایسے احمدی بچے، بڑے تھے جو نماز پنجوقتہ نہیں پڑھتے تھے، جن کو آپ نے نماز پنجوقتہ کی عادت ڈالی ہے یا کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے اور آپ نے ایک یا دو نمازوں کی عادت ڈالی ہے۔ صرف یہ تعداد کافی ہے۔ اگلی رپورٹ میں ان کا ذکر نہ ہو بلکہ مزید جو آپ نے اس میں شامل کئے ہوئے ہیں ان کا ذکر ہو یا اگر دو پڑھتے تھے اور تین پڑھنے لگ گئے تو ان کا ذکر ہو سکتا ہے اور اسی طرح یہ ذکر ہو کہ کتنے ایسے احمدی تھے جن کو نماز کا ترجمہ نہیں آتا تھا اور ان کو آپ نے کسی حد تک ترجمہ پڑھایا ہے۔ اِس کے بھی مختلف مراحل ہیں۔ کسی کو ترجمہ شروع کروا دیا گیا ہے، کسی کا ترجمہ مکمل ہو گیا ہے۔ تو دو حصوں میں بیان کیا جا سکتا ہے کہ اتنے ترجمہ پڑھ رہے ہیں اور اتنے ایسے خوش نصیب ہیں جو اگرچہ پہلے ترجمہ نہیں جانتے تھے اور اب ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ان کو ترجمہ آ گیا ہے۔ تو یہ چھوٹے چھوٹے کام ہیں ان کی طرف ساری مجالس اپنی ساری توجہ مبذول کر دیں۔ اِن کے علاوہ جو دوسرے کام ہیں سرِ دست وہ جاری تو رہیں گے مگر ان کو مقابلۃً ثانوی حیثیت دیں۔ اِس سے میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالےٰ جماعت کی عظیم الشان تعمیر کی ایسی بنیادیں قائم ہو جائیں گی جو اللہ تعالےٰ کے فضل کے ساتھ تمام دُنیا میں دینِ حق کی عمارت کو مستحکم اور بلند تر کرنے میں عظیم الشان کارنامے سرانجام دیں گی۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے

کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اُس کو پاوے
جو مرتا ہے وہی زندوں میں جاوے
جو جلتا ہے وہی مُردے جِلاوے
ثمر ہے دُور کا کب غیر کھاوے
چلو اُوپر کو وہ نیچے نہ آوے
نہاں اندر نہاں ہے کون لاوے
غریقِ عشق وہ موتی اُٹھاوے
وہ دیکھے نیستی رحمت دِکھاوے
خودی اور خودرَوی کب اُس کو بھاوے
مجھے تو نے یہ دولت اَے خدا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِیْ

﴿منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

چند اہم ادعیۃ القرآن

حصول صبر کی جامع دعا

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ٥

اے ہمارے ربّ! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

اقرار اطاعت وطلب مغفرت کی دعا

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ز قف غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ٥

ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ تیری بخشش کے طلبگار ہیں۔ اے ہمارے ربّ! اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

حصول مغفرت ورحمت کی جامع دعا

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وقفہ وَاغْفِرْلَنَا وقفہ وَارْحَمْنَآ وقفہ اَنْتَ مَوْلٰنَافَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ٥

اے ہمارے ربّ! ہمارا مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائے۔ اور اے ہمارے ربّ! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا ہم سے پہلے لوگوں پر (ان کے گناہوں کے نتیجہ میں) تُو نے ڈالا۔ اور اے ہمارے ربّ! ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہو۔ اور ہم سے درگذر کر اور ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر۔ تُو ہی ہمارا والی ہے۔ پس ہمیں کافر قوم کے مقابل پر نصرت عطا کر۔

ہدایت پانے کے بعد استقامت کے حصول کی جامع دعا

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ٥

اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

صالح اولاد کے حصول کی دعا

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ج اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ٥

اے مرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

مغفرت، استقامت اور نصرتِ الٰہی کے حصول کی دعا

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَا فَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ٥

اے ہمارے ربّ! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی۔ اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

حالت مظلومیت میں ہجرت کرنے کی دعا

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ج وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ج وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ٥

اے ہمارے ربّ! تو ہمیں اس بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنی جناب سے کوئی سرپرست بنا دے اور ہمارے لئے اپنی جناب سے کوئی مددگار مقرر کر۔

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ٥ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ٥

تو انہوں نے (جواباً) کہا اللہ پر ہی ہم توکل رکھتے ہیں۔ اے ہمارے ربّ! ہمیں ظالم لوگوں کے لئے ابتلا نہ بنا۔ اور ہمیں اپنی رحمت سے کافر لوگوں سے نجات بخش۔

ہر قسم کی تکلیف سے بچنے کی دعا

اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ٥

مجھے سخت اذیت پہنچی ہے اور تُو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض اور اس کی ذمہ داریاں

از محترم مولانا حیدر علی صاحب ظفر مشنری انچارج جرمنی

حضرت مصلح موعودؓ نے اللہ تعالیٰ کی مشیّتِ خاص کے تحت احمدیت کے شاندار مستقبل کے لیے جن عظیم الشان تحریکات کی بنیاد رکھی ان میں سے نہایت عالی شان، نہایت اہم اور دور رس نتائج کی حامل تحریک مجلس خدام الاحمدیہ ہے جس کا قیام ۱۹۳۸ء کے آغاز میں ہوا۔ احمدی نوجوانوں کی یہ تنظیم کیوں قائم کی گئی۔ اس کے کیا اغراض و مقاصد ہیں اور اس تنظیم کے قیام سے احمدی نوجوانوں پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اس مضمون میں ان امور کا تذکرہ مقصود ہے۔ و باللہ التوفیق

خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض و غایت کیا ہے اس کو اس مجلس کے بانی حضرت مصلح موعودؓ سے بہتر اور کون بیان کر سکتا تھا۔ اس مقصد کو آپؓ نے مجلس کے قیام کے ابتدائی سالوں میں خوب وضاحت سے بیان کیا۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کا یہ مشہور اور مقبول عام قول

”قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی“

جہاں پر ایک اہم حقیقت کو بیان کر رہا ہے وہاں نوجوانوں کی تنظیم کے قیام کی غرض پر دلالت کرتا ہے کیونکہ نئی نسلیں جب تک اس دین پر کاربند نہ ہوں جس کو خدا تعالیٰ کے نبی دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں اس وقت تک اس سلسلہ کی معنوں میں ترقی نہیں ہوسکتی۔ قوم کی ترقی اور نیکیوں میں تسلسل کا نوجوانوں سے گہرا تعلق ہے۔ اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”قومی نیکیوں کے تسلسل کے قیام کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس قوم کے بچوں کی تربیت ایسے ماحول اور ایسے رنگ میں ہو کہ وہ ان اغراض اور مقاصد کو پورا کرنے کے اہل ثابت ہوں جن اغراض اور مقاصد کو لے کر وہ قوم کھڑی ہوئی ہو۔ جب تک کسی قوم کا کوئی خاص مقصد اور مدّعا نہیں ہوتا اس وقت تک اس کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہوتا ہے کہ وہ اپنے نوجوانوں کو اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق کوئی تعلیم دلا دے یا عام علوم سے واقفیت بہم پہنچا دے یا بعض پیشے انہیں سکھا دے جب کوئی قوم اتنا کام کر لیتی ہے تو وہ اپنے فرض سے سبکدوش سمجھی جاتی ہے۔ لیکن جب کوئی قوم ایک خاص مقصد اور مدّعا لے کر کھڑی ہوتی ہوئی ہو تو اس کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اس مقصد اور مدّعا کو نوجوانوں کے ذہنوں پورے طور پر داخل کرے اور ایسے رنگ میں ان کی عادات اور خصائل کو ڈھالے کہ وہ جب بھی کوئی کام کریں خواہ عادتاً کریں یا بغیر عادت کے کریں وہ اس جہت کی طرف جا رہے ہوں جس جہت کی طرف اس قوم کے اغراض و مقاصد اسے لیے جا رہے ہوں۔ جب تک کسی قوم کے نوجوان اس رنگ میں کام نہیں کرتے اس وقت تک اسے ترقی حاصل نہیں ہوتی۔“

(خدام سے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کے خطبات و خطابات کا مجموعہ ”مشعلِ راہ“ صفحہ ۴۹)

اسی طرح ایک اور موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

”قوموں کی کامیابی کے لیے کسی ایک نسل کی درستگی کافی نہیں ہوتی۔ جو پروگرام بہت لمبے ہوتے ہیں وہ اسی وقت کامیاب ہوسکتے ہیں جبکہ متواتر کئی نسلیں ان کو پورا کرنے میں لگی رہیں یہی حال اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کا ہے اس کی بعض تعلیمیں بھی تبھی پختہ ہوتی ہیں اور تبھی ان کا قوام عمدہ اور اعلیٰ ہوتا ہے جب متواتر کئی نسلیں ان کو اختیار کرتی چلی جائیں۔ جب مسلسل کئی

نسلیں ان تعلیموں پر عمل کرتی چلی جاتی ہیں تب وہ ایک نئی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور دنیا کے لیے حیرت انگیز طور پر مفید بن جاتی ہیں۔" (مشعلِ راہ صفحہ ۷۹-۸۱)

حضورؓ کو ابتدا ہی سے احمدی نوجوانوں کی تنظیم و تربیت کی طرف توجہ رہی کیونکہ قیامت تک غلبہ دین کے لیے ضروری تھا کہ ہر نسل پہلی نسل کی پوری قائم مقام ہو اور جانی اور مالی قربانیوں میں پہلوں کے نقشِ قدم پر چلنے والی ہو اور ہر زمانے میں جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کی تربیت اس طور پر ہوتی رہے کہ وہ دین کا جھنڈا بلند رکھیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض اور نوجوانوں کی تربیت اس طور پر ہوتی رہے کہ دین کا جھنڈا بلند رکھیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض اور نوجوانوں کی روحانی تعلیم و تربیت کو بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"میری غرض اس مجلس کے قیام سے یہ ہے کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اسے ہوا نہ لگ جائے بلکہ وہ اسی طرح نسلاً بعد نسلٍ دلوں میں دفن ہوتی چلی جائے آج وہ ہمارے دلوں میں دفن ہے تو کل وہ ہمارے اولاد کے دلوں میں دفن ہو اور پرسوں ان کی اولاد کے دلوں میں۔ یہاں تک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہو جائے ہمارے دلوں کے ساتھ چمٹ جائے اور ایسی صورت اختیار کر لے جو دنیا کے لیے مفید اور بابرکت ہو اگر ایک یا دو نسلوں تک ہی تعلیم محدود رہی تو کبھی ایسا پختہ رنگ نہ دے گی جس کی اس سے توقع کی جاتی ہے۔" (مشعلِ راہ صفحہ ۸۲)

خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض نوجوانوں میں حقیقی دینی روح پیدا کرنا ہے تاکہ وہ دینِ اسلام کے مقصد کو اپنے سامنے رکھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

"خدام الاحمدیہ کا قیام بھی اسی لیے کیا گیا ہے کہ بچپن اور نوجوانی میں بعض لوگ بیرونی اثرات کے ماتحت کمزور ہو جاتے ہیں اور ان میں کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں بعض لوگ دوسری سوسائٹیوں سے بُرا اثر قبول کر لیتے ہیں اور بعض تربیت کے نقائص کی وجہ سے آوارگی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض یہ ہے کہ اس بیرونی تغیر کو جماعت احمدیہ میں داخل نہ ہونے دیں اور اس مقصد کو ہمیشہ نوجوانوں کے سامنے رکھیں جس کے پورا کرنے کے لیے جماعت احمدیہ قائم کی گئی ہے۔ اگر نوجوانوں میں یہ روح پیدا کر دی جائے تو پھر بے شک شرارت کرنے والے شرارت کرتے رہیں خواہ اپنے ہوں یا غیر سب کے سب ناکام رہیں گے۔............ پس خدام الاحمدیہ کو اس لیے قائم کیا گیا ہے وہ اسلام کے مقصد کو اپنے سامنے رکھیں تو یورپ کے اثرات اور روس کے اثرات اور دوسرے ہزاروں اثرات ان کی نگاہ میں حقیر نظر آنے لگیں اور وہ سمجھیں کہ حقیقی عزت اس کام میں ہے جو خدا نے ان کے سپرد کیا ہے۔" (مشعلِ راہ صفحہ ۸۱۲-۸۱۳)

اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ کے چند مزید ارشادات درج کرتا ہوں:-

"زندہ قوموں کی یہ علامت ہوا کرتی ہے کہ ان کے جوان اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ وہ اپنے بڑوں کے قائم مقام بن جائیں۔ جس قوم میں یہ بات پیدا ہو جاتی ہے وہ کبھی نہیں مرتی اور جس قوم کے اندر یہ بات پیدا نہ ہو اس کو کوئی زندہ نہیں رکھ سکتا۔ خواہ کتنا ہی زور لگا لو وہ قوم ضرور مرے گی۔ لیکن جس قوم مین یہ خوبی موجود ہو کہ اس کے نوجوان ہمتوں والے ہوں، بلند ارادوں والے ہوں، صحیح کام کرنے والے ہوں تو مرتی نہیں بلکہ بڑھتی چلی جاتی ہے اور خواہ کوئی بھی اسے مٹانا چاہے مٹا نہیں سکتا۔" (مشعلِ راہ صفحہ ۷۴۰)

نوجوانوں میں صحیح دینی روح پیدا کرنا اس تنظیم کے قیام کی اصل غرض ہے موقع پر جب حضرت مصلح موعودؓ نے یہ محسوس کیا کہ خدام کی تنظیم نے اِس کام کو احسن رنگ میں انجام نہیں دیا تو پھر آپؓ نے خدام الاحمدیہ کی صدارت خود سنبھال لی۔ فرمایا:

"احباب کو معلوم ہوگا کہ میں نے مجلس خدام الاحمدیہ کی صدارت خود سنبھال لی ہے۔ میں نے یہ قدم اس لیے اٹھایا ہے

کہ نوجوانوں کو زیادہ تر دین کی طرف مائل کیا جائے۔ جہاں تک تنظیم اور حفاظت مرکز کا تعلق ہے۔ خدام الاحمدیہ نے اچھا کام کیا ہے۔ لیکن اس کے قیام کی غرض یعنی نوجوانوں میں صحیح دینی روح پیدا کی جائے۔ پوری نہیں ہوئی۔ حقیقت یہ ہے روحانی جماعتوں کا اوڑھنا بچھونا سب روحانی ہوتا ہے۔ اس میں کوتاہی ہو جائے تو اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے صدارت میں نے خود سنبھال لی ہے ہے تاکہ میں خود براہِ راست اس کی نگرانی کرسکوں۔" (مشعلِ راہ صفحہ ۶۳۴)

خدام الاحمدیہ کے قیام کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ نوجوانوں کے اندر ایثار اور قربانی کی روح پیدا کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے خدام الاحمدیہ کیلئے جو عہد تجویز کیا اُس میں ہردم اور ہر قربانی کے لیے تیار رہنے کے الفاظ شامل کئے تاکہ خدام ضرورت پڑنے پر کبھی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ حضرتِ مصلح موعودؓ نوجوانوں میں ایثار و قربانی کا جذبہ اس حد تک دیکھنا چاہتے تھے کہ اچانک مصیبت کے وقت وہ لوگوں کی امداد کے لیے اپنی جان و مال اور آرام و آسائش کو قربان کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ جانی قربانی کا سوال ہو یا مالی قربانی کا حضرتِ مصلح موعودؓ خدام میں اس جذبہ کو بدرجۂ اولیٰ دیکھنا چاہتے تھے۔ آپؓ فرماتے ہیں:-

"خدام الاحمدیہ کی تنظیم کی غرض یہی تھی کہ اگر کسی موقع پر قربانی کا موقعہ آجائے تو سو میں سے ننانوے نہیں بلکہ سو کے سو ہی اس قربانی پر پورے اتریں۔ یہ روح اگر تم میں پیدا ہو جائے تو پھر دنیا کی کوئی قوم تم پر ظلم نہیں کرسکتی، دنیا کی کوئی طاقت تمہاری راہ میں کھڑی نہیں ہوسکتی، یہ تو خداتعالیٰ کا فضل ہے کہ تمہاری اکثریت ایک ایسے ملک میں ہے جہاں کی حکومت جمہوریت کے اسلامی اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے حتی الامکان ظلم و ستم ہونے نہیں دیتی لیکن تم نے صرف ایک ایک تک محدود نہیں رہنا۔ تم نے ساری دنیا میں اسلام کا جھنڈا گاڑنا ہے اور دنیا میں آج بھی ایسے ملک موجود ہیں جہاں پر مذہب کے نام پر ظلم ہوتا ہے۔ جہاں تلوار کے زور سے عقائد کو تبدیل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے پس تمہارا فرض ہے کہ تم ایسے ممالک کے حالات کے لیے بھی اپنے آپ کو تیار رکھو تاکہ وقت آنے پر تم کمزوری نہ دکھلا سکو۔" (مشعلِ راہ صفحہ ۷۴۳)

حضرت مصلح موعودؓ نے خدام الاحمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے مختلف مواقع پر جو ارشادات فرمائے اگر ان کا بغور مطالعہ کیا جائے تو آپؓ کی یہ خواہش نمایاں طور پر سامنے آتی ہے کہ اسلام کی ترقی و اشاعت کے لیے زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو اپنی زندگیاں وقت کرنی چاہئیں تاکہ ایک کے بعد دوسری نسل اور دوسری کے بعد تیسری نسل اس بوجھ کو اٹھاتی چلی جائے اور قیامت تک اسلام کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہراتا رہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:-

"ہماری جماعت کے ہر بچے، ہر نوجوان، ہر عورت اور ہر مرد کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارے سپرد اللہ تعالیٰ نے اپنی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنے کا جو اہم کام کیا ہے اس سے بڑھ کر دنیا کی کوئی امانت نہیں ہوسکتی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ اپنے گھروں کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جاتے ہیں۔ بعض لوگ بھیڑ بکریوں کے گلّے کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جاتے ہیں۔ بعض لوگ گورنمنٹ کے خزانہ کے پہرہ دیتے ہوئے مارے جاتے ہیں۔ اور بعض لوگ فوجوں میں بھرتی ہو کر اپنے ملک کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جاتے ہیں۔ لیکن جو چیز اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد کی ہے اس کے مقابلہ میں دنیا کی بادشاہتیں بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتیں بلکہ ان کو اس سے اتنی بھی نسبت نہیں جتنی ایک معمولی کنکر کو ہیرے سے ہوسکتی ہے۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اسلام اور احمدیت کی اشاعت میں سرگرمی سے حصہ لو اور اس غرض کے لیے زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو خدمتِ دین کے لیے وقف کردو تاکہ ایک کے بعد دوسری نسل اور دوسری کے بعد تیسری نسل اس بوجھ کو اٹھاتی چلی جائے اور قیامت تک اسلام کا جھنڈا دنیا کے

تمام جھنڈوں سے اونچالہراتا رہے۔‘‘ (مشعلِ راہ صفحہ۹۲۱)

اشاعتِ اسلام جیسے ہم فریضہ کی ادائیگی کے لیے ضروری تھا کہ ان غلطیوں کو دور کیا جائے جو مسلمانوں میں پائی جاتی تھیں۔ اس مقصد کے لیے خدام الاحمدیہ کا قیام کیا گیا تھا۔ دوسری طرف نوجوانوں میں حقیقی دینی روح پیدا کرنے کے لیے ضروری تھا کہ ان میں ایمان کے ساتھ ساتھ عملی جذبے کو بھی اجاگر کیا جائے۔ چنانچہ آپؓ نے لجنہ اماء اللہ اور انصار اللہ کے ساتھ خدام الاحمدیہ کے قیام کی درج ذیل چھ اہم اغراض قرار دیں۔

ایمان بالغیب　　اقامت الصلوٰۃ

یقین بالآخرۃ　　ایمان بالآخرۃ

بزرگانِ دین کا احترام　خدمتِ خلق

پھر فرمایا:

’’پس یہ چھ کام ہیں جو انصاراللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے ذمہ ہیں ان کو چاہیئے کہ پوری کوشش کرکے جماعت کے اندر ان امور کو رائج کریں تاکہ ان کا ایمان صرف رسمی ایمان نہ رہے بلکہ حقیقی ایمان ہو جو انہیں اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دے اور وہ غرض پوری ہو جس کے لیے میں نے اس تنظیم کی بنیاد رکھی ہے۔‘‘

(تقریر فرمودہ ۲۷؍دسمبر۱۹۴۱ء الفضل ۲۶؍اکتوبر ۱۹۶۰ء)

پھر نوجوانوں کو اسلامی تعلیم اور اس کی روح سے واقف کرانے کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

’’پس خدام الاحمدیہ کا اہم فرض ہے کہ اپنے ممبروں میں قرآن کریم باترجمہ پڑھنے اور پڑھانے کا انتظام کریں۔ اور چونکہ وہ خدام الاحمدیہ ہیں صرف اپنی خدمت کے لیے ان کا وجود نہیں اس لیے جماعت کے اندر قرآن کریم کی تعلیم رائج کرنا ان کے پروگرام کا خاص حصہ ہونا چاہیئے۔‘‘ (مشعلِ راہ صفحہ ۱۰۹)

چند سال قبل حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے تمام ملکوں کی ذیلی تنظیموں کو براہ راست خلیفہ وقت کے تابع کرنے کا فیصلہ کیا تو اس میں بھی آئندہ نسلوں کی بہتر تعلیم و تربیت اور اُن میں اُن اخلاق کا پیدا کرنا مقصود تھا جن کو دین کی اساس کہا جاتا ہے اور پھر اُن میں عبادات کو راسخ کرنا تھا جس کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام دنیا میں اسلام کی عمارت کو مستحکم اور بلند تر کرنے میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جن پانچ بنیادی اخلاق کا ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہیں:-

۱-سچائی　　۲-نرم اور پاک زبان کا استعمال

۳-وسعتِ حوصلہ　　۴-مضبوط عزم و ہمت۔

۵-دوسروں کی تکلیف کا احساس اور اسے دور کرنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

’’یہ وہ پانچ بنیادی اخلاق ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری تنظیموں کو خصوصیت کے ساتھ اپنے تربیتی پروگرام میں پیشِ نظر رکھنے چاہئیں ان پر اگر وہ اپنے سارے منصوبوں کی بناء ڈال دیں اور سب سے زیادہ توجہ ان اخلاق کی طرف دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا فائدہ آئندہ سو سال ہی نہیں بلکہ سینکڑوں سال تک بنی نوع انسان کو پہنچتا رہے گا۔ کیونکہ آج کی جماعت احمدیہ اگر ان پانچ اخلاق پر قائم ہو جائے اور مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جائے اور ان کی اولادوں کے متعلق بھی یہ یقین ہو جائے اور مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جائے اور ان کی اولادوں کے متعلق بھی یہ یقین ہو جائے کہ یہ بھی آئندہ اِنہیں اخلاق کی نگران اور محافظ بنی رہیں گی اور ان اخلاق کی روشنی دوسروں تک پھیلاتی رہیں گی اور پہنچاتی رہیں گی تو پھر میں یقین رکھتا ہوں کہ ہم امن کی حالت میں اپنی جان دے سکتے ہیں۔ سکون کے ساتھ اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر سکتے ہیں اور یقین رکھ سکتے ہیں کہ جو عظیم الشان کام ہمارے سپرد کئے گئے تھے۔ ہم نے جہاں تک ہمیں توفیق ملی ان کو سرانجام دیا ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴؍نومبر ۱۹۸۹ء)

عبادت کے پہلو کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اور اُسے ذیلی تنظیموں کے منشور میں شامل کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

''اس سلسلے میں بار ہا جماعت کو پہلے بھی متوجہ کر چکا ہوں کہ ابتدائی چیزوں کی طرف بہت ہی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور ان میں سب سے ابتدائی اور سب سے اہم نماز ہے ہماری نمازوں میں بھی کئی قسم کے خلاء ہیں۔ جو بلند تر منازل سے تعلق رکھنے والے خلاء ہیں ان کا بھی تفصیل سے ذکر کر چکا ہوں۔ لیکن اب میں آپ کو اِس بنیادی کمزوری کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ ہمارے اندر آج کی نسلوں میں بھی بہت سے بچے ایسے ہیں جن کو پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت نہیں۔ بہت سے بوڑھے ایسے ہیں جن کو پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت نہیں۔ اور یہ بات ہمیں روز مرّہ نظر آنی چاہئے اور ہمیں اس سے بے چین ہوجانا چاہئے۔ تنظیمیں کیوں اس سے بے چین نہیں ہوتیں۔ تنظیمیں کیوں یہ کمزوری نہیں دیکھتیں اور کیوں خصیوصیت کے ساتھ ان باتوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتیں۔ صرف نماز پڑھنا کافی نہیں۔ نماز ترجمہ کے ساتھ پڑھنا بہت ضروری ہے اور نماز کا ترجمہ ہر احمدی کو آنا چاہئے، خواہ وہ بچہ ہو جوان ہو یا بوڑھا ہو۔ مرد ہو یا عورت ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کا ترجمہ جانتا ہو اور اس حد تک یہ ترجمہ رواں ہو کہ وہ جب وہ نماز پڑھے عبادت کے مضمون میں تو بہت ہی وسیع باتیں ہیں۔ بہت سی باتیں ہیں جو اپنے اندر پھر بہت سی منازل رکھتی ہیں لیکن سب سے بنیادی بات یہی ہے کہ ہم اپنی جماعت کو مکمل طور پر نماز پر قائم کردیں۔ کسی اور نیکی کی اتنی تلقین قرآن کریم میں آپ کو نہیں ملے گی جتنی قیامِ عبادت کی تلقین ہے۔ قیام صلوٰۃ کی تلقین ہے اور بنی نوع انسان کی ہمدردی کی تلقین بھی ہمیشہ اس کے ساتھ وابستہ کی گئی ہے۔ پس قرآنِ کریم کی تعلیم کی روح یہی ہے کہ ہم اپنی عبادات کو کھڑا کردیں اور اپنے پاؤں پر مضبوطی کے ساتھ ان کو اس طرح مستحکم کردیں کہ کوئی ابتلاء کوئی زلزلہ کوئی مشکل ہماری نمازوں کو گرا نہ سکے۔ اس کے لیے پہلا بنیادی قدم یہی ہے کہ ہم میں سے ہر شخص نماز باترجمہ جانتا ہو اور نماز پانچ وقت پڑھنے کا عادی ہو اور دوسری چیز اس کے ساتھ ملانے والی یہ ضروری ہے کہ صبح تلاوت کی عادت ڈالیں۔ ہر شخص جو نماز پڑھتا ہے اس کو یہ عادت پڑ جائے کہ کچھ نہ کچھ تلاوت ضرور کرے۔ یہ بنیاد اگر قائم ہوجائے تو اس کے اوپر پھر عظیم الشان عبادات کی عمارتیں قائم ہوسکتی ہیں۔ منازل نئی سے نئی بن سکتی ہیں عبادتوں کی نئی رفعتیں قائم ہوسکتی ہیں، مگر یہ بنیاد نہ ہو تو اوپر کی منزلیں بن ہی نہیں سکتیں اس لیے خدام الاحمدیہ، انصاراللہ اور لجنات کو اپنے آئندہ کے پروگراموں میں سب سے زیادہ اہمیت اس بات کو دینی چاہئے کہ ان مجالس کے اندر ایک بھی فرد نہ رہے جو نماز کا ترجمہ نہ جانتا ہو اور پنج وقت نماز پر قائم نہ ہو۔ باقی ساری باتیں انشاءاللہ رفتہ رفتہ سکھائی جائیں گی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ ؍نومبر ۱۹۸۹ء)

مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض اور اس کی ذمہ داریوں کو میں نے تحریر کرنے کی کوشش کی ہے اور جا بجا اس تحریر کو حضرت مصلح موعودؓ کے حوالوں سے مزیّن کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کے متعلق حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کو الہام فرمایا تھا کہ ''ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے''

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات کو پڑھنے والے اس خدائی روح کو محسوس کرتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ان ارشادات کو پڑھنے سے خدام احمدیت کو حقیقی معرفت اور حقیقی روحِ عمل نصیب ہوگی اور وہ ایک نئے جوش اور ولولہ کے ساتھ امامِ وقت کی آواز پر لبیّک کہتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں گے۔

اپنی اس عمر کو اِک نعمتِ عظمیٰ سمجھو
بعد میں تا کہ تمہیں شکوۂ ایّام نہ ہو
تم مدبّر ہو کہ جرنیل ہو یا عالم ہو
ہم نہ خوش ہوں گے کبھی تم میں گر اسلام نہ ہو

مجلس اطفال الاحمدیہ کے قیام کی غرض وغایت

مکرم رفیق احمد صاحب بیگ۔ مہتمم اطفال خدام الاحمدیہ بھارت

جب ہم اس کائنات پر نظر ڈالتے ہیں تو کائنات کی ہر چیز انسان حیوان، نباتات اور جمادات میں ہمیں ایک نظام نظر آتا ہے۔ یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے ذرّات میں بھی توازن اور منظّم ہونا دکھائی دیتا ہے۔ اس لیے ضروری تھا کہ انسان بھی اس کائنات کو مشاہدہ کر کے اپنے آپ کو منظّم کر لیں۔

تنظیم کی اہمیت وافادیت

اس بارے میں سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے اذن ومنشاء کے مطابق، جماعت کے ہر فرد کی اعلیٰ رنگ میں تربیت کی خاطر جماعت کو پانچ حصوں میں تقسیم فرمایا تا کہ جماعت کے ہر فرد کو ایک نظام کی لڑی میں پرویا جا سکے۔ آپ فرماتے ہیں:

”ساری دنیا میں اس تحریک کو قائم کرنے، ساری دنیا کو بیدار کرنے اور ساری دنیا کو اسنظام کے اندر لانے کے لئے ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے نوجوان اپنے آپ کو اس قدر منظّم کر لیں کہ وہ یقینی اور حتمی طور پر کہہ سکیں کہ ہم نے اپنی اندورنی تنظیم کا کام اس کے تمام پہلوؤں کے لحاظ سے پوری خوش اسلوبی کے ساتھ ختم کر لیا جائے۔ اسی طرح بچے اپنے آپ کو خدام الاحمدیہ کی مدد سے اس قدر منظّم کر لیں کہ تنظیم کا کوئی پہلو ناقص نہ رہے اور ان کا اندرونی نظام ہر جہت سے مکمل ہو جائے۔........ اب ہم میں اس تنظیم کے لحاظ سے کسی قسم کی خامی اور نقص باقی نہیں رہا۔

جب خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ اور اطفال الاحمدیہ تینوں اپنے آپ کو اس رنگ میں منظّم کر لیں گے اور اپنی اندرونی خامیوں کو کلیۃً دور کر دیں گے تب وہ اس قابل ہو سکیں گے کہ دوسروں کی اصلاح کریں اور تب دنیا مجبور ہو گی کہ ان کی باتوں کو سنیں اور ان پر غور کرے۔“

(خطبہ جمعہ ۲۹ ستمبر ۱۹۴۴ء // الفضل ۱۱/۱ اکتوبر ۱۹۴۴ء)

نیز حضورؓ فرماتے ہیں کہ:

”بغیر جماعتی تنظیم اور اصلاح کو مکمل کرنے کے ہم ساری دنیا کی طرف توجہ نہیں کر سکتے۔ جب ہم اپنی اصلاح کو مکمل کر لیں، جب ہم اپنے داخلی نظام کو مکمل کر لیں گے۔ جب ہم تمام جماعت کے افراد کو ایک نظام میں منسلک کر لیں گے تو اس کے بعد ہم بیرونی دنیا کی اصلاح کی طرف کامل طور پر توجہ کر سکیں گے۔ اس اندرونی اصلاح اور تنظیم کو مکمل کرنے کے لئے میں نے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور اطفال الاحمدیہ تین جماعتیں قائم کی ہیں۔ اور یہ تینوں اپنے اس مقصد میں جوان کے قیام کا اصل باعث ہے اُسی وقت کامیاب ہو سکتی ہیں جب انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ اس اصل کو مدنظر رکھیں جو حَیۡثُ مَا کُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡھَکُمۡ شَطۡرَہٗ میں بیان کیا ہے کہ ہر شخص اپنے فرض کو سمجھے اور پھر رات اور دن اس فرض کی ادائیگی میں اس طرح مصروف ہو جائے جس طرح ایک پاگل اور مجنوں تمام اطراف سے اپنی توجہ کو ہٹا کر صرف ایک بات کے لئے اپنے تمام اوقات کو صرف کر دیتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ ۲۹ ستمبر ۱۹۴۴ء // الفضل ۱۱/۱ اکتوبر ۱۹۴۴ء)

اطفال الاحمدیہ کے قیام کی غرض وغایت

جب ہم دنیا کی تاریخوں میں نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات ہمیں روز

روشن کی طرح ثابت نظر آتی ہے کہ جس قوم نے بھی اپنے آنے والی نسلوں کی صحیح رنگ میں تربیت کی وہ قومیں دنیا میں کامیاب رہیں۔ اور ان کا نام دنیا میں روشن ہوا ہے۔ کیونکہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو جس جہت کی طرف اس کو لے جایا جاتا ہے وہ اس طرف جاتا ہے۔ جس طرح کی تعلیم اس کو اس نازک وقت میں دی جاتی ہے وہی تعلیم اس میں راسخ ہو جاتی ہے۔ ہمارے پیارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ"

کہ ہر بچہ فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے۔ آگے یہ ماں باپ ہی ہیں جو اپنی تربیت اور ماحول کے ذریعہ اس کو چاہیں تو یہودی بنا دیں چاہیں تو مجوسی بنا دیں یا چاہیں تو عیسائی بنا دیں۔

اس سے یہ بات ثابت ہے ہوتی ہے کہ بچپن سے ہی بچوں کی تربیت کا خاص خیال رکھا جائے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو جماعت کو پانچ حصوں میں تقسیم فرمایا ہے ان میں سے ایک تنظیم جو جماعت کے بچوں کی تنظیم، مجلس اطفال الاحمدیہ کہلاتی ہے۔ کہ سات سال کی عمر سے ہی ان کو اس نظام سے وابستہ کیا جائے اور پندرہ سال کی عمر تک یہ اطفال الاحمدیہ کہلائیں گے۔ اس تنظیم کے قیام کی غرض بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"میری غرض اس مجلس کے قیام سے یہ ہے کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اسے ہوا نہ لگ جائے بلکہ وہ اسی طرح نسلاً بعد نسلٍ دلوں میں دفن ہوتی چلی جائے۔"

(الفضل ۱۷؍فروری ۱۹۳۹ء)

بانی ٔ تنظیم مجلس اطفال الاحمدیہ نے اس کی بنیاد ۱۵؍اپریل ۱۹۳۸ء میں رکھی اور جماعت کے نونہالان کو اس منظم نظام کے ساتھ وابستہ ہو جانے کی تلقین فرمائی کہ جہاں اور جس جماعت میں بھی دو سے زائد بچے اس عمر کے ہوں وہاں مجلس اطفال الاحمدیہ قائم کی جائے۔

قومیں اگلی نسل سے بنا کرتی ہیں:

پس جب ہم جماعت کے ان نونہالان کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت نہ کریں اور ان کو اس چھوٹی عمر سے ہی نظام سے منسلک نہ کیا جائے تب تک ہماری قوم کی ترقی ممکن نہیں۔ اس بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"میں نے بار بار جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ قومیں اگلی نسل سے بنا کرتی ہیں۔ کوئی قوم اپنی زندگی کا اعتبار نہیں کر سکتی اگر اس کی اگلی نسل کارآمد، نیک اور محنتی نہ ہو۔ جب کبھی قوم پر زوال آتا ہے تو آئندہ نسلوں سے آتا ہے اور جب بھی ترقی ہوتی ہے تو وہ بھی آئندہ نسلوں سے ہوتی ہے۔ دوام بخشنے والی چیز اولاد ہی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴؍مئی ۱۹۴۵ء، مطبوعہ الفضل ۱۱؍مئی ۱۹۴۵ء)

نیز حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذیلی تنظیموں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میری غرض انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم سے یہ ہے کہ عمارت کی چاروں دیواروں کو مکمل کر دوں۔ ایک دیوار انصار اللہ ہیں، دوسری دیوار خدام الاحمدیہ اور تیسری اطفال الاحمدیہ اور چوتھی دیوار لجنات اماء اللہ ہیں۔ اگر یہ چاروں دیواریں ایک دوسری سے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں تو یہ لازمی بات ہے کہ کوئی عمارت کھڑی نہیں رہ سکے گی۔ عمارت اس وقت مکمل ہوتی ہے جب اس کی چار دیواریں آپس میں جڑی ہوئی ہوں۔ اگر وہ علیحدہ علیحدہ ہوں تو وہ چار دیواریں ایک دیوار جتنی بھی قیمت نہیں رکھتیں۔"

(مشعل راہ جلد اول صفحہ ۴۲۲)

عمر کے لحاظ سے ذیلی تنظیموں میں شامل ہونا ازحد ضروری ہے

پس جماعت کو جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ذیلی تنظیموں میں منقسم فرمایا ہے عمر کے لحاظ سے ہمیں ان تنظیموں میں شامل ہونا از حد ضروری ہے۔ آپ نے ہمیں ایک ایسا منظم نظام دیا ہے جس کو تھامنے سے جماعت اپنی منزل مقصود کو حاصل کر سکتی ہے۔

حضور فرماتے ہیں:

''ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی عمر کے مطابق ان میں سے کسی نہ کسی مجلس کا ممبر بنے........ اگر کوئی شخص ان مجالس میں سے کسی مجلس میں بھی شامل نہیں ہوگا تو وہ ہرگز جماعت میں رہنے کے قابل نہیں سمجھا جائے گا۔ پس ان مجلس میں شامل ہونا درحقیقت اپنے ایمان کی حفاظت کرنا اور ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کا عملی رنگ میں اقرار کرنا ہے جو خدا اور اس کے رسول کی طرف سے ہم پر عائد ہیں اور خدا اور اس کے رسول نے جو احکام دیئے ہیں ان کے نفاذ اور اجراء میں حصہ لینا صرف میرا فرض نہیں بلکہ ہر شخص کا فرض ہے۔''

(مشعل راہ جلد اول صفحہ ۲۱۳ تا ۲۱۵)

اطفال الاحمدیہ میں شامل نہ ہونا قومی جرم ہے

پس والدین، عہدیداران جماعت و عہدیداران مجالس اور کارکنان جماعت کا اولین فرض ہے کہ جہاں کہیں بھی جماعت میں دو یا دو سے زائد بچے (اطفال) ہوں وہاں ان کو اس منظّم نظام سے وابستہ کریں۔ کیوں کہ ان کی عمر چھوٹی ہے ان کو نظام سے وابستہ کرنا ہمارا فرض ہے اور ان کی نگرانی کرنا بھی والدین اور انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کی ذمہ داری ہے۔ اگر ان کو اس نظام کے ساتھ منسلک نہیں کرتے اور ان کی تعلیم و تربیت کا لحاظ نہیں رکھتے وہ ایک قومی جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارہ میں فرماتے ہیں:

''دوستوں کو معلوم ہے کہ میں نے جماعت کو تین حصوں میں منظّم کرنے کی ہدایت کی تھی۔ ایک حصہ اطفال الاحمدیہ کا یعنی پندرہ سال تک کی عمر کے لڑکوں کا۔ ایک حصہ خدام الاحمدیہ کا یعنی سولہ سال سے چالیس سال تک کی عمر کے نوجوانوں کا اور ایک حصہ انصار اللہ کا جو چالیس سال سے اوپر کے ہوں، خواہ کسی عمر کے ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ نوجوان جو خدام الاحمدیہ میں شامل ہونے کی عمر رکھتا ہے۔ لیکن وہ اس میں شامل نہیں ہوا، اس نے ایک قومی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایسا ہے جو چالیس سال سے اوپر کی عمر رکھتا ہے مگر وہ انصار اللہ کی مجلس میں شامل نہیں ہوا تو اس نے بھی ایک قومی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ اور اگر کوئی بچہ اطفال الاحمدیہ میں شامل ہونے کی عمر رکھتا تھا اور اس کے ماں باپ نے اسے اطفال الاحمدیہ میں شامل نہیں کیا تو اس کے ماں باپ نے بھی ایک قومی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

(مشعل راہ جلد اول صفحہ ۲۱۸)

احمدی طالب علم اسلام اور احمدیت کے لئے کیا کر سکتے ہیں

ہماری جماعت کے بچے یعنی اطفال دنیا کے دوسرے بچوں کی طرح نہیں ہیں۔ کیوں کہ انہوں نے ہی بڑے ہو کر اسلام، قوم اور احمدیت کی خدمت کرنی ہے۔ اسلئے بچپن سے ہی ان کو اس رنگ میں تیار کیا جائے کہ جب یہ بڑے ہو جائیں تو اپنی ذمہ داریوں اور اپنے مقام و مرتبہ کو سمجھنے والے ہوں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''پس تم بچے ہو لیکن مجھے تم بچے نظر نہیں آتے۔ تم تو کل کے جوان ہو۔ تم تو مستقبل کے اسلام کے پہلوان ہو۔ پس اس نہج پر تمہاری تربیت ہونی چاہئے۔''

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ ۶۷۶)

تربیت کی اصل عمر بچپن ہے

انسان کی اصل عمر جو تربیت کی ہوتی ہے وہ بچپن کی عمر ہی ہے۔ کیوں کہ اس وقت جسم کے ساتھ ساتھ ذہن بھی نشوونما پا رہا ہوتا ہے۔ اور ہر وہ بات جس کو بچہ سنتا اور سمجھتا ہے وہ اس کے ذہن میں راسخ ہو جاتی ہے۔ بچے کی مثال عام طور پر سرسبز اور نرم شاخ سے دی جاتی ہے اس کو جس طرف موڑنا چاہیں وہ مڑ سکتی ہے۔ لیکن جب وہ بڑی ہو جاتی ہے تو اس کو موڑنے سے ٹوٹنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ پس یہی مثال بچے کی ہے۔ جس جہت میں اس چھوٹی عمر میں ہم اس کو لے جانا چاہیں لے جا سکتے ہیں۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''نیکی کی بنیاد بچپن ہی میں پڑ سکتی ہے۔ کیوں کہ ساری

عادتیں بچپن ہی میں پڑتی اور پختہ ہوتی ہیں ....اور آپ کے دل میں بھی ہمیشہ یہ احساس زندہ اور بیدار رہنا چاہئے کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے ہیں اور آپ کی نسل میں بھی اور آپ کی زندگی کے اس حصہ میں بھی نیکی کی بنیادیں قائم ہونی چاہئیں اور آپ کو کوشش کرنی چاہئے کہ آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذرّیتِ طیبہ بن جائیں۔ایک ایسی پاک اور صاف نسل بن جائیں جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فخر کریں۔''

(مشعل راہ جلد چہارم صفحہ ۲۳۹ تا ۲۴۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''خدا کی محبت ایک ایسا پاکیزہ جذبہ ہے،ایک ایسا باوفا جذبہ ہے جو دل میں ایک دفعہ داخل ہو جائے تو بڑھتا تو رہتا ہے، چھوڑتا کبھی نہیں اور اس کے لئے بہت ہی اچھی عمر، بہت ہی صحیح عمر بچپن کی عمر ہے۔جن دلوں میں بچپن میں اللہ تعالیٰ کی محبت داخل ہو جائے وہ بہت خوش نصیب ہوتے ہیں۔''

(مشعل راہ جلد چہارم صفحہ ۳۲۷)

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''طفولیت کا زمانہ بہت سے امور میں معافی چاہتا ہے۔گو وہ تربیت کا زمانہ ضرور ہوتا ہے۔ہم اس زمانہ میں بچے کو تربیت سے آزاد نہیں کر سکتے۔وہ لوگ جو بچوں کی غلطیوں پر یہ کہا کرتے ہیں کہ بچہ ہے، جانے دو وہ اوّل درجہ کے احمق ہوتے ہیں۔وہ جانتے ہی نہیں کہ بچپن کا زمانہ ہی سیکھنے کا زمانہ ہوتا ہے۔اگر وہ اس عمر میں نہیں سیکھے گا تو بڑی عمر میں اس کے لئے سیکھنا بڑا مشکل ہو جائے گا۔درحقیقت اگر ہم غور کریں تو بچپن کا زمانہ سب سے زیادہ سیکھنے کے لئے موزوں ہوتا ہے اور اسی عمر میں اس کی تربیت اسلامی اصول پر کرنی چاہئے۔گو بچہ بعض اعمال کے لحاظ سے معذور سمجھا جاتا ہے، سیکھنے کا عمدہ زمانہ اس کی وہی عمر ہے۔''

(ارشاد فرمودہ ۱۹؍مارچ ۱۹۴۸ء مطبوعہ الفضل ۱۵؍اپریل ۱۹۴۸ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بحیثیت والدین یا بحیثیت عہدیدار یا نگران اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس نئی نسل کی صحیح رنگ میں تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اہلِ قلم دوستوں سے خصوصی درخواست

ماہنامہ مشکوٰۃ میں مضامین بھجوانے والے احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ مضامین بھجواتے ہوئے حوالہ جات کا خود بغور جائزہ لے لیا کریں اور مستند حوالہ کے لیے اصل حوالہ کی نقول بھی ساتھ بھیجا کریں۔

نیز مضمون کاغذ کے ایک طرف خوش خط لکھا کریں۔

اُمید ہے کہ مضمون نگار حضرات اس بات کو ملحوظ خاطر رکھیں گے۔جزاکم اللہ

مضمون بھجوانے کے لیے compose کی ہوئی Inpage فائل اس ای۔میل پتہ پر بھیجی جاسکتی ہیں:۔

mishkat_qadian@yahoo.com

ایڈیٹر ماہنامہ مشکوٰۃ

خدمتِ خلق
اور
خدام الاحمدیہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے انتہا نعمتوں اور فضلوں سے نوازا ہے۔ جہاں اُس نے اُس کی مادّی بقا اور طبعی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے بے شمار ظاہری وسائل اُس کے فائدہ پر مأمور کیے ہیں وہیں اُس کی روحانی زندگی کو خوشنما اور حسین بنانے کے لیے ہر زمانے میں اپنے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے بنی نوع انسان کو ہمیشہ اپنے خالق ربّ العالمین کے آگے جُھکنے کی تلقین اور اُسی کی عبادت کرنے کی نصیحت کی۔ یہی نہیں بلکہ اُس کی معاشرتی زندگی کو جنت نظیر بنانے کے لیے ایسے حسین اور دلکش، متوازن اور معتدل اصول بیان فرمائے جن پر عمل کرکے دُنیا امن اور سکون کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ چنانچہ ابتدائی مذاہب کی تعلیم میں جو بات بالبداہت مشترک نظر آتی ہے وہ یہی ہے کہ انسان صرف اپنے ربّ کی عبادت کرے اور دیگر بنی نوع انسان کے ساتھ بھلائی، نیکی اور احسان کو سلوک کرے۔

یہ تعلیم ہر قوم اور ہر زمانے کی ضروریات کے لحاظ سے فرعی طور پر کسی قدر مختلف ہوسکتی ہے مگر اس کا اصل الاصول اور بنیادی مقصد انسان کو خدا تعالیٰ کے قریب لانا اور اُن کے درمیان محبت اور اخوت قائم کرنا ہے۔ اور پھر آج سے چودہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ نے محسنِ انسانیت سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رحمۃٌ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا اور دینِ اسلام کے ذریعہ ان تعلیمات کو اوجِ کمال تک پہنچا دیا۔ عبادت کا وہ عظیم الشان نظریہ دنیا کے سامنے پیش کیا جو ہر قسم کے امتیازات سے پاک تھا۔ آپ نے عربی عجمی، کالے گورے، امیر غریب، عالم و جاہل کے تمام امتیازات کو مٹاتے ہوئے صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کو بزرگی اور برتری کی کسوٹی قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو رہتی دنیا کے لیے اُسوۂ حسنہ قرار دیا اور آپ کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کو خیرِ امت قرار دیا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم نے اپنے ربّ کی عبادت کا ایسا حق ادا کیا کہ اشدترین دشمنوں کو اعتراف کرنا پڑا کہ اِنَّ مُحَمَّداً عَشِقَ رَبَّہٗ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اپنے ربّ کا عاشق ہوگیا۔ یہ عبادت صرف خدا کے حضور عجز و انکسار کے ساتھ اپنے مناجات پیش کرنے کی حد تک محدود نہ تھی بلکہ آپ نے مخلوقِ خدا سے سچّی محبت اور ہمدردی اور خیرخواہی کا جو عظیم الشان نمونہ اپنی زندگی میں پیش کرکے اپنے عبدِ کامل ہونے کا ثبوت پیش کردیا۔ چنانچہ جب آپ صلے اللہ علیہ وسلم پر غارِ حرا میں پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ گھبراہٹ کے عالم میں اپنے گھر میں داخل ہوئے اور حضرت خدیجہؓ کے سامنے تمام واقعہ بیان کیا تو حضرت خدیجہؓ نے آپ کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا کہ

کَلَّا وَاللّٰہِ مَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَ تَحْمِلُ الْکَلَّ وَ تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَ تَقْرِی الضَّیْفَ وَ تُعِیْنُ عَلٰی نَوَآئِبِ الْحَقِّ

(بخاری باب بدء الوحی)

یعنی نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ خدا کی قسم، اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور لوگوں کے بوجھ بٹاتے ہیں اور معدوم اخلاق کو اپنے اندر جمع کئے ہوئے ہیں۔ آپ مہمان نوازی کرتے ہیں اور تمام حوادث میں حق و صداقت کا ساتھ دیتے ہیں۔

یہ وہ مقامِ محمود ہے جو ہر مومن کا مقصد اور منتہا ہونا چاہیئے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا یعنی تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہے۔

(بخاری کتاب الادب)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نے فرمایا تمام مخلوقات اللہ کی عیال ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کو اپنے مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کے عیال (مخلوق) کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور انکی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔

(بیہقی فی شعب الایمان)

ایک اور بہت پیاری حدیث ہے۔جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحمان خدا رحم کرے گا۔تم اہلِ زمین پر رحم کرو۔آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

(ابوداؤد کتاب الادب)

یہی نہیں اپنی اُمت کو خیرات میں آگے بڑھنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ جہاں بھی تم ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔اگر کوئی بُرا کام کر بیٹھو تو اس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو یہ نیکی اس بدی کو مٹا دے گی اور لوگوں سے خوش اخلاقی اور حُسنِ سلوک سے پیش آؤ۔

(ترمذی کتاب البر)

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ نیکی کو کبھی حقیر نہ سمجھو اگر چہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنے کی ہی نیکی ہو۔

ایک موقعہ پر فرمایا کہ کمزوروں میں مجھے تلاش کرو یعنی میں ان کے ساتھ ہوں اور اُن کی مدد کر کے تم میری رضا حاصل کر سکتے ہو۔

(ترمذی کتاب الجہاد)

یہ تھے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ عظیم الشان اخلاقِ فاضلہ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق یہ عظیم شہادت دی کہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم. آپ اپنی اُمت کو بھی اسی مقام پر دیکھنا چاہتے تھے اور اُن اخلاق کا عملی نمونہ دکھا کر آپؐ نے عرب کی جاہل اور سخت دل قوم کو موم کی طرح رقیق القلب بنا کر اُن کو مخلوقِ خدا کے دکھوں اور تکلیفوں کا سچا ہمدرد اور خیر خواہ بنا دیا۔

<u>سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام</u>

اس زمانہ میں بھی سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے لیے ان اخلاقِ فاضلہ کو از سرِ نو قائم کرنے کے لیے اپنی جماعت کو ہمدردیٔ خلائق کی تعلیم دی اور بار بانصائح کے ذریعہ اور اپنے عملی نمونہ کے ذریعہ اُن کو خدمتِ خلق کے میدان میں شیر بننے کو کہا۔حضورؑ اپنے ایک فارسی منظوم کلام میں اپنی اس خواہش اور تمنا کا اظہار یوں فرماتے ہیں:-

مرا مطلوب و مقصود و تمنا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

ایک موقعہ پر فرمایا:''میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور مَیں نماز میں مصروف ہوں،میرے کان میں اُس کی آواز پہنچ جائے تو میں تو یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہانتک ممکن ہے،اُس سے ہمدردی کروں۔یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جائے۔اگر تم کچھ بھی اس کے لیے نہیں کر سکتے تو کم از کم دُعا ہی کرو۔

اپنے تو درکنار، میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھاؤ۔اور اُن سے ہمدردی کرو۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۰۵،جدید ایڈیشن)

''ہمارا اُصول تو یہ ہے کہ ہر ایک سے نیکی کرو اور خدا تعالیٰ کی کُل مخلوق سے احسان کرو۔''

(ایضاً صفحہ ۳۰۴)

پھر مذہب و ملت کی قیود و پابندیوں سے بالا ہو کر اپنی ہمدردی کا دائرہ تمام مخلوق پر وسیع کرنے کا ارشاد کرتے ہوئے فرمایا:

''اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہ رکھو بلکہ ہر ایک کے ساتھ کرو۔اگر ایک ہندو سے ہمدردی نہ کرو گے تو

اسلام کے سچّے وصایا اُسے کیسے پہنچاؤ گے؟ خدا سب کا ربّ ہے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۹۲ جدید ایڈیشن)

پھر قرآن کریم میں بیان فرمودہ لمبی زندگی کے نسخہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (الرعد:۱۸) پس جو شخص اپنے وجود کو نافع الناس بناویں گے ان کی عمریں خدا تعالیٰ زیادہ کرے گا۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت بہت کرو اور حقوق العباد کی بجا آوری پورے طور پر بجالانی چاہیئے۔'' (ایضاً صفحہ ۳۰۳)

خدمتِ خلق میں خدام الاحمدیہ کا کردار

تاریخِ اقوام پر گہری نظر رکھنے والے پر یہ امر خوب ظاہر ہے کہ کسی بھی قوم کے تنزّل یا ترقی اُس قوم کی نوجوان نسل کے اخلاقی و دینی تنزل اور ترقی پر منحصر ہے۔ جس قوم کے نوجوانوں کے اخلاق بلند ہوئے تو اُس نے اخلاقی لحاظ سے غلبہ حاصل کیا اور جس قوم نے اخلاق کو خیر باد کہا تو وہ اخلاقیات میں مسلسل زوال پذیر ہوگئی۔

آج سے سو سال پہلے جب حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کے احیاء اور اُس کے دائمی غلبہ کے لیے ایک سلسلہ کی بنیاد رکھی تو جہاں اصلاحِ مقصد آپ کے پیشِ نظر تھی وہیں اُن تمام اخلاقِ حسنہ اور اسلامی کردار کو از سرِ نو قائم کرنا بھی آپ کا مقصد تھا جن کا ظہور اسلام کی نشأۃ اُولیٰ میں صحابہؓ کبار کے وجودوں میں پوری شان کے ساتھ ظاہر ہوا تھا۔ یہ ایک ایسا عظیم الشان مقصد تھا کہ اس کی تکمیل کسی ایک نسل یا زمانہ تک محدود نہ تھی بلکہ زمان اور مکان کی قیود و حدود سے آزاد اس مقصد کا حصول ایک جہدِ مسلسل اور مستقل کوشش کے بنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ اسلام کی ان عظیم الشان تعلیمات، جن کا ذکر ابتداء میں کیا گیا ہے، کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے، اور اصلاحِ احوال کے لیے جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعودؓ نے ۱۹۳۸ء کے ابتدا میں نوجوانوں کی ایک تنظیم قائم فرمائی اور اِس کا نام 'خدام الاحمدیہ' رکھا یعنی احمدیت کے خدام۔ آپ اس تنظیم کا قیام کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''قومی نیکیوں کے تسلسل کے قیام کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس قوم کے بچوں کی تربیت ایسے ماحول اور ایسے رنگ میں ہو کہ وہ ان اغراض اور مقاصد کو پورا کرنے کے اہل ثابت ہوں جن اغراض اور مقاصد کو لے کر وہ قوم کھڑی ہوئی ہو۔ جب تک کسی قوم کا کوئی خاص مقصد اور مدّعا نہیں ہوتا اس وقت تک اس کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہوتا ہے کہ وہ اپنے نوجوانوں کو اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق کوئی تعلیم دلا دے یا عام علوم سے واقفیت بہم پہنچا دے یا بعض پیشے انہیں سکھا دے جب کوئی قوم اتنا کام کر لیتی ہے تو وہ اپنے فرض سے سبکدوش سمجھی جاتی ہے۔ لیکن جب کوئی قوم ایک خاص مقصد اور مدّعا لے کر کھڑی ہوتی ہوئی ہو تو اس کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اس مقصد اور مدّعا کو نوجوانوں کے ذہنوں پورے طور پر داخل کرے اور ایسے رنگ میں ان کی عادات اور خصائل کو ڈھالے کہ وہ جب بھی کوئی کام کریں خواہ عادتاً کریں یا بغیر عادت کے کریں وہ اس جہت کی طرف جا رہے ہوں جس جہت کی طرف اس قوم کے اغراض و مقاصد اسے لیے جا رہے ہوں۔ جب تک کسی قوم کے نوجوان اس رنگ میں کام نہیں کرتے اس وقت تک اسے ترقی حاصل نہیں ہوتی۔''

(خدام سے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کے خطبات و خطابات کا مجموعہ ''مشعلِ راہ'' صفحہ ۴۹)

نیز فرمایا: ''میری غرض اس مجلس کے قیام سے یہ ہے کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اسے ہوا نہ لگ جائے بلکہ وہ اسی طرح نسلاً بعد نسلٍ دلوں میں دفن ہوتی چلی جائے آج وہ ہمارے دلوں میں دفن ہے تو کل وہ ہمارے اولاد کے دلوں میں دفن ہو اور پرسوں ان کی اولاد کے دلوں میں۔ یہاں تک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہو جائے ہمارے دلوں کے ساتھ چمٹ جائے اور ایسی صورت اختیار کر لے جو دنیا کے لیے مفید اور بابرکت ہو اگر ایک

یا دونسلوں تک ہی تعلیم محدود رہی تو کبھی ایسا پختہ رنگ نہ دیگی جس کی اس سے توقع کی جاتی ہے۔''

(مشعلِ راہ صفحہ ۸۲)

نیز فرمایا: ''میں نے پہلے بھی متواتر جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ قوموں کی کامیابی کے لیے کسی ایک نسل کی درستی کافی نہیں ہوتی۔ جو پروگرام لمبے ہوتے ہیں وہ اسی وقت کامیاب ہوسکتے ہیں جب کہ متواتر کئی نسلیں ان کو پورا کرنے میں لگی رہیں۔ جتنا وقت ان کو پورا کرنے کے لیے ضروری ہو اگر اتنا وقت ان کو پورا کرنے کے لیے نہ دیا جائے تو ظاہر ہے کہ وہ کسی صورت میں مکمل نہیں ہوسکتے۔ اور اگر وہ مکمل نہ ہوں تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ پہلوں اس پروگرام کی تکمیل کے لیے جو محنتیں، کوششیں اور قربانیاں کی ہیں وہ بھی سب رائیگاں گئیں۔''

(مشعلِ راہ صفحہ ۷۸)

خدام الاحمدیہ اسلامی اخلاق کی نمائندگی کریں

آپؓ نے فرمایا کہ خدام الاحمدیہ دراصل اسلامی اخلاق اور اسلامی تعلیم کے نمائندہ ہیں، اس لیے اُن کو اپنے اخلاق و عادات ہمیشہ بلند رکھنے چاہئیں۔ چنانچہ فرمایا: ''پس یہ مت خیال کرو کہ تمہارے ممبر کم ہیں یا تم کمزور ہو۔ بلکہ تم یہ سمجھو کہ ہم جو خادم احمدیت ہیں ہمارے پیچھے اسلام کا چہرہ ہے۔ تب بے شک تم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی طاقت ملے گی جس کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکے گا۔ پس تم اپنے عمل سے اپنے آپ کو مفید بناؤ۔ غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرو۔ نہ صرف اپنے مذہب کے غریبوں اور مسکینوں کی بلکہ ہر قوم کے غریبوں اور بے کسوں کی۔ تا دنیا کو معلوم ہو کہ احمدی اخلاق کتنے بلند ہوتے ہیں۔''

(مشعلِ راہ صفحہ ۳۰)

خدمتِ خلق رنگ و نسل کی امتیازات سے بالا ہو کر کی جائے

حقیقی خدمت وہ ہوتی ہے جو رنگ و نسل کے امتیازات سے بالا ہو کر کی جائے۔ چنانچہ آپ نے خدام کو مخاطب ہو کر فرمایا: ''......میں نے بارہا بتایا ہے کہ خدمت خلق کے کام میں جہاں تک ہوسکے وسعت اختیار کرنی چاہیئے اور مذہب اور قوم کی حد بندی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر مصیبت زدہ کی مصیبت کو دور کرنا چاہئے۔ خواہ وہ ہندو ہو یا عیسائی ہو یا سکھ۔ ہمارا خدا ربّ العالمین ہے اور جس طرح اس نے ہمیں پیدا کیا ہے اسی طرح اس نے ہندوؤں اور سکھوں اور عیسائیوں کو بھی پیدا کیا ہے۔ پس اگر خدا ہمیں توفیق دے تو ہمیں سب کی خدمت کرنی چاہئے۔''

(مشعلِ راہ صفحہ ۵۶)

دشمنوں سے بھی حسنِ سلوک خدمتِ خلق میں داخل ہے

یہی نہیں، آپ نے خدمتِ خلق کے مفہوم و مطالب کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''واضح رہے کہ خدمت خلق سے میری مراد محض احمدیوں یا مسلمانوں کی خدمت نہیں بلکہ بلا امتیاز مذہب و ملت خدا کی ساری مخلوق کی خدمت مراد ہے حتیٰ کہ اگر دشمن بھی مصیبت میں ہو تو اس کی بھی مدد کرو۔ یہ ہے خدمتِ خلق کا صحیح جذبہ۔''

(مشعلِ راہ صفحہ ۶۴۳)

جن قوموں کے قیام کے مقاصد ہوتے ہیں اُنہیں سب کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا چاہئے

حضور فرماتے ہیں: ''پھر جو تبلیغی جماعتیں ہوتی ہیں ان کے لیے تو یہ بہت ہی ضروری ہوتا ہے کہ وہ ساری قوموں سے حسن سلوک کریں اور کسی کو بھی اپنے دائرہ احسان سے باہر نہ نکالیں تا تمام قومیں ان کی مداح بنیں۔ پس وہ خدمت خلق کے کاموں میں مذہب و ملت کے امتیاز کے بغیر حصہ لیں اور جماعت کے جو اغراض و مقاصد ہیں ان کو ایسی وفاداری کے ساتھ لے کر کھڑے ہو جائیں کہ خدا تعالیٰ کے راستے میں ان کے لیے اپنی جان قربان کردینا کوئی دوبھر نہ ہو۔ جب کسی قوم کے نوجوانوں میں یہ روح پیدا ہو جائے کہ اپنے قومی اور مذہبی مقاصد کی تکمیل کے لیے جان دے دینا وہ بالکل آسان سمجھنے لگیں اس وقت دنیا کی کوئی طاقت انہیں مار نہیں سکتی۔ جس چیز کو مارا جاسکتا ہے وہ جسم ہے۔ مگر جس شخص کی روح ایک خاص مقصد لے کر کھڑی ہو جائے اس روح کو کوئی فنا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، بلکہ ایسی

قوم کا اگر ایک شخص مرے تو اس کی جگہ دس پیدا ہو جاتے ہیں۔‘‘

(مشعلِ راہ صفحہ ۵۷)

خدمتِ خلق کا ایک طریق

حضور خدام کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’تم ارادہ اور عزم کر لو کہ تم میں سے ہر ایک نے اس سال کسی ایک شخص کو تجارت پر لگانا ہے‘ چاہے وہ تمہارے رشتہ داروں میں سے ہو یا کوئی غیر ہو۔ اسی طرح ہر صناع یہ عہد کرے کہ اس نے اس سال کسی نہ کسی شخص کو اپنا کام سکھانا ہے۔ ایک سال میں وہ شخص ماہر کاریگر تو نہیں بن سکتا۔ اگر وہ کام میں محنت سے لگ جائے گا تو اگلے سال مہارت حاصل کر لے گا۔‘‘

(مشعلِ راہ صفحہ ۶۶۰)

خدمتِ خلق کے کام محض لِلّٰہ کرو

فرمایا: ’’کبھی بھی یہ خیال مت کرو کہ لوگ تمہارے کام کی قدر نہیں کرتے۔ تم لوگوں کی خاطر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی خاطر خدمت کرو اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور خدمتِ خلق کو اپنی زندگیوں کا مقصد بناؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو پھر تمہاری کامیابی میں کوئی شبہ نہیں رہے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ طوفان اور سیلاب ہی آئیں تو پھر تم خدمت کرو۔ مومن کو تو ہمیشہ یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان مصائب سے دنیا کو بچائے رکھے لیکن خدمت خلق کے مواقع ہر وقت میسر آ سکتے ہیں مثلاً بیماروں کو دوائی لا کر دینا۔ غریبوں، محتاجوں، بیواؤں کی مدد کرنا۔ یہ سب کام ایسے ہیں جو تم ہر وقت کر سکتے ہو اور یہ کام تمہارے پروگرام کا مستقل حصہ ہونے چاہئیں۔‘‘

(مشعلِ راہ صفحہ ۷۴۲)

خدمتِ خلق کے ذریعہ اسلام کی عظمت کو دنیا کے سامنے پیش کریں

’’......آج تک یورپ اور امریکہ اس خدمت خلق کی روح کو اسلام کے خلاف اپنی عظمت میں پیش کرتے ہیں۔ کہتے ہیں عیسائی بڑی خدمت کرتے ہیں، مسلمان نہیں کرتے اور شرم کی بات ہے کہ ہم اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ اگر ہماری جماعت کے خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ خدمت خلق کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں تو ہم یورپ اور امریکہ کا منہ بند کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ جو تم خدمت کرتے ہو اس سے بڑھ کر خدمت کرنے والے ہم ہیں۔‘‘

(مشعلِ راہ صفحہ ۷۴۳)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم کو اپنے اخلاق و کردار میں محفوظ کرتے ہوئے، رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچّی متابعت کرتے ہوئے بنی نوع انسان سے سچّی ہمدردی اور اُن کی خیر خواہی کر کے عبادتِ الٰہی کا حق ادا کرنے کی توفیق وسعادت ملے۔ آمین

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

’’کیا میں تم کو بتاؤں کہ آگ کس پر حرام ہے؟‘‘

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو بتاؤں کہ آگ کس پر حرام ہے؟ وہ حرام ہے ہر اُس شخص پر جو لوگوں کے قریب رہتا ہے۔ یعنی نفرت نہیں کرتا، اُن سے نرم سلوک کرتا ہے، اُن کے لئے آسانی مہیا کرتا ہے اور سہولت پسند ہے۔

﴿ترمذی صفة القیٰمة﴾

محترم محمد نسیم خان صاحب کے

6 سالہ دورِ صدارت پر ایک طائرانہ نظر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترم مولانا محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت 6 سال تک مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی بہترین صدارت کرنے کے بعد 31 اکتوبر 2004ء کو اپنا عرصہ مکمل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی خداداد فہم وفراست اور صلاحیتوں کے نتیجہ میں مجلس نے خدام الاحمدیہ کو بہترین راہنمائی نصیب ہوتی رہی اور مجلس تمام تر شعبہ جات میں ترقی کی سعادت پائی۔ یہاں پر بغرض دعا بعض باتوں کا اجمالی تذکرہ مقصود ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ 6 سالہ دور مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی تاریخ میں انقلابی دور کہلانے کا مستحق ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام احمدیت کو جسقدر عظیم الشان فتوحات نصیب ہو رہی ہیں اسی تناسب سے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت بھی تمام شعبہ جات میں ترقیات کی نئی سے نئی منازل طے کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہے۔ الحمد للہ۔ مجلس خدام الاحمدیہ کو بھارت بھر میں جو عظیم حیثیت حاصل ہوئی ہے اور تنظیم کی اہمیت اراکین مجلس کے دل و دماغ میں راسخ ہوئی ہے اس کا سالانہ اجتماع و دیگر مواقع پر مرکز سلسلہ میں آنے والے اراکین کی بڑھتی ہوئی تعداد سے ہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ دراصل محترم صدر صاحب اور ان کے رفقاء کار کی انتھک محنت اور دلچسپی کا ہی نتیجہ ہے اور محترم صدر صاحب کی ذاتی دلچسپی، لگن اور خداداد صلاحیتوں اور قدرتوں کا آئینہ دار ہے۔ اور آپ کے دل میں موجزن جذبۂ خدمت کا بھی مظہر ہے۔

ذاتی تعارف:

محترم محمد نسیم خان صاحب اتر پردیش کے ایک گمنام بستی سمور میں 1964ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کو جو سالہا سال سے جماعت احمدیہ سمور کے صدر کے طور پر خدمت کی سعادت پا رہے ہیں، آپ کی پیدائش سے دو سال قبل قبول احمدیت کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ آپ کے جذبۂ خدمت اور دین سے غیر معمولی لگاؤ کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ نے اپنی ساری اولاد کو (تینوں بیٹوں کو) خدمت دین کے لئے قادیان بھجوادیا۔ (آپ کے برادران مکرم مولوی محمد وسیم خان صاحب تحریک جدید میں بطور انسپکٹر خدمت کر رہے ہیں جبکہ مکرم مولوی محمد کلیم خان صاحب بطور مبلغ انچارج بنگلور خدمت پر متعین ہیں) جامعہ احمدیہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فن حدیث میں تخصص کیا اور اس غرض سے دہلی میں قیام کے دوران بھی آپ نے اپنی پڑھائی کے علاوہ غیر درسی سرگرمیوں مثلاً دعوۃ الی اللہ اور جماعتی تعلیم وتربیت میں بھی بھرپور تعاون کیا۔ تخصص کی تکمیل کے بعد آپ جامعہ احمدیہ قادیان میں استاذ مقرر ہوئے۔ اسی اثناء میں 1998ء کے سالانہ اجتماع کے موقع پر آپ صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے عہدہ کے لئے منتخب ہوئے۔ بطور صدر مجلس آپ نے بھارت کے کونے کونے کا دورہ کیا۔ ہر رکن کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کیا۔ مجلس کی ضرورتوں کو قریب سے جانا اور بروقت مناسب کاروائی فرماتے رہے۔ اس عرصہ میں محترم صدر صاحب کو 2000ء اور 2001ء میں (دوبار) مجلس کی نمائندگی کرتے ہوئے مرکزی جلسہ سالانہ U.K. و جلسہ سالانہ جرمنی میں شرکت کا موقعہ ملا۔ پہلے سفر میں اخراجات سفر مجلس کی طرف سے مہیا کئے گئے جبکہ دوسرے سفر میں حضور انور نے ازراہ شفقت اپنی طرف سے اخراجات کی منظوری عنایت فرمائی۔ اسی طرح نائب صدر صاحبان اور کئی اراکین مجلس عاملہ کو بھی جلسہ سالانہ میں شمولیت

کی توفیق ملی۔الحمدللہ

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے طور پر خدمت کے دوران ہی گزشتہ سال حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایڈیشنل ناظر امور عامہ مقرر فرمایا اور امسال حضور انور کی طرف سے نظارت امور عامہ کی مکمل ذمہ داری آپ کے سپرد فرمائی گئی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت و عمر میں غیر معمولی برکت عطا فرمائے اور بیش از بیش خدمت کی سعادت آپ کو ملتی رہے۔

نومبایعین میں قیام مجالس:

جیسا کہ احباب جانتے ہیں کہ 1993ء سے جبکہ عالمی بیعت کا آغاز ہوا تھا بھارت میں کثرت کے ساتھ جماعتیں قائم ہوئیں۔ ہزاروں کی تعداد میں آنے والے ان نو واردین کی تعلیم و تربیت جماعت کے سامنے ایک اہم مسئلہ تھا۔ چنانچہ حضور انور نے خدام الاحمدیہ بھارت کو یہ خصوصی ہدایت بھجوائی کہ ''جہاں جہاں نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں وہاں باقاعدہ تنظیم قائم کرکے ان کی تربیت کریں۔'' اس ہدایت کی تعمیل میں مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے بہت سے منصوبے بنائے۔ کئی قسم کے پروگرام مرتب کئے۔ صوبائی اور مقامی انتظامیہ نے مرکزی مجلس کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ اس کے نتیجہ میں بھارت میں مجالس کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھارت کی مجالس کی تعداد تین ہزار تک ہے۔ جبکہ 1998ء میں یہ تعداد صرف 425 تھی۔

طبی کیمپ کا انعقاد

سالانہ آئی کیمپ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ چھ سالوں میں 5 مرتبہ مرکزی طور پر قادیان میں آئی کیمپ کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے۔ جس میں اندازاً 4000 مریضوں نے فائدہ اٹھایا اور 175 آپریشن بھی کروائے گئے۔ اس سے جہاں طبی لحاظ سے فائدہ ہوا ہے وہاں 75/80 دیہات کے باشندوں کے ساتھ جماعت کے دوستانہ مراسم میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔

Hepatitis B: اسی طرح Hepatitis B کے Injections کے لئے سہ روزہ کیمپ لگایا گیا۔ اس سے بھی احباب جماعت کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر مسلم احباب نے فائدہ اٹھایا۔

Dental Camp: ایک Dental Camp کا اہتمام کیا گیا جس میں زیر تعلیم 800 طلبہ و طالبات نے دانتوں کا معائنہ کروایا۔ ان کیمپوں کے افتتاحی تقریب میں مختلف اہم شخصیات شامل ہوئیں۔ ان میں D.C.، S.D.M.، M.L.A.، M.P. منسٹرز شامل ہیں۔ اس سے شہر کے معززین کو بھی جماعت کے قریب ہونے کا موقعہ ملا۔ علاقائی طور پر کیرالہ، آندھرا، پنجاب و ہماچل وغیرہ میں آئی کیمپ، Sugar Testing کیمپ، Blood Donating Camp وغیرہ بھی منعقد ہوتے رہے۔

اخبار و رسائل

اس دور میں شعبہ اشاعت میں بھی نمایاں کام ہوا ہے۔

1۔ رسالہ راہِ ایمان نومبایعن کی تعلیم و تربیت کے لئے 2000ء سے ایک رسالہ ہندی زبان میں شروع کرایا گیا۔ جو باقاعدہ شائع ہو رہا ہے۔ نومبایعین کی تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ رسالہ ھذا کے ایڈیٹر کے فرائض محترم صدر صاحب خود بجا لا رہے ہیں۔

2۔ ماہنامہ مشکوۃ: سال 2000ء سے مشکوۃ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماہ بماہ شائع ہو رہا ہے۔ نیز علاقائی طور پر کیرالہ سے الحق، اڑیہ دان احباب کے لئے دھرم لوک جیسے اخبار جاری کئے گئے جو باقاعدگی سے قیام مجلس کے اغراض کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ خریداران کی تعداد میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے۔ الحمدللہ

3۔ مشکوۃ انٹرنیٹ ایڈیشن: اللہ تعالیٰ کے فضل سے سال 2003ء میں مشکوۃ کا انٹرنیٹ ایڈیشن شروع کر دیا گیا ہے۔

اب تک 53 شمارے Online ہو چکے ہیں۔اس سے بیرون ملک میں مقیم احمدیوں کے لئے مشکوٰۃ کا مطالعہ آسان ہوگیا ہے۔امریکہ، یورپ،بعض دیگر ممالک کے احمدیوں کی طرف سے نہایت خوش کن اطلاعات مل رہی ہیں۔اس کے نتیجہ میں خریداران کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے۔اس سلسلہ میں مکرم تسنیم احمد صاحب فرّخ اور شاہد احمد صاحب بٹ کو قابل قدر خدمات کی توفیق مل رہی ہے۔الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

E-Mail Messeges: خدام الاحمدیہ بھارت کی تاریخ میں پہلی بار تامل ناڈو کے صوبائی اجتماع کے موقعہ پر محترم صدر صاحب کا پیغام براہ راست بذریعہ انٹرنیٹ نشر کیا گیا۔جو آدھا گھنٹہ تک جاری رہا۔اور موقعہ پر ہی اس کے رواں تامل ترجمہ کا بھی اہتمام کیا گیا۔

علاقائی،صوبائی،مقامی اجتماعات:

صوبائی/ علاقائی اور مقامی سطح پر اجتماعات کے نظام کو بہتر اور مستحکم کرنے کے لئے کئی اقدامات کے گئے۔ چنانچہ اس میدان میں بھی پیش رفت ہوئی۔اڑیسہ،کشمیر،کیرالہ،کرناٹک، تامل ناڈو،آندھرا وغیرہ صوبوں میں نہ صرف صوبائی سطح پر بلکہ علاقائی اور مقامی طور پر بھی اجتماعات منعقد ہوتے رہے۔اس سے خدام کی مخفی صلاحیتیں چمکیں اور مسابقت فی الخیرات کا جذبہ پیدا ہوا اور علمی و ورزشی مقابلہ جات کے معیار بھی بہتر ہوئے۔

ملکی اجتماعات میں جدّت:

جہاں مجالس صوبائی/ علاقائی اور مقامی اجتماعات باقاعدگی کے ساتھ منعقد کرنے لگیں اسی تناسب سے مرکزی اجتماع میں بھی بہتری پیدا ہوئی۔کثرت کے ساتھ نمائندگان کی شرکت اس بات کی واضح دلیل ہے۔اجتماع کے نظام میں ہر جہت سے ہر پہلو سے بہتری ہوئی اور وُسعت پیدا ہوئی ہے۔ اور ساتھ ہی نظام شوریٰ بھی منظّم ہوا ہے۔شرکاء اجتماع کی کثرت کے پیش نظر اب تو جلسہ سالانہ کی طرز پر قیام وطعام کا اہتمام کیا جانے لگا ہے۔اور ساتھ ساتھ خدام بھی رضا کارانہ طور پر اس میدان میں آگے آئے ہیں۔ چنانچہ امسال کے سالانہ اجتماع کے موقع پر تیاری طعام کے تمام کام مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر کے خدام نے سرانجام دیئے۔ اور اسی طرح Stage کی تیاری مکرم الحاج فیروز پاشا قاعد علاقائی شمالی کرناٹک،مکرم محمد اکبر صاحب پینٹر آف بلاری اور ان کے علاقہ کے رضا کار خدام نے سرانجام دئے۔الغرض یہ سب انتظامات اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی بہتری کی علامات ہیں۔اسی طرح اجتماع گاہ کے جملہ Arrangements وغیرہ میں بھی غیر معمولی تبدیلی لائی گئی ہے۔شمارہ ھٰذا میں چند سال پرانے اجتماعات کی تصاویر بھی شامل کی گئی ہیں۔اس سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انتظامات میں کسقدر بہتری پیدا ہوئی ہے۔اسی طرح ملکی اجتماعات میں سرکاری افسروں، منسٹروں اور سرکردہ اعلیٰ افسروں کی شرکت بھی تین سالوں سے شروع ہوئی۔یہ بھی سرکاری انتظامیہ کے ساتھ مجلس کے روابط کو مضبوط کرنے اور ملکی سطح پر خدام الاحمدیہ کی پہچان کرانے اور نیک شہرت حاصل کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوا ہے۔اس کے نتیجہ میں Media کی توجہ بھی خاص طور پر ہمارے اجتماعات کی طرف رہتی ہے۔ T.V.، ریڈیو کے علاوہ درجنوں اخبار و رسائل میں اجتماع کی خبروں کی اشاعت اس بات کا بیّن ثبوت ہے۔

نومبایعین کے لئے علیٰحدہ اجتماع گاہ:

سالِ گزشتہ سے نومبایعین کے لئے علیحدہ پنڈال میں ملکی سطح پر اجتماع منعقد کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔اس سے نومبایعین کی مجالس کے نمائندوں کو زیادہ سے زیادہ علمی و ورزشی مقابلہ جات میں حصہ لینے کا موقعہ ملتا ہے۔اوران کے اندر اپنے جوہر دکھانے،نیکیوں میں سبقت لے جانے کا بھی جذبہ پیدا ہوا ہے۔اسی طرح صوبائی اور علاقائی سطح پر بھی نومبایعین کی مجالس کے اجتماعات منعقد کئے گئے۔ راجستھان، U.P.، ہریانہ، پنجاب، ہماچل، کرناٹک،

جھارکنڈ، وغیرہ علاقوں میں نومبایعین کی مجالس کے اجتماعات ہوئے۔اس کے اچھے نتائج برآمد ہوئے۔

مرکزی خرچ پر نومبایعین کی شرکت:

اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت میں نومبایعین کی کثیر تعداد میں شرکت بھی اس دور کی خصوصیات میں سے ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پہلی بار یہ معاملہ بھجوائے جانے پر حضور نے نہ صرف اس تجویز کو پسند فرمایا بلکہ مجلس کی درخواست پر اخراجات بھی فراہم فرماتے رہے۔اسی طرح خلافت خامسہ میں منعقدہ دونوں اجتماع میں بھی یہ سلسلہ بدستور جاری رہا۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی بدستور اخرجات کی فراہمی کی منظوری فرماتے رہے۔الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔ان اجتماعات کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔اور نومبایعین کے منتخب نمائندے اجتماعات میں شریک ہوکر نئے جوش اور ولولے کے ساتھ واپس اپنے علاقہ میں جاتے ہیں اور جماعت کی مزید تبلیغ واشاعت کے لئے راستے ہموار کرتے ہیں۔اور کثرت کے ساتھ قائم نئی مجالس کی مضبوطی اور استحکام کا باعث بنتے ہیں۔ بہر حال یہ اس دور کی بہترین یادگار ہے۔

فوٹوسٹیٹ مشین کی خرید:

دفتری کاموں میں تیزی لانے کے لئے فوٹوسٹیٹ مشین کی خرید ناگزیر تھی۔چنانچہ مرکزی امداد سے مشین خریدی گئی۔اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اس لحاظ سے بھی خود کفیل بن چکا ہے۔

نومبایعین ڈسک:

نومبایعین کی مجالس کے ساتھ روابط بڑھانے اور ان کی راہنمائی کرنے کے لئے مرکزی طور پر ایک ڈسک کا قیام ضروری تھا۔چنانچہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت میں ایک خصوصی سیکشن قائم کیا گیا۔اسی طرح مختلف زبانوں میں مجالس سے خط وکتابت کے لئے علاقائی سیکشنز کا بھی قیام عمل میں لایا گیا۔

A.C.C.Ed:

A.C.C.Ed. کے نام سے ایک جدید Computer Training Centre قادیان میں کھولا گیا۔مورخہ 17 اکتوبر 2001ء کو احمدیہ سنٹر فار کمپیوٹر ایجوکیشن کے افتتاحی تقریب محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان کی صدارت میں شروع ہوئی۔اس موقعہ پر افسران و بزرگان کرام کے علاوہ جناب سردار نتھا سنگھ دالم وزیر تعلقات عامہ ومیڈیا حکومت پنجاب ودیگر سرکاری افسران بھی موجود تھے۔یہ انٹی ٹیوٹ ایوان خدمت میں قائم ہے اور اس میں 12 کمپیوٹر سسٹم رکھے گئے ہیں۔جن پر Shift wise 120 طلبہ کمپیوٹر کی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔

مخزن علم:

خدام واطفال میں دینی وعلمی کتب کے مطالعہ کا شوق پیدا کرنے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے 1998ء کو مخزن علم لائبریری کا اجراء کیا گیا۔یہ لائبریری ایوان خدمت کے وسیع ہال میں قائم کی گئی ہے۔اور مختلف علوم پر مشتمل کتب ورسائل کی خرید کی گئی ہے۔اطفال کے لئے علیحدہ طور پر Children Section بنایا گیا ہے۔روزانہ کثیر تعداد میں خدام واطفال اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

ایوان طاہر:

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کا دفتر ایوان خدمت کے ایک چھوٹے سے کمرہ میں ہوتا تھا۔لیکن ان کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے یہ ناکافی تھا۔اس لئے مقامی مجلس کی طرف سے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی توسط سے معاملہ حضور انور کی خدمت میں بھجوائے جانے پر حضور نے تعمیر دفتر کے جملہ اخراجات منظور فرمائے اور سال 2000ء میں یہ خوبصورت عمارت تیار ہوگئی۔اور اس کا باقاعدہ افتتاح سالانہ آئی کیمپ کے موقعہ پر مریضوں کے لئے انتظام کئے جانے کے ساتھ عمل میں آیا۔

افزائے صحت خدام کلب:

مورخہ 8 مئی 2000ء کو مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت و اعانت سے افزائے صحت خدام کلب کی افتتاحی تقریب محترم صاحبزدہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ دعا کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے Gym کا جائزہ لیا۔ اس میں Body Building کے لئے جدید مشینوں کی خرید کی گئی ہے۔

اڑیسہ Cyclone کے موقعہ پر خدمات:

محترم صدر صاحب موصوف، جماعتی عہدیداران کے ساتھ مل کر متاثرہ علاقوں کا دورہ فرمایا اور متاثرین میں امدادی سامان تقسیم کئے۔

گجرات کے زلزلہ زدگان کے لئے مجلس کی خدمات:

26 جنوری 2001ء کی صبح صوبہ گجرات میں آئے شدید زلزلے کے موقعہ پر صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی قیادت و نگرانی میں 57 رکنی وفد نے 56 دیہات کے 20,000 سے زائد افراد تک 35 لاکھ روپے کی ریلیف تقسیم کی۔ 4 ہزار افراد کے لئے باقاعدہ لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قائم کر کے خورونوش کا انتظام کیا۔ لندن سے مکرم ابراہیم نونن صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ بھی اپنی مجلس عاملہ کے دو اراکین کے ساتھ اس وفد میں شامل ہوئے اور تنظیم Humanity First کی نمائندگی کرتے ہوئے بے لوث خدمات کی توفیق پائی۔

اس موقعہ پر ایک Medical Camp بھی لگایا گیا۔ جس میں ریکارڈ کے مطابق 29,000 مریضوں نے علاج کروایا۔

عمومی طور پر 56 گاؤں کے 3505 فیملیز میں ریلیف تقسیم کی۔ کچھ عرصہ کے بعد محترم صدر صاحب خدام کے ساتھ پھر ریلیف تقسیم کے لئے گجرات گئے۔ الغرض شدید مخالفتوں، نامساعد حالات اور ناموافق موسم میں ہمارے خدام احباب نے جو خدمات سرانجام دیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔

دفتر ایوان خدمت کے تعلق سے کئے جانے والے کام:

اس عرصہ میں دفتر کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر ایوان خدمت میں بعض اندرونی تبدیلیاں کی گئیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ رضاکار اور کارکنان دفتر میں آکر بسہولت اپنا اپنا کام کر سکیں۔ اسی طرح احاطہ کو مختلف پودوں، پھول بوٹوں سے سجایا گیا اور پورے احاطہ کو خوبصورت بنایا گیا۔

حفاظتی نقطۂ نظر سے ایوان خدمت میں A.C.C.Ed. سے ملحق ایک خصوصی کمرہ تعمیر کر کے پہریدار کا انتظام کیا گیا۔ جو آنریری طور پر خدام کے ذریعہ یہ خدمت کی جارہی ہے۔

اگرچہ خدام الاحمدیہ قبل ازیں ایک ارمدا گاڑی خریدی تھی لیکن وہ پرانی ہونے کی وجہ سے کافی دقتوں کا سامنا تھا۔ دور دراز علاقوں میں قائم ہونے والی مجالس سے رابطہ کے لئے گاڑی ناگزیر تھی۔ چنانچہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین نے مجلس کی درخواست پر نئی گاڑی خریدنے کی اجازت مرحمت فرماتے ہوئے رقم بھی فراہم فرمائی۔ الحمدللہ

وصولی چندہ جات میں پیش رفت

1998ء میں جب محترم صدر صاحب نے چارج لیا تھا اُس وقت مجلس کا چندہ -/6,60,500 روپے تھا۔ اور اس عرصہ میں سالانہ بجٹ بفضلہٖ تعالیٰ -/9,15,000 روپے تک پہنچ چکا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک

اطفال الاحمدیہ کے لئے Special کلاسیں

مرکزی نصاب کے مطابق مجالس میں اطفال الاحمدیہ کی تربیتی کلاسوں کا انعقاد ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کیرالہ کے اطفال چند سالوں سے باقاعدہ ہر سال موسمی تعطیلات میں ایک ماہ کے لئے قادیان آتے ہیں اور ان کے لئے خصوصی تربیتی، تعلیمی پروگرام مرتب کئے جاتے ہیں۔ اس کے بھی بہت خوش

کن نتائج برآمد ہوئے ہیں۔اس تربیتی کلاس میں شریک آدھے درجن سے زائد بچے آج جامعہ احمدیہ میں تعلیم پا رہے ہیں۔

صنعتی نمائش

اجتماع کے موقعہ پر صنعتی نمائش کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ 2001ء سے باقاعدہ اس کا آغاز کیا گیا۔اس سے باہنر اور صاحبان حرفت خدام کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اور ان کی مخفی صلاحیتیں چمکیں۔اسی طرح نظارت امور عامہ کے تعاون سے قادیان میں Home Appliances کے کاموں کی بھی خدام کو ٹریننگ دی جاتی رہی۔جس میں Transformer، Motor Winding، Stabilizers، Wiring، اور Dish Antenna وغیرہ کے کاموں کی Training دی گئی۔اس سے الحمدللہ درجنوں خدام کو روزگار میسر آیا۔

طاہر ہومیو پیتھک

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے زیر اہتمام قادیان میں ایک ہومیو ڈسپنسری کھولی گئی۔گو ابھی یہ باقاعدہ نہیں ہے لیکن آئندہ اس میں مزید بہتری کی امید ہے۔

شعبہ تربیت نومبایعین کی تقرری

اگرچہ دستور اساسی میں یہ شعبہ نہیں تھا لیکن صدر صاحب نے اس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اس شعبہ کی منظوری حضرت امیر المومنین سے حاصل کی۔ بعد ازاں حضور انور نے ازراہ کرم اس شعبہ کو ایک مستقل شعبہ کے طور پر منظور کرتے ہوئے باقاعدہ دستور اساسی میں شامل فرمایا۔اس شعبہ کے قیام کے نتیجہ میں الحمد للہ نومبایعین کی تربیت میں کافی پیش رفت ہوئی۔

جلسہ سالانہ پر رضا کارانہ طور پر خدام کی بے لوث خدمات:

محترم صدر صاحب جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سیدنا حضور انور کی منظوری سے افسر خدمتِ خلق مقرر کئے جاتے رہے۔یہ شعبہ بھی نہایت اہم ہے۔ چونکہ گزشتہ چند سالوں میں شرکاء جلسہ کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔اس وجہ سے شعبہ خدمت خلق اور اس کے تمام ذیلی شعبہ جات کے کاموں میں بھاری اضافہ ہوا۔ چنانچہ ان کاموں کو بطریق احسن انجام دینے کے لئے ہندوستان کی جملہ مجالس سے رضا کار خدام قبل از وقت بلائے جاتے رہے اور ان کی اس سلسلہ میں راہنمائی کی جاتی رہی۔اس کے نتیجہ میں جلسہ سالانہ کے جملہ انتظام نہایت خیر وخوبی سے انجام پائے۔الحمدللہ

M.T.A. سے استفادہ:

بھارت کے بیشتر مجالس کے اراکین اردو زبان سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ان کو خلیفۂ وقت کی ہدایات و ارشادات بروقت پہنچانے کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے ایک جامع منصوبہ تیار کیا۔جس کے بارہ میں حضور انور نے اپنے مکتوبات میں پسندیدگی کا اظہار بھی فرمایا۔چنانچہ حضور انور کی دعا کے نتیجہ میں یہ پروگرام بہت کامیاب رہا۔اس کے مطابق M.T.A کے اُن تمام پروگرامز کے، جن میں حضرت خلیفۃ المسیح شمولیت فرماتے ہیں، مختلف زبانوں میں تراجم کروا کر مجالس میں سرکلر کئے جاتے ہیں۔اور حضور انور کے خطبات کے تراجم ملیالم، اڑیہ اور تامل میں کروا کر فوری طور پر مجالس میں پہنچایا دئے جاتے ہیں۔ہفتہ وار منعقد ہونے والی M.T.A. کلاس بھی قابل ذکر ہے۔علاوہ ازیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجالس عرفان میں پیش کردہ سوالات اور حضور انور کے ارشادات مرتب کر کے مختلف زبانوں میں تراجم کروائے اور رسالوں میں شائع کروانے کی توفیق ملی۔نیز کیرالہ سے حضور انور کے 1000 سوالات اور اسکے جوابات کتابی شکل میں شائع کر دئے گئے۔الحمدللہ۔

الغرض یہ عرصہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے لئے غیر معمولی افضال الٰہیہ کا عرصہ ثابت ہوا۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجلس کو ہمیشہ بہترین صدارت و قیادت نصیب فرمائے۔ اور ترقیات کی نئی سے نئی منازل طے کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آنے والا زمانہ ترقی اور فتوحات کے لحاظ سے گزرے ہوئے زمانہ سے ہر لحاظ سے بہتر ثابت ہو۔آمین (ادارہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور عشق قرآن

حضرت الحاج حکیم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ الاول رضی اللہ عنہٗ کے جذبہ عشق قرآن کا تصور دلانا کسی انسانی زبان کی طاقت میں نہیں۔آپؓ فرمایا کرتے تھے۔

1۔ ''مجھے قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں لگتی ۔ ہزاروں کتابیں پڑھی ہیں ان سب میں مجھے خدا ہی کی کتاب پسند آئی ۔''

2۔ ''میں نے دوسری کتابیں پڑھی ہیں اور بہت پڑھی ہیں مگر اس لئے نہیں کہ قرآن کریم کے مقابلہ میں وہ مجھے پیاری ہیں ۔ بلکہ محض اسی نیت اور غرض سے کہ قرآن کریم کے فہم میں معاون ہوں۔''

3۔ ''قرآن میری غذا میری تسلی اور اطمینان کا سچا ذریعہ ہے اور میں جب تک اس کو کئی بار مختلف رنگ میں پڑھ نہیں لیتا مجھے آرام اور چین نہیں آتا۔بچپن سے میری طبیعت خدا نے قرآن شریف پر تدبر کرنے والی بنائی ہے ۔اور میں ہمیشہ دیر دیر تک قرآن شریف کے عجائبات اور بلند پروازیوں پر غور کیا کرتا ہوں۔''

4۔ ''مجھے قرآن مجید سے بہت محبت ہے اور بہت محبت ہے قرآن مجید میری غذا ہے میں سخت کمزور ہوتا ہوں قرآن مجید پڑھتے پڑھتے مجھ میں طاقت آجاتی ہے۔''

5۔ میرا تو اعتقاد ہے کہ اس کتاب کا ایک رکوع انسان کو بادشاہ سے بڑھ کر خوش قسمت بنا دیتا ہے۔جس باغ میں میں رہتا ہوں اگر لوگوں کو خبر ہوجائے تو مجھے بعض دفعہ خیال گزرتا ہے کہ میرے گھر سے قرآن نکال لے جاویں۔''

6۔ ایک دفعہ فرمایا کہ ''خدا تعالیٰ مجھے بہشت اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں گا تا حشر کے میدان میں بھی قرآن شریف پڑھوں پڑھاؤں اور سناؤں''

7۔ ''بعض وقت میں نے قرآن کے تین تین لفظوں کو علیحدہ چھانٹ کر دیکھا ہے کہ انہیں تین الفاظ سے میں دنیا کے تمام مذاہب کا مقابلہ کرسکتا ہوں۔''

8۔ زہد و تقویٰ کا یہ حال تھا کہ کوئی فعل کوئی قول کوئی حرکت کوئی سکون ایسا نہ تھا جو نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ کے خلاف ہو۔ آنحضرت ﷺ کی محبت میں ایسے گداز تھے کہ حد بیان سے باہر ہے۔ ایک دفعہ بیان فرمایا

''جب میں اپنے نبی پر نازل ہونے والے قرآن مجید میں عطاء غیر مجذوذ پڑھتا ہوں تو جی چاہتا ہے کہ
اس پیارے نبی کے قدم چوم چوم کے اس کے قربان ہوجاؤں۔
جس نے میری فطرت کا تقاضا پورا کردیا۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی اپنے اس فارسی شعر میں یوں بیان فرماتے ہیں

چہ خُوش بُودے اگر ہر یک زِ اُمّت نُورِ دیں بُودے
ہمیں بُودے اگر ہر دل پُر از نُورِ یقیں بُودے

یعنی کیا ہی اچھا ہوا گر قوم کا ہر فرد نور دین بن جائے۔مگر یہ تب ہی ہوسکتا ہے کہ ہر دل یقین کے نور سے بھر جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''دل میں از بس آرزو ہے کہ اور لوگ بھی مولوی صاحب کے نمونہ پر چلیں۔مولوی صاحب پہلے راستبازوں کا نمونہ ہیں۔''

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند دعائیہ اشعار

اِقبال کو بڑھانا اب فضل لے کے آنا
ہر رنج سے بچانا دُکھ درد سے چھڑانا
خود میرے کام کرنا یاربّ نہ آزمانا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

تقسیم ملک سے قبل
مجلس خدام الاحمدیہ کی تاریخ و مساعی پر
ایک طائرانہ نظر

پہلا سال 31/جنوری 1938ء تا 3/فروری 1939ء

مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کا پس منظر

1937ء میں مخالف احمدیت تحریکیں پوری قوت و طاقت کے ساتھ جمع ہو گئیں اور انہوں نے قادیان میں فتنۂ عزل خلافت کھڑا کر کے براہ راست نظام خلافت پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ یہ ایک بہت بڑا ابتلا تھا جسمیں سب فتنے متحد ہو کر نئی شکل میں جماعت کے خلاف برسر بیکار ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ان فتنوں کے خوفناک نتائج کو روحانی فراست سے بھانپ لیا اور اللہ تعالیٰ کی مشیت خاص کے تحت عالمگیر غلبہ اسلام کے لئے جن عظیم الشان تحریکات کی بنیاد رکھی ان میں سب نہایت اہم اور دوررس نتائج کی تحریک مجلس خدام الاحمدیہ ہے جسکا قیام 1938ء کے آغاز میں ہوا۔

حضور کو احمدی نوجوانوں کی تنظیم و تربیت کی طرف ہمیشہ توجہ رہی کیونکہ قیامت تک اعلائے کلمۃ اللہ اور غلبہ اسلام کے لئے ضروری یہ ہے کہ ہر نسل پہلی نسل کی پوری قائمقام ہو اور جانی و مالی قربانیوں میں پہلوں کے نقش قدم پر چلنے والی ہو۔ اور ہر زمانہ میں احمدی نوجوانوں کی اس طرح تربیت ہوتی رہے کہ وہ اسلام کا جھنڈا بلند رکھیں۔

چنانچہ مجلس خدام الاحمدیہ میں تربیت پانے کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کو ایسے مخلص اور انتظامی قابلیتیں رکھنے والے ایسے افراد میسر آ گئے جنہوں نے آگے چل کر سلسلہ کی عظیم ذمہ داریوں کا بوجھ نہایت خوش اسلوبی سے اٹھایا۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی اللہ تعالیٰ ہر نسل میں ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس مجلس کی بنیاد رکھتے ہوئے پیشگوئی فرمائی تھی:-

مَیں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری طرف سے (دُشمن کے) ان حملوں کا کیا جواب دیا جائے گا ایک ایک چیز کا اجمالی علم میرے ذہن میں موجود ہیاور اسی کا ایک حصہ خدام الاحمدیہ ہے اور درحقیقت یہ رُوحانی ٹریننگ اور رُوحانی تعلیم و تربیت ہے...... آج نوجوانوں کی ٹریننگ کا زمانہ ہے اور اُن کی تربیت کا زمانہ ہے اور ٹریننگ کا زمانہ ہے اور اُن کی تربیت کا زمانہ ہے اور ٹریننگ کا زمانہ خاموشی کا زمانہ ہوتا ہے۔ لوگ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ کچھ نہیں ہو رہا۔ مگر جب قوم تربیت پا کر عمل کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی ہے تو دُنیا انجام دیکھنے لگ جاتی ہے۔ درحقیقت ایک ایسی زندہ قوم جو ایک ہاتھ کے اُٹھنے پر اُٹھے اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جائے دُنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا کرتے ہے۔" (تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:4)

مجلس خدام الاحمدیہ کی تاسیس

محترم جناب شیخ محبوب عالم صاحب خالدؔ فرماتے ہیں کہ 20/جنوری 1938ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے دو ٹریکٹ مجھے دیئے اور فرمایا انکا جواب لکھو واقفین کو ساتھ لے لو صف اول کے علماء سے کام نہیں لینا۔ سوائے مولوی قمرالدین صاحب اور مولوی ظہور حسین صاحب کے ایک دن حضور نے فرمایا اجلاس کر کے عہدیداران کا انتخاب کر لو۔ چنانچہ 31/جنوری 1938ء کو بعد نماز عصر شیخ محبوب عالم صاحب کی رہائش گاہ پر

انکی دعوت پر قادیان کے 10 نوجوان جمع ہوئے اور انہوں نے احمدیت کی ترقی اور خلافت کی تائید میں کوشاں رہنے کا عزم اور اسکے خلاف اٹھنے والے فتن کا مقابلہ کرنے کا عہد کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے مدد چاہی۔نوجوانوں کی اس تنظیم کے السابقون الاوّلون یہ تھے:-(۱) مولوی قمرالدین صاحب (۲) حافظ بشیر احمد صاحب (۳) مولانا ظہور حسین صاحب (۴) مولانا غلام احمد فرخ صاحب (۵) مولوی محمد صدیق صاحب (لائبریرین) (۶) مولانا سید احمد علی شاہ صاحب (۷) حافظ قدرت اللہ صاحب (۸) مولوی محمد یوسف صاحب (۹) مولانا محمد احمد صاحب جلیل (۱۰) چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر۔ ان نوجوانوں نے اپنے پہلے اجلاس میں مجلس کے عہدیداروں کا انتخاب کیا۔ انتخاب میں پہلے نام تجویز ہوئے پھر اسکی تائید ہوئی۔مکرم مولوی قمر الدین صاحب صدر اور مکرم محبوب عالم صاحب خالد سیکرٹری منتخب ہوئے۔4رفروری 1938ء کو اسکی منظوری حضورؓ سے لی گئی۔

اس مجلس کا قیام چونکہ حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے ہورہا تھا اسلئے حضور سے اسکا نام رکھنے کی درخواست کی گئی۔حضورؓ نے اپنے قلم سے ''**خدام الاحمدیہ**'' نام تحریر فرمادیا۔

خدام الاحمدیہ کے قیام کی بنیادی غرض

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مجلس کے قیام کی غرض یہ بیان فرمائی:-

''میری غرض اس مجلس کے قیام سے یہ ہے کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اسے ہوا نہ لگ جائے بلکہ وہ اسی طرح نسلاً بعد نسلٍ دلوں میں دفن ہوتی چلی جائے آج وہ ہمارے دلوں میں دفن ہے تو کل وہ ہمارے اولاد کے دلوں میں دفن ہو اور پرسوں ان کی اولاد کے دلوں میں۔ یہاں تک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہوجائے ہمارے دلوں کے ساتھ چمٹ جائے اور ایسی صورت اختیار کرلے جو دنیا کے لیے مفید اور بابرکت ہو اگر ایک یا دو نسلوں تک ہی تعلیم محدود رہی تو کبھی ایسا پختہ رنگ نہ دیگی جس کی اس سے توقع کی جاتی ہے۔''

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:6)

پہلی مجلس عاملہ

مجلس کے پہلے صدر مکرم مولوی قمر الدین صاحب تھے۔ سیکرٹری کے فرائض محترم محبوب عالم خالد صاحب نے نومبر 1938ء تک ادا کئے انکے بعد مکرم خلیل احمد صاحب ناصر سیکرٹری مقرر ہوئے۔ پہلے سال نائب صدر مکرم ظہور حسین صاحب اور اسسٹنٹ سیکرٹری علی الترتیب خلیل احمد صاحب ناصر،مکرم سید مختار احمد صاحب ہاشمی،مکرم نذیر احمد صاحب ریاض،مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ رہے۔ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب بی.اے.کو فنانشل سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ابتدا میں عاملہ مجلس منتظمہ کہلاتی تھی جسمیں صدر، سیکرٹری، فنانشل سیکرٹری کے علاوہ قادیان کے ہر محلّہ کا زعیم بھی رکن تھا۔سال اول میں مجلس منتظمہ کے 34 اجلاس ہوئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے معرکۃ الآراء خطبات

بانی خدام الاحمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یکم اپریل 1938ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے پہلی مرتبہ مجلس خدام الاحمدیہ کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمایا اسی خطبہ میں حضور نے مجلس کے ابتدائی لائحہ عمل سے متعلق ان خاص ہدایات سے نوازا جو مجلس کی بنیاد بنیں اور جن پر آج اسکی مضبوط عمارت قائم ہے۔خطبہ کے اقتباسات:-

''میں نے متواتر جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ نئی نسلیں جب تک اُس دین اور اُن اصول کی حامل نہ ہوں جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے نبی اور ماموردُنیا میں قائم کرتے ہیں،اُس وقت تک اس سلسلہ کا ترقی کی طرف کبھی بھی صحیح معنوں میں قدم نہیں اُٹھ سکتا۔

اصلاح اُسی رنگ میں ہوسکتی ہے کہ نوجوانوں کو اس امر کی تلقین کی جائے کہ وہ اپنے اندر ایسی روح پیدا کریں کہ اسلام اور احمدیت کا حقیقی مغز انہیں میسّر آ جائے......

مَیں چاہتا ہوں کہ باہر کی جماعتیں بھی اپنی اپنی جگہ خدام الاحمدیہ نام کی مجالس قائم کریں۔ یہ ایسا ہی نام ہے جیسے لجنہ اماء اللہ۔ لجنہ اماء اللہ کے معنی ہیں اللہ کی لونڈیاں اور خدام الاحمدیہ سے مراد بھی یہی ہے کہ احمدیت کے خادم۔ کیہ نام انہیں یہ بات بھی ہمیشہ یاد دلاتا رہے گا کہ وہ کہ خادم ہیں، مخدوم نہیں......

انہیں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ یعنی یہاں کی مجلس خدام الاحمدیہ کو بھی ان مجالس خدام الاحمدیہ کو بھی میرے خطبہ کے نتیجہ میں قائم ہوں کہ وہ اس بات کو مدّنظر رکھیں کہ ان کا تعداد پر بھروسہ نہ ہو بلکہ کام کام کرنا اُن کا مقصود ہو......اپنا عملی نمونہ بہتر سے بہتر دکھانا چاہیئے۔ اگر تم نوجوانوں کے لیے کامل نمونہ بن جاؤ تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ تم سے نہ ملیں۔......تم بھول جاؤ اس امر کو کہ قادیان میں کوئی اور شخص بھی ہے۔ تم سمجھو کہ صرف تم پر ہی اس کام کی ذمہ داری عائد ہے کیونکہ وہ شخص ہرگز مومن نہیں ہوسکتا جو کہتا ہے کہ میری یہ ذمہ داری ہے اور فلاں کی وہ ذمہ داری ہے۔ مومن وہ ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ صرف اور صرف میری ذمہ داری ہے۔...... یہ وہم اپنے دلوں سے نکال دو کہ لوگ تمہارے ساتھ شامل نہیں ہوتے تم اگر نیک کاموں میں سرگرمی سے مشغول ہو جاؤ تو مَیں سچ کہتا ہوں کہ لوگوں پر اس کا اثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع کرسکتا ہے۔ سورج مغرب کی بجائے مشرق میں ڈوب سکتا ہے مگر یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی نیک کام کو جاری کیا جائے اور وہ ضائع ہو جائے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ تم نیک کام کرو اور خدا تمہیں مقبولیت نہ دے۔''

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:10-7)

اسکے بعد حضور نے 8-15 / اپریل اور 18 / نومبر 1938ء کے خطبات جمعہ بھی خدام سے متعلق ارشاد فرمائے۔

مجلس کی شاخیں

ابتداء میں یہ مجلس صرف مرکز احمدیت قادیان میں قائم کی گئی تھی۔ اور رکنیت طوعی تھی۔ یکم اپریل 1938ء کے خطبہ جمعہ میں حضور نے اسے عالمگیر بنا دیا اور نہ صرف برصغیر میں بلکہ ممالک بیرون میں بھی اسکی شاخیں قائم ہونے لگیں۔ اراکین مختلف حلقوں کا دورہ کرتے اور نوجوانوں کو شمولیت کی دعوت دیتے۔ اسکے علاوہ الفضل میں بھی بذریعہ اعلانات تحریک کی جاتی۔ الفضل 13 / مئی 1938ء میں شائع رپورٹ کے مطابق قادیان کے 10 محلوں میں یہ تنظیم قائم ہو چکی تھی اور بیرون قادیان کی 17 جماعتوں میں اسکا قیام ہو چکا تھا۔ بیرون ہند نیروبی اور ممباسہ (کینیا) میں سب سے پہلے اس مجلس کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اور حضورؓ کی ھدایات کی روشنی میں خدام و اطفال کے لئے پروگرام پر عمل شروع کیا گیا۔

ابتدائی لائحہ عمل

ابتداءً تنظیم کی ذمہ داریاں علمی میدان تک محدود تھیں لیکن اپریل ۱۹۳۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مسلسل خطبات کے ذریعہ جب بیرون از قادیان و ہند تمام جماعتوں میں مجلس کے قیام کا ارشاد فرمایا تو اس کے پروگرام کو وسعت دی اور اس کے لائحہ عمل میں درج ذیل نکات پر مشتمل منشور کا اضافہ کیا۔

۱)- اپنے ہاتھ سے روزانہ اجتماعی صورت آدھ گھنٹہ کام کرنا
۲)- درس و تدریس
۳)- تلقین پابندیٔ نماز
۴)- بیوگان، معذوروں اور مریضوں کی خبر گیری۔
۵)- تکفین و تدفین اور تقاریب میں امداد وغیرہ

اس بنیادی پروگرام کے ساتھ ساتھ حضور نے جماعت کے نوجوانوں کو انسدادِ آوارہ گردی اور فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی کی طرف بھی متوجہ فرمایا۔

اس کے بعد اس ابتدائی پر مشتمل اعلان سیکرٹری صاحب نے ۲۰ / اپریل ۱۹۳۸ء کی الفضل میں چھپوایا۔

''حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کی روشنی میں مجلس کے لئے ذیل کا پروگرام مرتب کیا گیا

ہے۔

۱) نوجوانوں کو اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی ترغیب دینا مثلاً سڑکوں کی صفائی یا بوجھ وغیرہ اُٹھانا۔

۲) انکے اخلاق کی درستی اور سچائی کو اپنا معیار قرار دینے کی ترغیب۔

۳) سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین۔

۴) سلسلہ کا لٹریچر پڑھنا۔ نوجوانوں کو دینی اسباق دینا مثلاً صبح کے وقت یا کسی اور وقت ایک دوسرے کو پڑھایا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھنے کے لیے کہا جائے۔ پھر ان کا امتحان لیا جائے۔

۵) خدمتِ خلق کے کام کرنا۔ خدمتِ خلق میں یہ ضروری نہیں کہ صرف مسلمان غریبوں، مسکینوں یا بیواؤں کی خبر گیری کی جائے بلکہ ہندو، سکھ، عیسائی یا کسی اور مذہب کا پیرو کسی دُکھ میں مبتلا ہو تو اُس دکھ کو دور کرنے میں حصہ لیا جائے۔ کہیں جلسے ہوں تو اپنے آپ کو پیش کیا جائے اور اس طرح اپنی زندگی کو کارآمد بنایا جائے۔

۶) نمازوں کے لیے دوستوں کو جگانا اور باقاعدگی پیدا کرنا۔

۷) کمزوروں کی تربیت

۸) تبلیغ

۹) بیماروں کی عیادت

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:15)

ابتدائی شرائط رکنیت

مجلس میں داخلہ کے وقت ہر ممبر سے جو اقرار لیا جاتا تھا اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ آئندہ اپنے آپکو احمدیت کا ستون سمجھوں گا۔ دوسروں کو فائدہ پہنچانا اپنا مقصود قرار دوں گا۔ مقرر کردہ پرگرام پر عمل کروں گا بصورت دیگر جو سزا ملے گی بخوشی قبول کروں گا۔ کم از کم نصف گھنٹہ اور اسکے علاوہ بھی مجلس کے مقرر کردہ پروگرام کے مطابق خدمت خلق کروں گا۔ حسب استطاعت ماہوار چندہ دوں گا۔

پہلا دفتر خدام الاحمدیہ

نومبر 1938ء میں قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ کا پہلا مرکزی دفتر چوہدری محمد علی صاحب کے مکان میں قائم کیا گیا۔ پھر کچھ عرصہ کے لئے سید محمد اسماعیل صاحب کی دوکانوں کے چوبارہ میں رہا پھر منور بلڈنگ کے چوبارہ میں رہا اور بعد ازاں گیسٹ ہاؤس (دارالانوار قادیان) میں منتقل کر دیا گیا۔

مجلس کا بیج

شروع میں ہی اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کے لئے ایک بیج بنوایا گیا جسکی زمین سیاہ تھی اسکے نقوش میں منارۃ المسیح تھا جسکے اوپر ایک جھنڈا لہرا رہا تھا جس پر کلمہ طیبہ مندرج تھا ساتھ ہی ھلال اور ستارے کے نشان ثبت تھے اور استبقوا الخیرات کے الفاظ نقش تھے اور رکن مجلس خدام الاحمدیہ بھی لکھا ہوا تھا۔

خدام الاحمدیہ کا عہد

ابتدائی دور میں ہی حضور نے احمدی نوجوانوں کے لئے یک عہد تجویز فرمادیا تھا بعد میں اس میں ترمیم ہوئی۔

مجلس اطفال الاحمدیہ کا قیام

حضور نے بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے 15/اپریل 1938ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا:-

”اصل چیز یہ ہے کہ اچھی عادت بھی ہو اور علم بھی ہو مگر یہ اسی صورت میں ہو سکتا جب عادت کے زمانہ کی بھی اصلاح کی جائے اور علم کے زمانہ کی بھی اصلاح کی جائے۔ عادت کا زمانہ بچپن کا زمانہ ہوتا ہے اور علم کا زمانہ جوانی کا زمانہ ہوتا ہے پس خدام الاحمدیہ کی ایک شاخ ایسی بھی کھولی جائے جس میں پانچ چھ سال کے بچوں سے لے کر ۱۵-۱۶ سال کی عمر تک کے بچے شامل ہو سکیں یا اگر کوئی اور حد بندی تجویز ہو تو اس کے ماتحت بچوں کو شامل کیا جائے۔ بہر حال بچوں کی ایک الگ شاخ ہونی چاہئے اور ان کے الگ نگران مقرر ہونے چاہئیں مگر یہ امر مدنظر رکھنا چاہئے کہ ان

بچوں کے نگران نوجوان نہ ہوں بلکہ بڑی عمر کے لوگ ہوں...... نماز کے بغیر اسلام کوئی چیز نہیں۔ اگر کوئی قوم چاہتی ہے کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں میں اسلامی روح قائم رکھے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اپنی قوم کے ہر بچہ کو نماز کی عادت ڈالے۔ اسی طرح سچ کے بغیر اخلاق دُرست نہیں ہوسکتے۔ جس قوم میں سچ نہیں اس قوم میں اخلاقِ فاضلہ بھی نہیں اور محنت کی عادت کے بغیر سیاست اور تمدن کوئی چیز نہیں۔ جس قوم میں محنت کی عادت نہیں، اس قوم میں سیاست اور تمدن بھی نہیں۔ گویا یہ تین معیار ہیں، جن کے بغیر قومی ترقی نہیں ہوتی...... ہر مقام کے احمدی نوجوان جہاں خود خدام الاحمدیہ میں شامل ہوں۔ وہاں سات سے پندرہ سال تک کی عمر کے بچوں کے لیے مجلس اطفال الاحمدیہ قائم کریں۔"

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:36)

اس ارشاد کی تعمیل میں 23/اپریل 1938ء کو مجلس خدام الاحمدیہ میں احمدی بچوں کی شاخ کھولی گئی۔ ابتداء میں اطفال کی تنظیم قادیان کے مختلف محلّہ جات میں قائم کی گئی پھر بہت جلد بیرونی مقامات پر بھی اسکی شاخیں کھلتی گئیں۔ اطفال کی تربیت کی خاطر مربیان اطفال کا تقررعمل میں لایا گیا۔

خدام الاحمدیہ کا پہلا اجتماع

خدام الاحمدیہ کے وسیع کاموں اور تنظیمی لحاظ سے ضروری تھا کہ خدام مرکز سلسلہ میں حاضر ہوں اور حضرت خلیفۃ المسیح کی زریں ھدایات سے مستفیض ہوں نیز مرکزی عہدیداروں کو مقامی عہدیداروں سے ملنے کے مواقع ملیں اوران سے مجلس کے کاموں میں مزید بہتری پیدا کرنے کے لئے مزید غور وخوض اور مشورے ہوسکیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے مجلس مرکزیہ نے پہلا اجتماع کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور حضور کی ھدایات کے پیش نظر مجلس خدام الاحمدیہ کا پہلا سالانہ اجتماع 25/دسمبر 1938ء کو 2 بجے دوپہر مسجد نور قادیان میں منعقد ہوا۔ 25 مجالس نے شرکت کی۔ حضور کے ارشاد کے مطابق ہر گروپ اپنے امیر کے تحت الگ الگ جھنڈا لے کر بیٹھا تھا۔ تلاوت ونظم کے بعد صرف بانئ مجلس خدام الاحمدیہ نے ہی خطاب فرمایا اور خدام کو بیش قیمت نصائح کیں جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

"قومی ترقی کا تمام تر انحصار نوجوانوں پر ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کے نوجوان ان روایات کے صحیح طور پر حامل ہوں جو اس قوم میں چلی آتی ہوں تو وہ قوم ایک لمبے عرصہ تک زندہ رہ سکتی ہے، لیکن اگر آئندہ پود نکمی ہو تو قوم کبھی ترقی نہیں کرسکتی بلکہ جو ترقی حاصل ہو چکی ہو وہ بھی تنزل سے بدل جاتی ہے۔ اس ضمن میں حضور نے نظام سلسلہ کی کامل پابندی کی طرف اوران امور مشقیہ کی طرف نوجوانوں کی توجہ دلائی۔ جن کا خدام الاحمدیہ کے لائحہ عمل میں ذکر ہے اور نوجوانوں کو نصیحت فرمائی کہ 1۔ احمدیت کے متعلق اپنے دلوں میں جذبۂ احترام پیدا کریں۔ 2۔ استقلال کا مادہ پیدا کریں۔ 3۔ محبت کی عادت ڈالیں۔ 4۔ اجتہاد اور قیاسات سے کام لینے سے اجتناب کریں۔ 5۔ وسعتِ نظر پیدا کریں اور حالات حاضرہ سے گہری واقفیت حاصل کریں۔ 6۔ دیانت کی روح پیدا کی جائے۔ 7۔ خدمتِ خلق کے کاموں میں حصہ لیا جائے۔ 8۔ سچائی کو اختیار کیا جائے۔ 9۔ اپنے مقصود کو ہر وقت اپنے سامنے رکھا جائے۔ 10۔ اپنے آپ کو کام کے نتائج کا ذمہ دار قرار دیا جائے۔ 11۔ اگر کوئی قصور ہو جائے تو سزا برداشت کرنے کے لئے تیار رہیں۔ 12۔ اس امر کو سمجھا جائے کہ جو شخص قوم کے لئے فنا ہوتا ہے وہ فنا نہیں ہوتا اور یہ کہ جب تک قوم زندہ ہے اس وقت تک ہی حقیقی زندگی باقی ہے۔ پس قومی زندگی کے قیام کے مقابلہ میں انفرادی قربانی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ 13۔ صرف اپنی ہی اصلاح نہ کی جائے بلکہ اپنے ماحول کی بھی اصلاح کی جائے۔ 14۔ عقل سے کام لیا جائے۔ 15 اطاعت کا مادہ اپنے اندر پیدا کیا جائے۔ 16۔ ہمیشہ یہ خیال رکھا جائے کہ جماعت کا قدم ترقی کی طرف

ہی بڑھے۔''

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:47)

خدام الاحمدیہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا اہم سلسلہ خطبات

1939ء کے نصف میں حضور نے خدام الاحمدیہ کی اہمیت و ضرورت اور خدام کے فرائض کے متعلق خطبات جمعہ کا نہایت اہم اور خصوصی سلسلہ جاری فرمایا۔ یہ خطبات مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

دستور اساسی وقواعد وضوابط

سال اول کے آخر اور سال دوم کے آغاز میں مجلس عاملہ مرکزیہ نے اپنا دستور اساسی تیار کیا نظر ثانی کے بعد حضور نے اسکی منظوری عطا فرمائی۔

حضور کی منظوری سے خدام الاحمدیہ کے کاموں کو مندرجہ ذیل شعبوں میں تقسیم کیا گیا۔ اور ہر شعبہ کے چلانے کے لئے ایک مہتمم مقرر ہوتا رہا۔

شعبہ وقار عمل، خدمت خلق، تبلیغ، تربیت و اصلاح، تعلیم، اطفال، صحت جسمانی، تجنید، مال، اشاعت، اعتماد۔

مجلس کا باقاعدہ حساب جون 38ء سے شروع ہوا۔ آمد و خرچ کا حساب جنرل سیکرٹری صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے خدام کے سال اول دوم کی رپورٹ میں تحریر کیا ہے۔

رپورٹوں کی اشاعت

مجلس کی ماہوار رپورٹ ہائے کارگزاری ''الفضل'' میں چھپتی رہی تا احباب کو مجلس کی کارگزاری کا علم ہو اور دیگر مجالس بھی آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔

دوسرا سال

نئے عہدیداران کا انتخاب وتقرر

مارچ 1939ء میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے لئے عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب صدر اور اسی طرح دیگر مہتممین مقرر ہوئے۔ مجلس کا کام ایک سال میں ہی اس قدر وسیع ہو گیا تھا کہ مرکزی دفتر کے لئے 10/مارچ 1939ء کو ایک کل وقتی محرر اور درجہ چہارم کا کارکن رکھا گیا۔ سال دوم کے آخر تک مجالس کی تعداد 177 تک پہنچ چکی تھی جبکہ اراکین قریباً 2000 تھے اسی سال صدر محترم اور مہتمم تجنید نے بیرون قادیان دورہ کیا اور کئی جگہ نئی مجالس قائم ہوئیں۔

اپریل 1939ء میں حضور نے مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ کی توسیع کے لئے چندہ کی تحریک فرمائی اور اسکی تحصیل کی سعادت خدام الاحمدیہ کو عطا فرمائی۔

مجالس میں سالانہ انتخاب کا آغاز

اسی سال مجلس خدام الاحمدیہ میں عہدیداران کے انتخاب کا طریق شروع ہوا۔ اس سے قبل نامزدگی ہوتی تھی۔ نیز اسی سال مجلس نے اپنے قواعد میں نظر ثانی کر کے بعض ترامیم کیں۔ اسی سال خدام الاحمدیہ کی رکنیت کے لئے ایک فارم چھپایا گیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ ہر احمدی نوجوان جو 15 سے چالیس سال تک کا ہو اس کو پُر کر کے مجلس میں شامل ہو۔

21/اپریل 1939ء کو حضور نے خطبہ جمعہ میں خدام الاحمدیہ کو ذمہ دار ٹھہرایا کہ وہ قادیان کے ناخواندہ افراد کو پڑھنا لکھنا سکھائیں۔ چنانچہ حضور کے ارشادات پر فوری اور ہنگامی طور پر عمل کیا گیا۔ اور اس شعبہ کے لئے علیحدہ مہتمم کا تقرر کیا۔

دوسرا سالانہ اجتماع

مجلس کا دوسرا سالانہ اجتماع 25/دسمبر 1939ء کو مسجد نور سے متصل زنانہ جلسہ گاہ میں منعقد ہوا۔ اس موقعہ پر مجلس مرکزیہ پوسٹر شائع کیا مطبوعہ چٹھیاں سرکلر کیں لاؤڈ اسپیکر کا انتظام کیا گیا۔ یہ پہلا اجتماع تھا جسکا پروگرام باقاعدہ شائع کیا گیا۔ اس موقعہ پر بھی حضور نے خطاب فرمایا۔

لوائے احمدیت اور لوائے خدام الاحمدیہ

1939ء میں جماعت کے قیام پر 50 سال اور خلافت ثانیہ

پر 25 سال مکمل ہو رہے تھے لہٰذا خلافت جوبلی منائی گئی۔ اور لوائے احمدیت اور لوائے خدام الاحمدیہ لہرایا گیا۔ جماعت احمدیہ کا جھنڈا تیار کرنے کے لئے حضور نے ایک کمیٹی مقرر فرمائی۔ کمیٹی نے لوائے احمدیت تیار کرنے کا کام حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس کے ذمہ لگایا اور آپ نے یہ خدمت ملک عطاء الرحمٰن صاحب مہتمم تجنید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سپرد فرمائی۔ موصوف نے لوائے احمدیت کے مختلف خاکے تیار کئے بالآخر لوائے احمدیت کے نقوش حضور کی ہدایات کے مطابق موجودہ نقشہ میں معین کئے گئے۔

جلسہ خلافت جوبلی کی تقریب پر جہاں لوائے احمدیت بلند کرنے کا فیصلہ کیا گیا وہاں مجلس خدام الاحمدیہ نے بھی فیصلہ کیا کہ لوائے احمدیت کے ساتھ ساتھ لوائے خدام الاحمدیہ بھی بلند کیا جائے۔ جسکے تعلق سے جملہ مساعی مجلس کے کارکن ملک عطاء الرحمٰن صاحب نے کی۔ لوائے خدام الاحمدیہ کا ڈیزائن مجلس عاملہ مرکزیہ نے پاس کیا جسکی ڈرائنگ ملک صاحب موصوف نے کی۔

لوائے خدام الاحمدیہ 18 فٹ لمبا اور 9 فٹ چوڑا تھا جسکے ابتدائی حصہ میں لوائے احمدیت کے نقوش تھے بقیہ حصہ 13 سفید وسیاہ دھاریوں پر مشتمل تھا۔ لہرانے کے لئے 56 فٹ لمبا چیل کے تین درختوں کا ڈنڈا تیار کروایا گیا اسکو بھی سفید وسیاہ دھاریوں میں روغن کیا گیا۔

28 دسمبر 1939ء کو حضورؓ نے لوائے احمدیت کے بعد لوائے خدام الاحمدیہ بلند کرنے کی رسم ادا فرمائی۔ اس موقعہ پر خدام الاحمدیہ نے ایک عہد بھی دہرایا۔ مکرم خلیل احمد صاحب ناصر جنرل سیکرٹری مجلس مرکزیہ جلسہ خلافت جوبلی کے موقعہ پر مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے ایک ایڈریس حضورؓ نے کی خدمت میں پیش کیا جو نوجوانوں کے احساسات و جذبات کا آئینہ دار ہے۔

خلافت جوبلی علم انعامی مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

خلافت جوبلی کے موقعہ پر حضور کی اجازت سے اعلان کیا گیا کہ ہر سال کارگردگی کے لحاظ سے اول آنے والی مجلس کو خلافت جوبلی علم انعامی حضور اپنے مقدس ہاتھوں سے عطا فرمائیں گے۔ اس بارہ میں سب سے پہلا اعلان 14 نومبر 1939ء کو مہتمم تجنید کی طرف سے الفضل میں شائع ہوا۔ یہ علم لوائے خدام الاحمدیہ کے نقوش پر تیار کیا گیا۔ 40-1939ء میں کارکردگی کے لحاظ سے اول مجلس کیرنگ (اُڑیسہ) رہی۔ اور اس جھنڈے کی پہلی حقدار قرار پائی چونکہ اس مجلس کا کوئی رکن جلسہ پر نہیں آسکا تھا لہٰذا حضورؓ نے 28 دسمبر 1939ء کو یہ انعامی جھنڈا مکرم مولوی سید ضیاء الحق صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ اڑیسہ کو عطا فرمایا۔

شعبہ صحت جسمانی

اس شعبہ کے تحت مجلس مرکزیہ نے قادیان کی تمام مجالس کی کھیلوں کے مقابلے کرائے اور اول دوم سوم آنے والوں کو انعام دئے گئے۔ بیرونی مجالس نے بھی اپنے ہاں مفید کھیلوں کا انتظام کیا۔

تیسرا سال 41-1940

دستور اساسی کے مطابق صدر و جنرل سیکرٹری کا انتخاب ہوا حضور نے کثرت رائے کا مشورہ قبول فرماتے ہوئے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو صدر اور مکرم خلیل احمد صاحب ناصر کو جنرل سیکرٹری مقرر فرمایا۔

اس سال حضور نے خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جولائی میں ارشاد فرمایا کہ 15 سے 40 سال کی عمر کا ہر خادم تجنید خدام الاحمدیہ میں اپنا نام ضرور لکھائے۔ مجلس مرکزیہ کی خصوصی توجہ سے اس سال 87 نئی مجالس قائم ہوئیں۔ اس طرح مجالس کی کل تعداد 241 ہو گئی۔

مجلس خدام الاحمدیہ کی قانونی ودستوری حیثیت نظام جماعت میں

مجلس خدام الاحمدیہ کی قانونی و دستوری حیثیت نظام جماعت میں کیا ہے اس تعلق میں حضور نے فرمایا:-

''ہاں یہ تو درست بات ہے مجلس خدام الاحمدیہ کا نظام میں الگ بنا دیا ہے اور ان کا الگ مرکز قائم ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ

نوجوان اپنے پاؤں پر آپ کھڑے ہو جائیں۔ان میں خود کام کرنے کی اور اپنی ذمہ داری محسوس کرنے کی عادت پیدا ہو جائے۔امیر جماعت مجلس کے نظام میں دخل نہیں دے سکتا۔ اگر وہ کوئی خامی دیکھے تو مجلس کے مرکز میں رپورٹ کرسکتا ہے۔ اگر اس سے کوئی کام لینا ہو تو مجلس کو حکم نہیں دے سکتا البتہ جماعتی کاموں (مثلاً جلسے وغیرہ) کے متعلق مجلس کو Request (یعنی گزارش) کرسکتا ہے اور مجلس خدام الاحمدیہ کو ایسے کاموں میں تعاون کرنا چاہئے کیوں کہ وہ بنائی ہی اس غرض کے لئے گئی ہے۔ اگر وہ تعاون نہ کرے گی تو وہ اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرے گی نیز امیر کسی فرد جماعت سے بحیثیت فرد ہونے کے کام لے سکتا ہے نہ بحیثیت رکن مجلس ہونے کے۔ایک شخص جماعت کا سیکریٹری ہے اور مجلس خدام الاحمدیہ کا رکن بھی ہے۔جب جماعتی کام ہوگا تو اسے بہر حال مجلس کے کام پر جماعتی کام کو مقدم رکھنا ہوگا۔اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص گورنمنٹ کا ملازم ہو تو اسے بہر حال پہلے گورنمنٹ کا کام کرنا ہوگا۔"

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:151)

کتب حضرت مسیح موعودؑ کے امتحانات کا سلسلہ

حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھنے کے لئے کہا جائے اور پھر انکا امتحان لیا جائے۔"

اس مقصد کے پیش نظر مجلس عاملہ مرکزیہ نے سال کے آغاز میں ہی فیصلہ کیا کہ ہر تین ماہ بعد حضورؓ کی کسی آسان کتاب کا امتحان ہوا کرے تا کہ خدام اس سے استفادہ کریں۔اس سلسلہ کا آغاز امتحان کشتی نوح سے ہوا۔

3/مارچ 1940ء کا دن غیر مسلموں میں تبلیغ کے لئے مقرر تھا اس یوم التبلیغ میں خدام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور تبلیغی وفود میں شامل ہو کر غیر مسلموں کو تبلیغ کی۔

قادیان میں اجتماعی وقار عمل اور حضور کی شرکت

حسب دستور اس سال 5 خصوصی وقار عمل ہوئے جسمیں تین سڑکیں بنائی گئیں۔اس سال کا پہلا اجتماعی وقار عمل 28/مارچ کو کیا گیا جسمیں حضور نے کدال کے ساتھ اپنے دست مبارک سے مٹی کھودی اور ٹوکریوں میں ڈالی پھر ایک مٹی سے بھری ہوئی ٹوکری اٹھائی اور اسے دوسرے حلقہ کی حد تک پہنچایا۔ایک ٹوکری حضور آخری حد تک اٹھا کر لائے۔

اسی طرح مختلف علاقوں میں وقار عمل ہوئے۔

اطفال الاحمدیہ کی تنظیم نو

26/جولائی کے خطبہ میں حضور نے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم نو کا ارشاد فرمایا اور فرمایا:-

"میں سمجھتا ہوں کام کی ذمہ داری صرف 15 سے 40 سال کے عمر والوں پر ہی نہیں بلکہ اس سے اوپر اور نیچے والوں پر بھی ہے۔اس لئے میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں کہ ایک مہینہ کے اندر اندر خدام الاحمدیہ 8 سے 15 سال کی عمر تک بچوں کو منظّم کریں اور اطفال احمدیہ کے نام سے ان کی ایک جماعت بنائی جائے اور میرے ساتھ مشورہ کرکے ان کے لئے مناسب پروگرام تجویز کیا جائے۔"

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:173)

اس ارشاد کے بعد اطفال کو زیادہ منظّم کرنے کے لئے رکنیت فارموں کے ذریعہ انہیں مجلس اطفال میں شریک کیا گیا تنظیم کے لئے ذیلی قواعد بنائے گئے اور بچوں کا تربیتی نصاب اور مربیان کا تقرر کیا گیا۔

اطفال الاحمدیہ کا امتیازی نشان

خدام الاحمدیہ کی طرح اطفال الاحمدیہ کے لئے بھی بیج تیار کیا گیا۔اسپر وہی نقوش کندہ تھے جو خدام کے بیج پر تھے لیکن ذرا چھوٹا اور بیضوی شکل کا تھا۔اس پر اُمیدوار رکن مجلس خدام الاحمدیہ لکھا ہوا تھا۔

شعبہ اشاعت

اس سال اس شعبہ کے تحت ایک ٹریکٹ ''ہماری ذمہ داریاں'' کے نام سے طبع ہوا جسمیں اراکین اور مجالس کی تمام ذمہ داریوں کو معین صورت میں پیش کیا گیا۔ یہ ٹریکٹ 24 صفحات پر مشتمل تھا جسمیں اراکین کو بتایا گیا تھا کہ انہیں مختلف شعبوں کے تحت کیا کام کرنا چاہیئے۔

لائحہ عمل کی غرض

''میں نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی حالت کے سدھارنے اور دین کی خدمت کے لئے تقویٰ اور سعی سے کام لینے کی طرف توجہ کریں۔ آج اسلام غربت میں ہے اور آج کوئی جماعت اسے قائم نہ کرے تو تھوڑے عرصہ میں کوئی اس کا نام لیوا باقی نہ رہے گا

احمدی نوجوانو! اسلام کو غربت اور کسمپرسی سے بچانا اور اس کو زندہ عالمگیر اور ابدی مذہب کی شان کے ساتھ قائم کرنا ہی تمہارا مقصد زندگی ہے۔ خدام الاحمدیہ کا لائحہ عمل اسی غرض کو پورا کرتا ہے۔ پس باقاعدگی، استقلال اور نیت کے ساتھ اس پر عمل کروتا اپنی زندگی کے مقصد کو پاسکو۔''

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:187)

تیسرا سالانہ اجتماع اور مجلس شوریٰ

گزشتہ دو سالوں میں خدام الاحمدیہ کا اجتماع دسمبر میں جماعت احمدیہ کے جلسہ سے ایک دن قبل منعقد ہوتا تھا اس سے جلسہ سالانہ کے انتظامات میں خلل پڑتا تھا اسلئے حضور نے ارشاد فرمایا کہ خدام الاحمدیہ اس بات کی پرواہ کئے بغیر کہ کم تعداد میں خدام آئیں گے کسی اور موقعہ پر اجتماع منعقد کیا کرے۔ چنانچہ رمضان کی وجہ سے اجتماع کی تاریخیں 6-7 فروری 1941ء مقرر ہوئیں۔ یہ اجتماع نہ صرف اس لحاظ سے پہلا تھا کہ مجلس خدام الاحمدیہ اپنا الگ اور مستقل اجتماع منعقد کر رہی تھی بلکہ اسمیں سب سے پہلے شوریٰ کا نظام جاری ہوا نیز ورزشی و تقریری مقابلے بھی پہلے مرتبہ اسی اجتماع پر ہوئے۔

چوتھا سال 41-1942

چیدہ چیدہ امور

اس سال بھی صدر و جنرل سیکرٹری کا انتخاب ہوا حضور نے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی بحیثیت صدر اور خلیل احمد صاحب ناصر کی جنرل سیکرٹری کی منظوری دی۔

شعبہ مال

اس سال شعبہ مال کے حسابات کے ضبط و اندراج پوری باقاعدگی کے ساتھ رکھے گئے۔ ہر شعبہ کے علیحدہ خرچ کی تفصیلات باقاعدہ رکھی گئیں۔ مرکزی حسابات آمد و خرچ کے الگ الگ کھاتے اور رجسٹر بنائے گئے مجالس کو تحریک کی گئی کہ وہ اپنا ماہانہ اور سالانہ بجٹ ابتدائے سال میں بھیج دیں تحصیل عطایا کے لئے خصوصی تحریک کی گئی۔ اس سال 175 نئی رسید بکیں تیار کی گئیں۔

تجویز تعمیر دفتر خدام الاحمدیہ

اس سال تجویز کیا گیا کہ خدام الاحمدیہ کا اپنا مرکزی دفتر قائم کیا جائے مرکزی دفتر ابھی تک کرایہ کی مختلف عمارتوں میں قائم تھا۔ دفتر کی تعمیر کے لئے حضور سے اجازت لی گئی اور حضور کی منظوری سے ہی اسکے لئے عطایا کی تحریک کی گئی۔ باقاعدہ ''عمارت فنڈ'' قائم کر کے اسکی تحصیل شعبہ مال کے ذمہ کی گئی۔ بیرونی مجالس کو بھی اسکی اطلاع کی گئی۔

سالانہ اجتماع

مجلس کا چوتھا سالانہ اجتماع حضور کی اجازت سے 17-18/ اکتوبر کو منعقد ہوا۔ اس سال علم انعامی مجلس خدام الاحمدیہ چک نمبر 99 شمالی سرگودھا نے حاصل کیا۔ حضور نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر 27/ دسمبر کو قائد صاحب مجلس کو عطا فرمایا۔ اس سال جلسہ گاہ میں مردم شماری اور جلسہ گاہ کا انتظام بھی مجلس کے سپرد ہوا۔

پانچواں سال

قابل ذکر امور 4/ فروری 1942ء تا 3/ فروری 1943ء

27/ دسمبر 1941ء کو رات 8 بجے مسجد اقصیٰ میں صدر اور جنرل سیکرٹری کا انتخاب ہوا۔ حضور نے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد

صاحب کی بطور صدر اور مکرم خلیل احمد صاحب ناصر بطور جنرل سیکرٹری منظوری دی۔ بعدۂ صدر مجلس نے اپنی مجلس عاملہ تشکیل دی۔ اس سال مجلس عاملہ کے 36 اجلاس ہوئے۔ جن میں انتظامی امور پر غور ہوتا رہا۔ سال ہذا میں اراکین کی تعداد بڑھنے کے ساتھ 15 نئی مجالس قائم ہوئیں۔

اس سال بھی کئی خصوصی وقارِعمل ہوئے۔ 28 رمئی کو مجلس خدام الاحمدیہ کے زیرِ انتظام وقارِعمل ہوا جسمیں 450 فٹ لمبی اور 10 فٹ چوڑی سڑک تیار کی گئی حضور نے اسمیں شرکت فرمائی نہ صرف کام کا جائزہ لیا بلکہ حلقہ مبارک کے خدام کے ساتھ ملکر مٹی کی ٹوکریاں اٹھا کر سڑک پر ڈالیں۔ اور پھر دیگر محلّہ والوں کے ساتھ بھی کام کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے امتحان ہوئے۔ اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے تحت خدام و اطفال قادیان کے ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اس سال عہد خدام الاحمدیہ اور دستور اساسی میں بعض تبدیلیاں ہوئیں۔

نماز باجماعت کی اہمیت

5 رجون کے خطبہ جمعہ میں حضور نے جماعت کو نماز باجماعت کی بالالتزام ادائیگی کی طرف متوجہ کیا اور خدام و اطفال کو پابند بنایا کہ اس امر کی مکمل نگرانی کریں۔ فرمایا:-

میرے پاس شکایتیں پہنچتی رہتی ہیں کہ بعض لوگ نمازوں میں سست ہیں اور بعض بالکل ہی نہیں پڑھتے۔ میں اس نقص کو دیکھتے ہوئے خصوصیت سے قادیان کے خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ سے کہتا ہوں کہ نماز کے متعلق ان میں سے ہر شخص اپنے ہمسایہ کی اسی طرح جاسوسی کرے جس طرح پولیس مجرموں کی جاسوسی کا کام کرتی ہے۔ جب تک رات اور دن ہم میں سے ہر شخص اس طرف متوجہ نہ ہو کہ ہمارا ہر فرد خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، بچہ ہو یا جوان نماز باقاعدگی کے ساتھ ادا کرے اور ایک نماز بھی نہ چھوڑے، اس وقت تک ہم کبھی بھی اپنے اندر جماعتی روحانیت قائم نہیں کر سکتے اور نہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہو سکتے ہیں۔''

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:314)

مجالس ہائے قادیان کی پہلی ریلی اور ماہوار اجتماع

21 رجون 1942 کو مقامی مجالس خدام الاحمدیہ کا مسجد اقصیٰ میں ماہوار جلسہ ہوا۔ حضور نے از راہ شفقت اسمیں شرکت فرمائی اور خدام کو ہدایات سے نوازا۔ حضور نے اس موقعہ پر خدام کے گروپوں کا معائنہ بھی فرمایا بعدہ حضور نے خطاب فرمایا۔ حضور نے 21 رجون کے خطاب میں مجلس کو احزاب بنانے کی طرف توجہ دلائی اس ارشاد کی تعمیل میں فوری کارروائی کی گئی۔ ماہ اگست میں صدر مجلس نے دو مرتبہ تنظیم احزاب کا معائنہ کیا۔

چوتھا سالانہ اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ کا چوتھا سالانہ اجتماع 17-18 اکتوبر 1942 کو ہوا۔ اور پہلی مرتبہ مرکزی انتخاب اسی سالانہ اجتماع پر ہوا۔ اس اجتماع پر پہلی مرتبہ ''خادم کا عہد'' کی اصطلاح ایجاد ہوئی اور ہر خادم کو اپنا تھیلا لانا ضروری قرار دیا گیا۔ جسمیں مندرجہ ذیل اشیاء تھیں۔

رسی 40 فٹ لمبی، چاقو، سوئی دھاگہ، ایک سیر بھنے چنے، ایک مربعہ رومال جس کی ہر طرف تیس انچ ہو یا اس کی بجائے تکون رومال جس کے ایک طرف کی لمبائی چالیس انچ اور بقیہ دونوں طرف کی لمبائی تیس تیس انچ غلیل، ٹارچ۔

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:333)

مقامِ اجتماع میں تمام رہائشی خیمے اور دفاتر ایک ترتیب سے نصب کئے گئے۔ مقامی اجتماع کے اردگرد خدام کا 24 گھنٹے کا پہرہ لگا۔ اطفال کے خیمے بھی مقامی اجتماع میں ہی نصب تھے۔

قادیان کے ہر خادم کے گھر سے وقت مقررہ پر اطفال، خادم اور اسکے ایک مہمان کا کھانا لے آتے تھے۔ قادیان کی تمام مجالس میں باہر سے آنے والی مجالس کو انکی میزبانی کے لئے باقاعدہ تقسیم کر دیا گیا تھا۔ اس اجتماع میں بھی حسب پروگرام تقاریر اور علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ حضور نے خدام کے ورزشی مقابلہ جات ملاحظہ فرمائے۔ نمازوں اور کھانے کے بعد پہلے روز مجلس

شوریٰ منعقد ہوئی۔ دوسرے روز تقسیم انعامات کے بعد حضور نے اختتامی تقریر فرمائی۔

امسال مجلس خدام الاحمدیہ دارالرحمت قادیان خلافت جوبلی علم انعامی کی حقدار قرار پائی۔ 27/دسمبر 1942ء کو حضور نے زعیم مجلس کو اپنے دست مبارک سے علم انعامی عطا فرمایا۔

امسال بچوں کی تربیت کے انتظام کو بہتر کرنے کے لئے 7 سے 11 سال اور 11 سے 15 سال کے بچوں کی الگ الگ تنظیم کی گئی اور از سرنو احزاب میں تقسیم کر کے سائقین مقرر کئے گئے۔ سال چہارم کی کارگذاری کی رپورٹ جنرل سیکرٹری مجلس مرکزیہ کی جانب سے 52 صفحات پر مشتمل شائع ہوئی۔

دفتر مرکزیہ کی تعمیر

اس سال کا اہم کام دفتر مرکزیہ کی تعمیر کا کام ہے حضور نے سنگ بنیاد 10/اکتوبر 1942 کو رکھا۔ بیرونی مجالس نے بھی اس سال کئی نمایاں کام کئے۔ خدام الاحمدیہ سونگڑہ نے پہلا سالانہ اجتماع یکم جون 1942ء کو منعقد کیا۔

ایک احمدی طالب علم کی کامیابی

محترم چوہدری محمد حسین صاحب ہیڈ کلرک دفتر انسپکٹر آف سکولز ملتان کے صاحبزادے جناب عبد السلام صاحب پنجاب یونیورسٹی کے ایف.اے. کے امتحان میں نہ صرف اول رہے بلکہ یونیورسٹی کا سابقہ ریکارڈ بھی توڑا۔

چھٹا سال 1943-44

صدر اور معتمد کا انتخابی اجلاس 18/اکتوبر 42ء کو سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ہوا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر اور خلیل احمد صاحب ناصر معتمد تجویز ہوئے حضورؓ نے منظوری دی۔ صدر مجلس نے 44-1943ء کی مجلس عاملہ تجویز کی۔ قائمقام معتمد مرکزیہ کی طرف سے سال پنجم کی رپورٹ 22 صفحات پر مشتمل شائع کی گئی۔ حضورؓ نے سالانہ اجتماع 1942ء کے موقعہ پر خدام کو ترجمۃ القرآن سیکھنے کی توجہ دلائی۔ مجلس مرکزیہ کی طرف سے مجالس کو حضور کے ارشادات پہنچائے گئے اور ترجمۃ القرآن سکھانے کا انتظام کیا گیا۔

دفتر مرکزیہ کی اپنی عمارت میں منتقلی

دفتر مرکزیہ کے چار کمروں کی تعمیر مکمل ہونے پر یکم جولائی سے دفتر گیسٹ ہاؤس سے وہاں باقاعدہ منتقل ہو گیا۔

بنگال میں قحط

اس سال بنگال میں سخت قحط ہوا۔ مجلس خدام الاحمدیہ نے اسمیں مالی مدد کے علاوہ مختلف رنگ میں مدد کی۔

قیادت کے زرّیں اصول

"1۔ قائد یا لیڈر اپنے مدعا کے حصول کے لئے حقیقی جوش اور کامل عزم رکھتا ہے اور اپنے مقصد کیساتھ اسے انس اور محبت ہوتی ہے۔ یہی جوش اور اس "مقصد" سے ایسی ہی محبت وہ اپنے ہم عملوں کے دلوں میں پیدا کرنے میں سرگرم عمل رہتا ہے۔

2۔ ایک عقلمند قائد اپنے مقصد کی باریک تفاصیل تک سے واقف ہوتا ہے اور انہیں اپنے ذہن میں ہمیشہ حاضر رکھتا ہے۔ وہ اپنے مقصد کے حصول کی راہوں اور اس کے پالینے کے ذرائع سے آگاہ ہوتا ہے اور اپنے ہم عمل احباب کو حسب موقع ومحل ان تفاصیل سے آگاہ کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ کیا چاہتا ہے اور اسے معلوم ہے کہ اسے کیا کرنا چاہئے اور کیا کروانا چاہئے۔

3۔ انسان کی طبیعت کو جاننے والا قائد کام لینے کا پہلا اور بنیادی اصول محبت اور ہمدردی کو بناتا ہے مگر بوقت ضرورت ذریعہ اصلاح کے اختیار کرنے میں بھی کمزوری نہیں دکھاتا۔ اس کے الفاظ میں زور اور اس کے بیان میں سنجیدگی تو ضرور ہوتی ہے مگر غصہ اور تیزی نہیں ہوتی۔ محبت بھرے الفاظ اور ہمدردانہ الفاظ سننے والے کے مخلص جذبات کو اُبھارتا ہے۔ اس کی قوت خوابیدہ کو بیدار کرتا اور راہ عمل کو شوق سے اسے گامزن کرتا ہے۔

4۔ ایک کامیاب قائد کے احکام مختصر اور معیّن، واضح اور غیر مبہم اور مؤثر الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ سننے والا انہیں سنتا اور آسانی سے سمجھتا اور ان پر عمل کرنے کا جوش پاتا ہے۔

5۔ ایک کامیاب قائد اپنے احکام دہروالیتا ہے۔ یہ تسلی

کر لیتا ہے کہ سننے والے نے اس کے احکام کے سمجھنے میں غلطی نہیں کھائی۔

6۔ایک کامیاب قائد کے احکام ہمیشہ مثبت فقروں پر مشتمل ہوتے ہیں۔(سوائے اس کے نفس مضمون ہی منفی ہو)۔اس قسم کے فقرے کے ''میں نے تمہیں ہزار بار کہا ہے تم یوں نہ کرو مگر پھر بھی تم ایسا ہی کرتے ہو۔'' تم مجنون ہو؟ تمہیں یہ بھی خبر نہیں کہ ایسے موقعہ پر کیا کرنا چاہئے؟ تم اندھے ہو؟ تمہیں نظر نہیں آتا؟ بے وقوف ہو؟ تمہیں اتنا بھی نہیں پتہ؟ وغیرہ وغیرہ اس کے منہ سے نہیں نکلتے۔وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک بار کہنا کافی ہے۔کم ازکم وہ ظاہر یہی کرتا ہے۔اسے معلوم نہیں کہ ہم عمروں کو کام پر لگائے ہوئے اسے اعصاب کی کمزوری کا مظاہرہ نہیں کرنا۔اسے تو اپنے احباب کے اعصاب کی مضبوطی کو بیدار کرنا ہے۔

7۔ایک سمجھدار قائد وقت اور موقعہ کو کبھی بھی ہاتھ سے نہیں کھوتا۔دشمن کا زبردست حملہ یا واقعات کا کوئی ایسا ہی پلٹا جب اسے ساتھیوں کی قوتوں اور ارادوں میں ایک شدید ردّ عمل پیدا کرتا اور انہیں بیدار سے بیدار تر کر دیتا ہے تو وہ ان خاص حالات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاتا اور اپنی قوم کے معیار کو بھی بلند و ارفع بناتا ہے۔''

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:394-395)

دستور اساسی میں اہم تبدیلی

مجلس خدام الاحمدیہ کے دستور اساسی کے مطابق صدر اور معتمد مرکزیہ کے عہدوں کا تقرر بذریعہ انتخاب ہوتا تھا مہتمم تعلیم مرکزیہ ملک عطاء الرحمٰن صاحب نے 1943ء میں مجلس عاملہ میں قرارداد پیش کی کہ آئندہ صرف صدر مجلس کا تقرر بذریعہ انتخاب ہو۔چنانچہ اس کے مطابق سالانہ اجتماع 1943ء کے موقعہ پر سال 44-43ء کے لئے صرف صدر مجلس کا انتخاب ہوا۔

خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کو متحدہ جدوجہد کرنے کی تحریک

22 راکتوبر 1943ء کا خطبہ جمعہ حضورؓ نے جماعت احمدیہ میں خدام الاحمدیہ انصار اللہ، اور لجنہ اماء اللہ کے قیام کی ضرورت و اہمیت پر دیا۔فرمایا اگر خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ ملکر جماعت میں بیداری پیدا کرنے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بات کی امید کی جاسکتی ہے کہ اگر خدانخواستہ کسی وقت ہمارا نظام سو جائے تو یہ لوگ اسکی بیداری کا باعث بن جائیں گے۔اور اگر یہ خود سو جائیں گے تو نظام ان کو بیدار کرتا رہے گا۔

پانچواں سالانہ اجتماع

امسال سالانہ اجتماع 24,23,22 راکتوبر کو منعقد ہوا۔یہ پہلا اجتماع تھا جو تین روز ہوا۔اس سال یہ ضروری قرار دیا گیا تھا کہ ہر بیس کی کسر پر مجلس کا ایک نمائندہ اجتماع میں ضرور آئے اور خدام بیج لگا کر اجتماع میں شرکت کریں۔اجتماع میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے بھی خطاب کیا سالانہ اجتماع کے موقعہ پر صدر مجلس کا انتخاب اور مجلس شوریٰ بھی منعقد ہوئی۔اجتماع دار الشکر قادیان کے شمالی میدان میں ہوا۔

اجتماع میں 687 خدام اور 234 اطفال شریک ہوئے۔اس دفعہ بیرونی مجالس سے نمائندے بلائے گئے تھے چنانچہ 45 مجالس کے 187 خدام نے شرکت کی۔135 خیمے مقام اجتماع میں لگے جن میں سے 30 خیمے اطفال کے تھے۔مقام اجتماع کا پہرہ 24 گھنٹے رہتا تھا بغیر اجازت نامہ کے کسی شخص کو باہر جانے کی اجازت نہ تھی۔زائرین کے لئے الگ ٹکٹ جاری کئے گئے تھے۔

انتظام طعام

خدام قادیان کے گھروں سے اطفال کھانا لاتے ہر خادم کے گھر سے خادم اور ایک مہمان کا کھانا آتا پھر وقت پر جملہ خدام میں تقسیم ہوتا۔

تحریک جدید کے سال دہم کا اعلان

حضور نے 26 رنومبر کو خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے سال دھم کا اعلان فرمایا۔اور خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ حضور کی اس آواز کو تمام احمدیوں تک پہنچا دیں۔اور اس میں حصہ لینے کی تحریک کریں۔

بزم حسن بیان اور مجلس انصار سلطان القلم

تقریری مشق کے لئے ’’بزم حسن بیان‘‘ کا افتتاح 1943ء کے موقعہ پر کیا گیا اور مجلس عاملہ مرکزیہ کے فیصلہ کے مطابق خدام الاحمدیہ کے لائحہ عمل میں اسے شامل کیا گیا اور اسکے تحت تمام مجالس میں ’’بزم حسن بیان‘‘ کے قیام کی تحریک کی گئی۔

خدام الاحمدیہ کے قیام 1938ء سے قبل ایک مجلس ’’سلطان القلم‘‘ قائم تھی جسے خدام الاحمدیہ میں مدغم کیا گیا اور اسکا اہتمام شعبہ تعلیم کے سپرد کیا گیا۔

اس سال حسن کارکردگی کے لحاظ سے مجلس خدام الاحمدیہ لاہور اول رہی 27 دسمبر کو جلسہ سالانہ کے دوسرے روز حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مجلس لاہور کو خلافت جوبلی علم انعامی عطا فرمایا۔ جلسہ سالانہ پر عمومی ڈیوٹی کے علاوہ مرکزی طور پر امسال دفتر خدام الاحمدیہ کی طرف سے جلسہ گاہ کے پاس دو دفتر لگائے گئے۔ خدمت خلق کا خیمہ جلسہ گاہ کے قریب نصب رہا۔ اس سال مجلس میں 386 نئے اراکین شامل ہوئے 27 جگہوں پر نئی مجالس قائم ہوئیں۔ اس سال قادیان کی مجالس اطفال کی تنظیم نئے سرے سے کی گئی۔ ہر محلے میں مربی اطفال کا تقرر ہوا۔ پہلی سہ ماہی کے لئے نصاب تجویز کیا گیا۔ اور اس سال اطفال پر بھی حسب منشاء کچھ حصہ چندہ لازم کیا گیا۔

دیگر شعبہ جات خدام بھی سرگرم عمل رہے۔

ساتواں سال

4 رفروری 1944ء-3 رفروری 1945ء

انتخاب صدر کے بعد ممبران مجلس عاملہ مرکزیہ کی منظوری حضور سے لی گئی امسال معتمد مرکزیہ بھی نامزد ہوئے ماہ دسمبر میں شعبہ تبلیغ کا قیام ہوا۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے نائب مہتمم مال کے فرائض انجام دئے۔

دعویٰ مصلح موعود کے تعلق سے جلسے

مصلح موعود کے نشان رحمت کو بیرونی دنیا کے علاوہ ہندوستان کے اکناف میں پہنچانے کے لئے ہوشیار پور، لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں عظیم الشان ایمان افروز اور کامیاب جلسے ہوئے جن میں حضرت مصلح موعودؓ نے بنفس نفیس شرکت کی۔ اور اپنی پرشوکت تقریروں میں دعویٰ مصلح موعود کا حلفیہ پر جلال اعلان فرمایا۔ ان مواقع پر مخالفین کی ریشہ دوانیوں اور فتنوں سے روکنے کے لئے خدام نے نہایت بہادری اور شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ اور دشمنوں کے حملوں کو روکا۔ دہلی کے جلسہ مصلح موعود میں چالیس ہزار آدمیوں نے حملہ کیا اس وقت صدر صاحب خدام الاحمدیہ کی ہدایات کی روشنی میں خدام نے حفاظتی اقدام کئے۔

اس سال حضرت ام طاہر سیدہ مریم صدیقہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی وفات ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مختلف اوقات میں مندرجہ ذیل عہدوں پر فائز رہے۔ مہتمم مقامی، مہتمم صحت جسمانی، نائب صدر اور صدر مجلس، حضرت سیدہ ام طاہر کی بیماری کے دوران لاہور کے خدام نے ایک دوسرے سے بڑھکر خدمت گذاری میں مستعدی دکھائی اور حضور نے اظہار خوشنودی فرمایا۔

23 رجون کو حضور نے خدام کی تربیت کے متعلق ایک اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور خدام کو تہجد کی طرف توجہ دلائی۔

نوجوانان ہند کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ میں لازمی شرکت کا حکم

1944ء کے شروع میں معتمد مرکزیہ ملک عطاء الرحمٰن صاحب نے نوجوانان ہند کے لئے لازمی تجنید کی قرارداد مجلس عاملہ میں پیش کی جسے مجلس نے منظور کرکے حضورؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔ حضور نے 23 رجون 44ء کے خطبہ میں اسکا ذکر فرمایا۔

’’ہندوستان میں جہاں جہاں بھی جماعت ہے وہاں کے نوجوانوں کے لئے جو 15 سے زیادہ اور 40 سال سے کم عمر کے ہوں مجلس خدام الاحمدیہ کا ممبر ہونا لازمی ہوگا کہ وہ اس میں شامل ہوں اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قریب زمانہ میں اس کا اعلان کرنے والی ہے۔ اور اس خطبہ کے ذریعہ میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ جو نوجوان اس میں شامل نہ ہوگا، یہ سمجھا جائے گا کہ وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے آمادہ نہیں اور وہ اپنی زبان سے اپنے آپ کو قومی غدار قرار دیتا ہے اور ہر وہ ماں باپ جو اپنے بچوں کو اس

میں شامل کرنے میں حصہ نہ لیں گے، سمجھا جائے گا کہ وہ اپنے بچوں کو سچا مؤمن بنانے کو خواہش نہیں رکھتے اور ہر وہ جماعت جو اس تحریک کو کامیاب بنانے میں حصہ نہ لیگی اور پنے نوجوانوں کو اس میں شامل ہونے پر مجبور نہ کرے گی، سمجھا جائے گا کہ وہ اپنا فرض ادا نہیں کر رہی۔''

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:453)

تنظیم کی ضرورت پر حضور نے 29رستمبر 1944ء کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:-

''ہماری جماعت کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ ہم نے تمام دنیا کی اصلاح کرنی ہے۔ تمام دنیا کو اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر جھکانا ہے۔ تمام دنیا کو (اسلام) احمدیت میں داخل کرنا ہے۔ تمام دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کو قائم کرنا ہے مگر یہ عظیم الشان کام اُس وقت تک سرانجام نہیں دیا جاسکتا جب تک کہ ہماری جماعت کے تمام افراد خواہ بچے ہوں یا نوجوان ہوں یا بوڑھے ہوں، اپنی اندرونی تنظیم کو مکمل نہیں کر لیتے اور اس لائحہ عمل کے مطابق دن اور رات عمل نہیں کرتے جو ان کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔''

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:458)

سالانہ اجتماع

امسال سالانہ اجتماع 13,14,15راکتوبر کو دار الانوار قادیان میں منعقد ہوا۔ اگلے روز انتخاب صدر مجلس ہوا۔ اور صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب منتخب ہوئے۔ اسی طرح دیگر مقابلہ جات ہوئے۔ 11بج کر 50منٹ پر حضور مقام اجتماع میں تشریف لائے۔ حضور نے خیموں کا معائنہ فرمایا خدام کو ہدایات دیں اور تقریر فرمائی۔ دوران تقریر حضور نے مقامی و بیرونی خدام و اطفال کا جائزہ لیا جو مکمل باترجمہ قرآن پڑھ چکے تھے۔

صنعت وحرفت کے متعلق حضور کا اہم خطبہ

تجارت اور صنعت وحرفت میں ترقی کرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جماعت کے افراد میں محنت اور دیانت داری کا مادّہ پیدا کیا جائے اور سائنس کی تعلیم کے لحاظ سے تعلیم الاسلام کالج اور اخلاق میں سے محنت اور دیانت داری کی عادت اور دیانت کی عادت نوجوانوں میں پیدا کرنے کے لحاظ سے خدام الاحمدیہ کی مدد کی ہمیں ضرورت ہے۔

...... جب جماعت کے نوجوان سائنس سے اچھی طرح واقف ہوجائیں گے، تب صنعت و حرفت کامیاب ہوگی۔ سائنس کے بغیر صنعت و حرفت میں کامیابی حاصل نہیں کی جاسکتی۔''

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:475-474)

اس سال تحریک جدید کے دس سالہ کامیاب دور کی تکمیل پر جلسے ہوئے۔

تحریک وقف خدام الاحمدیہ

حضرت مصلح موعودؓ کے منشاء کے مطابق صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے 28ردسمبر 44ء کو جلسہ سالانہ کے اجلاس اول میں خدام کو وقف کی تحریک فرمائی۔ اسی طرح ''الطارق'' کے پہلے شمارے میں خدام کو صدر مجلس نے وقف کی تحریک فرمائی۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جملہ انتظامات میں مجلس خدام الاحمدیہ نے نمایاں خدمت انجام دی۔ یہ اقدام مجلس کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ امرتسر سٹیشن پر بھی مہمانوں کی خدمت کے لئے خدام نے ڈیوٹیاں دیں۔

''الطارق'' کا اجراء

مجلس کا عالمگیر پھیلاؤ اس امر کا متقاضی تھا کہ مجلس کا اپنا ایک گزٹ ہو۔ مہتمم اشاعت نے یہ تجویز صدر محترم کی خدمت میں رکھی اور آپؓ نے ''الطارق'' نام سے اس کی منظوری دی۔ یہ سلسلہ کچھ عرصہ بعد بعض وجوہات کی بنا پر بند کرنا پڑا قیام پاکستان کے بعد اسی بنیاد پر ماہنامہ ''خالد'' جاری ہوا۔

آٹھواں سال

4رفروری 1945ء تا 3رفروری 1946ء

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے مجلس عاملہ کا تقرر فرمایا۔

16رفروری کو حضور نے اخلاقی درستی کے متعلق ہدایات دیں نیز خدام الاحمدیہ کو توجہ دلائی کہ اپنے اخلاق درست کرنے کی

طرف توجہ دیں اور سچائی اور دیانت کو اعلیٰ معیار پر لے جائیں۔

پہلی دینیات کلاس

حضورؓ کے ارشادات کی تعمیل میں شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے تحت قادیان میں میٹرک کا امتحان دینے والے طلباء کے لئے ایک دینیات کلاس 20 اپریل سے 10 مئی تک جاری رہی۔ آخری روز حضور نے طلباء کو شرف مصافحہ بخشا اور آئندہ کے لئے قیمتی ہدایات دیں۔

4 رمئی کو حضور نے خطبہ جمعہ میں خدام کو محنت کی عادت پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور کے خطبہ کے بعد صدر محترم نے ارشاد کی تعمیل میں چار سب کمیٹیاں بنائیں اور انکے مشورہ کو حضور کی خدمت میں بھجوایا گیا۔

خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے قیام کی غرض جماعتی استحکام ہے

انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم کی اغراض بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:۔

”میری غرض انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم سے یہ ہے کہ عمارت کی چاروں دیواروں کو مکمل کر دوں۔ ایک دیوار انصار اللہ ہیں، دوسری دیوار خدام الاحمدیہ اور تیسری دیوار اطفال الاحمدیہ اور چوتھی دیوار لجنات اماء اللہ ہیں۔ اگر یہ چاروں دیواریں ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں تو یہ لازمی بات ہے کہ کوئی عمارت کھڑی نہیں ہو سکے گی۔ عمارت اس وقت مکمل ہوتی ہے جب اس کی چاروں دیواریں آپس میں جڑی ہوئی ہوں۔ اگر وہ علیحدہ علیحدہ ہوں تو وہ چار دیواریں ایک دیوار جتنی قیمت بھی نہیں رکھتیں کیوں کہ اگر ایک دیوار ہو تو اس کے ساتھ ستون کھڑا کر کے چھت ڈالی جاسکتی ہے۔ لیکن اگر ہوں تو چاروں دیواریں لیکن چاروں علیحدہ علیحدہ کھڑی ہوں تو ان پر چھت نہیں ڈالی جاسکے گی اور حماقت کی وجہ سے کوئی شخص چھت ڈالے گا تو وہ گر جائے گی۔“

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:519)

تعلیم القرآن کلاس

9 رجنوری کے خطبہ میں حضور نے جماعتی ترقی اور گردوپیش کی اصلاح کے لئے ضروری قرار دیا کہ سو فیصد احمدی قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہوں اور اسکے لئے ایک وقت مقرر کر کے کلاس لگائیں جسمیں ہر جماعت کے نمائندے شامل ہوں۔ حضور کی اس تحریک پر عمل کرتے ہوئے نظارت تعلیم اور شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ نے 25 راگست سے 24 رستمبر تک کلاس لگائی جسمیں بیرونی مجالس سے 61 اور مقامی مجلس کے 12 نمائندے شامل ہوئے۔ کلاس کی رپورٹ حضور کی خدمت میں پیش ہونے پر حضور نے اظہار خوشنودی فرماتے ہوئے آئندہ سال مزید مساعی کرنے کی تلقین فرمائی۔

مرکزی سالانہ اجتماع

امسال سالانہ اجتماع 19,20,21 راکتوبر کو محلہ دارالشکور قادیان کے وسیع میدان میں ہوا۔ اس سال سالانہ اجتماع کے مصارف کو پورا کرنے کے لئے چندہ سالانہ اجتماع کی شرح ایک روپیہ فی کس مقرر کی گئی۔

حضور کی تقریر

تیسرے روز حضورؓ نے پونے دو گھنٹہ تقریر فرمائی اور خدام کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ حضور نے گزشتہ سات سال کا تجزیہ فرمایا اور آئندہ سات سالوں کے لئے مجلس کو پروگرام دیا۔ بعد ازاں انتخاب صدر کی کارروائی عمل میں آئی۔ اور کثرت رائے کو منظور فرماتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو حضور نے صدر مقرر فرمایا۔ کھانے اور نمازوں کے بعد مجلس شوریٰ کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس دفعہ اجتماع کے کاموں کے لئے مختلف شعبہ جات کے منتظمین کے تحت ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔

اس سال مجلس مرکزیہ نے اپنی لائبریری کا افتتاح کیا۔ جلسہ سالانہ کے دوران خدام نے دفاتر قائم کر کے خصوصی طور پر جلسہ سالانہ کے لئے ڈیوٹیاں دیں۔

کارکردگی کے لحاظ سے اس سال مجلس دارالبرکات قادیان اول اور مجلس شملہ دوم قرار پائی۔ 28 ردسمبر کو جلسہ کے موقعہ پر

صدر محترم نے مجلس خدام الاحمدیہ محلّہ دارالبرکات کو علم انعامی دیا۔

نواں سال

4 رفروری 1946ء - 3 رفروری 1947ء

نئے سات سالہ دور کا پروگرام

حضور نے سالانہ اجتماع 45ء کے موقعہ پر آئندہ سات سال کا پروگرام خدام کو دیا۔ مجلس مرکزیہ نے حضور کے خطاب کا مکمل متن کتابی صورت میں ''خدام الاحمدیہ کے نئے سات سالہ دور کے پروگرام'' چھپوایا اور اسکا خلاصہ بھی شائع کیا جسمیں جملہ شعبہ جات کے متعلق 36 ہدایات کی صورت میں کام کرنے کی تفصیلات درج کی گئیں۔

یہ ہدایات جماعت کی ترقی کی راہ میں خدام کے لئے آج بھی مشعل راہ ہیں۔ نوجوانوں کی تعلیم کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور نے فرمایا:-

''ہر ایک نوجوان کا فرض ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے تا وہ اپنے مذہب اور اپنی قوم کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید وجود بن سکے۔ اول تو یہ کوشش کریں کہ اچھے نمبروں پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں پاس ہو سکیں۔ پھر جو پاس ہوں وہ کوشش کریں کہ زیادہ سے کالج میں داخل ہو کر کالج کی تعلیم حاصل کریں۔ اور پھر دوسری چیز جو زیادہ اہم ہے وہ یہ ہے کہ تم میں سے زیادہ سے زیادہ ایسے لوگ پیدا ہوں جو اپنے آپ کو قوم کی خدمت کے لئے پیش کریں اگر ہم نے ساری دنیا میں تبلیغ کرنی ہے تو پھر ہمارے مبلغ بھی زیادہ ہوں گے اور ہمارے دفتر بھی بڑھیں گے اور جتنے مبلغ زیادہ ہوں گے اتنا یہ مرکز کا محلّہ بھی بڑھ جائے گا۔ لیکن اگر تعلیم زیادہ نہ ہوگی، اگر تعلیم حاصل کرنے والے اپنی زندگی دین کے لئے وقف نہ کریں گے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ مبلغین کم رہ جائیں گے۔ جس سے اسلام کو نقصان پہنچے گا یا اگر مبلغین پورے ہوں گے اور تبلیغ کے لئے باہر چلے جائیں گے تو آدمیوں کی کمی کی وجہ سے مرکز میں کم آدمی رہ جائیں گے اور مرکز کو نقصان پہنچے گا۔ پس تم میں سے زیادہ سے نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگیاں وقف کریں''

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:574)

قیادت مقامی قادیان کا قیام

دستور اساسی خدام الاحمدیہ کے مطابق قادیان کی مقامی مجالس خدام الاحمدیہ کے لئے الگ قائد نہ تھا۔ بلکہ صدر مجلس ہی کے سپرد قائد قادیان کے فرائض تھے حضور کی ہدایت پر قادیان کی علیحدہ قیادت کا قیام مارچ میں عمل میں لایا گیا۔ اور قائد مجلس مقامی قادیان کا انتخاب 30 رمارچ کو ہوا۔ اور نواب عباس احمد خان صاحب کو کثرت رائے سے پہلا قائد منتخب کیا گیا۔ جسکی منظوری صدر مجلس نے دی۔

گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی شعبہ تعلیم کے تحت میٹرک کا امتحان دینے والے طلباء کی تربیتی کلاس لگائی گئی۔ جسمیں 22 طلباء بیرون قادیان اور 13 قادیان کے تھے۔

لوکل انجمن اور خدام الاحمدیہ

۱۰ رمئی کی مجلس علم و عرفان میں حضور نے ایک مرتبہ پھر لوکل انجمن اور خدام الاحمدیہ کے باہمی تعلق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

''کل مجھے شکایت قادیان سے پہنچی تھی اور آج اس قسم کی ایک شکایت جماعت دہلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ لوکل انجمن احمدیہ اور خدام الاحمدیہ میں بعض دفعہ کسی معاملہ کے متعلق اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ میں ایک خطبہ میں تفصیل کے ساتھ ان امور کا ذکر کر چکا ہوں۔ میرے نزدیک ان میں اختلاف اور ٹکراؤ کی کوئی وجہ نہیں۔ معلوم نہیں کہ لوگ کس طرح ٹکراؤ پیدا کر لیتے ہیں۔ جو شخص چالیس سال سے کم عمر کا ہے، وہ خدام کا ممبر ہے اور جو اس سے زائد عمر کا ہے وہ انصاراللہ کا ممبر ہے۔ خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض نوجوانوں کی تربیت اور ان کو کام کرنے کی عادت ڈالنا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کے نتائج اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت خوشکن اور اچھے نکل رہے ہیں۔ باقی استثنائی صورتیں تو ہر قوم میں ہوتی ہیں اور کوئی قوم بھی سو فیصدی نیک نہیں ہوتی۔ جو لوگ سست اور کمزور ہوتے ہیں ان کو پیار اور محبت سے سمجھانا چاہیئے۔ لڑنے اور کڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ باقی

رہا انجمن کا معاملہ سو اس کے متعلق یادرکھنا چاہئیے کہ قانونی لحاظ سے کام کی ذمہ دار انجمن ہے۔ خدام تو زائد کام کرنے والے ہیں۔ اسی وجہ سے انجمن کے پریذیڈنٹ اور سیکریٹری کو خدام الاحمدیہ کے عہدیداروں پر فوقیت حاصل ہے اور ہر خادم انفرادی لحاظ سے انجمن کے نظام کے تابع ہے۔ اگر کوئی خادم اپنے آپ کو تابع نہیں سمجھتا تو وہ غلطی پر ہے۔ لیکن خدام الاحمدیہ کو اپنے دائرہ میں ایک حق حاصل ہے اور وہ یہ ہے کہ خدام الاحمدیہ کی حیثیت میں ان کو حکم دینا کسی انجمن کے پریذیڈنٹ کا کام نہیں۔ خدام کو بحیثیت خدام ان کے زعیم یا قائد ہی حکم دے سکتے ہیں۔ ہاں احمدی ہونے کی حیثیت میں پریذیڈنٹ یا سیکریٹری یا دوسرے کارکن جو کام کرانا چاہیں اس کے لیے حکم دے سکتے ہیں اور خدام الاحمدیہ کا فرض ہے کہ اس کی تعمیل کریں۔''

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:84-583)

خدام کو اپنے کاموں کا جائزہ لینا چاہیئے

حضور نے 19 رمئی کو مجلس عرفان میں خدام کو ضروری نصائح کرتے ہوئے فرمایا:-

''آج میں خدام الاحمدیہ کو اس امر کی طرف کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ دنیا میں صرف کام کو ہی نہیں دیکھا جاتا بلکہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کام کس طرح سے سرانجام دیا گیا ہے۔ اگر کوئی کام بھونڈے طریق سے کی اجائے تو خواہ وہ اچھا ہی ہو اس کا دوسروں پر برا اثر پڑتا ہے اور اگر برا کام بھی عمدہ طریق سے کیا جائے تو گو وہ کام کرنے والے کے لیے تو ناجائز ہی ہوگا لیکن دوسروں پر اس کا اچھا اثر پڑے گا اور وہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے مثلاً اگر کوئی شخص ریا کاری کے ساتھ کسی ایسے شخص کے ساتھ جس سے وہ دل میں عداوت رکھتا ہے، حسن سلوک کرے تو دیکھنے والے تو یہی سمجھیں گے کہ اس کا طریق عمل قابل رشک ہے اور ہمیں بھی ایسا ہی طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ پس خدام الاحمدیہ کو ہمیشہ غور کرتے رہنا چاہیئے کہ لوگ ہمارے کام کی وجہ سے ہم سے محبت کرتے ہیں یا ہمارے ساتھ تعاون کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور اگر دوسروں پر ان کے کام کا اچھا اثر نہ ہو تو انہیں غور کرنا چاہیئے کہ ہمارے کام میں کچھ بھونڈا پن تو نہیں جس کی وجہ سے لوگ ہمارے ساتھ تعاون کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور پھر جو نقائص اور عیوب انہیں اپنے اندر نظر آئیں، ان کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔'' (تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:584)

ہر میدان میں کامیابی حاصل کرنے کا گر

29 رمئی کو حضور نے احمدی طلباء کو زرین ھدایات دیتے ہوئے فرمایا:-

''میں دوسرے نوجوانوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ ان کو بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہئے اور خدمتِ اسلام کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیئے۔ دنیا میں اعداد و شمار کا مقابلہ ذہانت ہی کرسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے

کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله (البقرۃ:۲۵۰)

کہ کئی گروہ ایسے ہوتے ہیں جن کی تعداد تھوڑی ہوتی ہے لیکن بوجہ ہمت اور ذہانت کے وہ اللہ تعالیٰ کے کثیر التعداد گروہوں پر غالب آجاتے ہیں۔ اگر ہمارے نوجوان اچھی طرح محنت کریں اور کوشش کرکے اعلیٰ قابلیتیں پیدا کرلیں تو دنیا کے اعداد و شمار ہمارے راستے میں روک نہیں بن سکتے کیونکہ لوگ جب یہ دیکھیں گے کہ دنیا کا سب سے بڑا سائنسدان بھی احمدی ہے، دنیا کا سب سے بڑا بیرسٹر بھی احمدی ہے، دنیا کا سب سے بڑا صناع بھی احمدی ہے تو وہ احمدیت کی طرف توجہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔''

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:586)

متحدہ ہندوستان میں آخری سالانہ اجتماع

امسال سالانہ اجتماع 18-20 اکتوبر کو دارالشکور قادیان میں منعقد ہوا۔ جو متحدہ ہندوستان کا آخری اجتماع ثابت ہوا۔ جمعہ کے بعد اجتماع کا افتتاح ہوا۔ صدر محترم نے فرمایا کہ سب سے پہلے ہم وہ جھنڈا لہرائیں گے جسکو خلافت جوبلی کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لہرایا تھا اس موقعہ پر عہد کی تجدید کریں گے جو اس وقت لیا گیا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اجتماع

کے تینوں روز علمی اور ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔

تیسرے روز حضور نے خطاب فرمایا اور خدام کو اپنے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ حضور کے خطاب کے بعد انتخاب صدر مجلس ہوا۔ کثرت رائے سے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب آئندہ سال کے لئے صدر منتخب ہوئے۔ اسی روز صدر مجلس کی صدارت میں مجلس شوریٰ ہوئی اور ایجنڈا کے مطابق تجاویز منظور کی گئیں۔ اطفال کا اجتماع بھی اجتماع خدام کا حصہ تھا لیکن انکا پروگرام الگ تھا امسال بیرونی مجالس کے اطفال نے بھی شرکت کی۔

دینی دنیوی علوم حاصل کرنے چاہئیں

14 رجنوری 1947ء کی مجلس عرفان میں حضور نے خدام کو درج ذیل زریں ھدایات سے نوازا:-

ہمارے طالب علموں کو چاہیئے کہ اس بوجھ کو اپنے کندھوں پر اٹھانے کے لیے جلد از جلد تعلیم حاصل کریں اور اپنے اندر بیداری اور احساس کا مادّہ پیدا کریں۔ محنت اور ہمت کی زندگی بسر کرنے کو کوشش کریں۔ ایک طرف تو وہ زیادہ سے زیادہ دنیوی تعلیم حاصل کریں اور دوسری طرف ساتھ ہی دین کی تعلیم، قرآن وحدیث وغیرہ کا ترجمہ بھی سیکھتے رہیں۔ اس وقت جو لوگ سلسلہ کے کام کو چلا رہے ہیں۔ اُنہوں نے ایسا ہی کیا تھا۔ دنیا کی تعلیم کے ساتھ ساتھ دین کی تعلیم بھی حاصل کرتے رہیں۔ اگر تم بھی ایسا کرو گے تو ہمیں فکر نہیں۔ ہم سمجھ لیں گے کہ دو چار سالوں میں سلسلہ کا بوجھ اٹھانے کے لیے بہت سے نوجوان ہمیں میسّر آجائیں گے۔

نوجوانوں کو ہمیشہ یہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ وہ بہت بڑے بڑے کاموں کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ اُنہوں نے دفتروں میں بیٹھ کر کلرکی نہیں کرنی بلکہ ایسے کارنامے سرانجام دینے ہیں جن سے دنیا ہل جائے۔ ایسے ہی بلند عزم لے کر اگر ہمارے نوجوان اُٹھیں گے تو وہ کچھ حاصل کر لیں گے لیکن اگر حوصلے ہی پست ہوں گے تو بلند و بالا نتائج کی کس طرح اُمید ہوسکتی ہے......"

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:608)

امسال کارکردگی کے لحاظ سے مجلس کراچی اول رہی اور 27 دسمبر کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضور نے اپنے دست مبارک سے علم انعامی قائد مجلس کراچی کو عطا فرمایا۔

دسواں سال

4 رفروری 47ء-3 رفروری 48ء

شعار دینی کی اہمیت

14 رفروری کو حضور نے خطبہ جمعہ میں خدام کو داڑھی رکھنے، نماز باجماعت کے قیام اور سچائی کو اپنانے کی طرف توجہ دلائی۔

سال رواں میں مجلس مرکزیہ کے زیر انتظام مقامی تبلیغ کا پروگرام باقاعدہ طور پر شروع کیا گیا۔ پہلے مرحلہ میں قادیان کے گردونواح میں 5 میل کے علاقہ میں دعوت الی اللہ کی گئی۔ فروری میں 35 گاؤں کا دورہ کیا گیا۔

فسادات پنجاب اور امرتسر میں ریلیف کیمپ

جوں جوں انتقال اقتدار کے ایام قریب تر آرہے تھے ملک فرقہ وارانہ کشیدگی کے نئے سے نئے خونی چکر میں پھنستا جارہا تھا۔ ملک کے اکثر مقامات پر فتنہ فساد کی آگ بھڑک اٹھی۔ ان فسادات سے امرتسر کے 50 ہزار مسلمانوں پر گویا قیامت ٹوٹ پڑی چنانچہ حضور کے ارشاد پر صدر مجلس نے خود امرتسر جا کر، امرتسر میں ریلیف کیمپ کھول کر مظلوم بھائیوں کی مدد کی۔

امسال بھی شعبہ تعلیم مرکزیہ کے تحت 7 سے 27 اپریل تک خدام کے لئے دینیات کی کلاس لگائی گئی۔ امسال خدام کو روزگار کی تلاش میں مدد دینے کے لئے مجلس مرکزیہ نے شعبہ "امداد بیکاران" کا قیام کیا۔

دفتر قیام امن وصلح

بڑھتے ہوئے فرقہ وارانہ فسادات کو روکنے کی کوشش کے لئے دفتر قیام امن وصلح قادیان کا اجراء کیا گیا۔ یہ دفتر ہر روز صبح سات بجے سے شام چھ بجے تک دفتر مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی عمارت میں کھلتا۔ تاکہ کسی قسم کی افواہ کی خبر ملنے پر اس خبر کی تحقیق کر کے امن قائم رکھنے کی کوشش کی جا سکے۔

مجلس کی مساعی ابھی جاری تھیں کہ فسادات نے شدت اختیار کر لی اور اکثریت کو پاکستان جانے پر مجبور ہونا پڑا۔ اسی طرح حضور بھی پاکستان تشریف لے گئے۔

اس خطرناک اور نازک ترین حالات میں خدام نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مستورات اور بچوں کے انخلاء کے لئے سرفروشانہ کوششیں کیں جو تاریخ احمدیت کا سنہرا باب ہے۔

قادیان کی حفاظت کے لئے احمدی نوجوانوں کا عزم

دسمبر کو لاہور میں جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت ہوئی جسمیں قادیان کی حفاظت کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے ارشاد فرمایا، اسکی تعمیل میں نوجوانوں نے جوش و جذبہ اور ایمان کا جو اظہار فرمایا وہ اپنی مثال آپ تھا۔ جن دوستوں کو حفاظت قادیان کی غرض سے قادیان آنے کے لئے سرکاری ملازمت سے چھٹی نہ ملی انھوں نے استعفٰی دے دیئے اور نہایت خوفناک حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے مردانہ وار قادیان پہنچے۔

اہل وفائے قادیان کے عقیدت مندانہ جذبات

مسیح محمدی کی خدانما بستی اسلام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لاکھوں نشانوں کی تجلی گاہ تھی اور اُسے اغیار کے حوالے کر دینا اسلام اور احمدیت سے غداری اور ایمانی خودکشی کے مترادف تھا جس کا تصور کوئی کمزور سے کمزور ایمان رکھنے والا احمدی بھی نہ کرسکتا تھا کجا کہ یہ اہلِ وفائے قادیان سے اُس کی توقع کی جاسکتی۔ ملت کے یہ فیدائی اور شیدائی تو اس بارے میں کس درجہ حساس واقع ہوئے تھے اور اُن کے جذبات اخلاص اور محبت کا یہ عالَم تھا کہ وہ اُس مجاہدانہ عزم کے ساتھ مرکز احمدیت میں دھونی رمائے بیٹھے تھے کہ وہ اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیں گے مگر قادیان میں اسلام کا جھنڈا سرنگوں نہیں ہونے دیں گے۔

اس حقیقت کا جائزہ لینے کے لیے ان ایمان افروز خطوط و مکاتیب کا مطالعہ کرنا کافی ہوگا جو اس زمانہ میں نوجوانانِ احمدیت نے سرزمین قادیان سے اپنے پیارے آقا سیّدنا المصلح الموعود یا اپنے دوسرے بزرگوں اور عزیزوں کے نام لکھے۔ ان میں سے ایک خط کا حصہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

ایک احمدی مخلص نوجوان نے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حسب ذیل مکتوب لکھا۔

''قسم ہے اُس خدا کی جس نے قادیان کو اشاعتِ اسلام کا مرکز بنایا ہے۔ ہماری وہ رات جو پہرہ پر گزرتی ہے اُس دن سے زیادہ پُرسکون ہوتی ہے جو گھر میں گزرتا ہے۔ ہماری دل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ رات لمبی ہو جائے اور دن کم ہو جائے۔ رات کو ہم پہریدار خدا کے وعدوں کا ذکر کرکے اور موجودہ نشانات کو یاد کرکے اپنے دلوں کو نہایت مضبوط اور طاقتور بنا لیتے ہیں۔''

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:643)

قادیان کے خونیں ماحول میں احمدی نوجوانوں نے شجاعت، بہادری، بےخوفی اور استقلال کا مظاہرہ کیا وہ تاریخ احمدیت کا سنہری باب ہے۔ ایسے حالات میں کئی نوجوانوں نے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ ایسے ہی دو نوجوانوں کا ذکر کرتے ہوئے حضورؓ نے تحریر فرمایا:-

یہ دونوں بہادر اور سینکڑوں اَور آدمی اُس وقت منوں مٹی کے نیچے دفن ہیں لیکن انہوں نے اپنی قوم کی عزت کو چار چاند لگا دئے ہیں۔ مرنے والے مر گئے۔ اُنہوں نے بہرحال مرنا ہی تھا۔ اگر کوئی کسی صورت میں مرتے تو اُن کے نام کو یاد رکھنے والا کوئی نہ ہوتا اور وہ اپنے دین کی حفاظت اور اسلام کا جھنڈا اونچا رکھنے کے لیے مرے ہیں۔ اس لیے حقیقۃً وہ زندہ ہیں۔ اور آپ ہی زندہ نہیں بلکہ اپنے بہادرانہ کاموں کی وجہ سے آئندہ اپنی قوم کو زندہ رکھتے چلے جائیں گے۔ ہر نوجوان کہے گا کہ جو قربانی اُن نوجوانوں نے کی، وہ ہمارے لیے کیوں ناممکن ہے۔ جو نمونہ اُنہوں نے دکھایا وہ ہم کیوں نہیں دکھا سکتے۔ خدا کی رحمتیں اُن لوگوں پر نازل ہوں اور اُن کا نیک نمونہ کے مسلمانوں کے خون گرماتا رہے اور اسلام کا جھنڈا ہندوستان میں سرنگوں نہ ہو۔

اسلام زندہ باد محمد صلے اللہ علیہ وسلم زندہ باد۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

(تاریخ خدام الاحمدیہ صفحہ:661)

چار عظیم قوموں کے مستقبل کے بارے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

......ازمحترم فضل الٰہی انوری صاحب جرمنی......

حضرت بانئ سلسلہ عالیہ السلام کی وہ پیشگوئیاں پیش کی جاتی ہیں جو دنیا کی چار بڑی بڑی قوموں کے اندر اسلام پھیلنے کے بارے میں نہایت واضح آسمانی اخبار پر مشتمل ہیں۔

پہلی قوم

پہلی قوم، برصغیر ہند میں بسنے والی وہ قوم ہے جن کے اندر حضرت گوتم بدھ۔ حضرت کرشن جی اور حضرت رام چندر جی جیسے خدا تعالےٰ کے اوتار آئے جن کی بدولت ان میں ایک خدا کا تصوّر آج تک موجود ہے مگر اس تو تصوّر کے باوجود وہ صدہا برسوں سے شرک، بُت پرستی اور توہّم پرستی میں مبتلا چلی آرہی ہیں۔ پھر یہ وہ قوم ہے جن کے مسلمانوں کے ساتھ کئی قسم کے معاشرتی، تجارتی، تمدّنی اور لِسانی بندھن وابستہ ہونے کے باوجود اس پر فرقہ پرستی اور قوم پرستی کا ایسا گہرا رنگ غالب رہا کہ یہ ہمیشہ اپنے آپ کو ایک الگ قوم کہتی رہی۔ بلکہ ہمیشہ اس تاک میں رہی کہ انہیں زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچائے تاہم انیسویں صدی کی ابتداء میں ان کی قلموں اور زبانوں میں اسلام اور اس کے مقدّس بانی۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اچانک ایسی تیزی آگئی کہ وہ اخلاق اور شائستگی کی جملہ حدود کو پھلانگ کر پرلے درجہ کی بدگوئی۔ بدزبانی اور گندہ ذہنی پر اتر آئے۔ ان کی اُس وقت کی تحریریں پڑھنے سے یوں لگتا ہے جیسے ان کی مذہبی رہنماؤں نے مسلمانوں کی دلآزاری اور ان کے پاک بزرگوں کی بے حرمتی کرنا اور انہیں اپنی گندی سرشت اور بدباطنی کا نشانہ بنانا اپنا فرض قرار دے لیا تھا۔

ایسے دلآزار حالات میں حضرت بانئ سلسلہؑ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بشارت ملی کہ یہ قوم بھی عنقریب اسلام سے منسلک ہونے والی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

”مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔“

(اشتہار مورخہ 13 مارچ 1897ء بحوالہ تذکرہ صفحہ 297)

”عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ تم نظر اٹھا کر دیکھو گے کہ کوئی ہندو دکھائی دے مگر اِن پڑھوں لکھوں میں ایک ہندو بھی تمہیں دکھائی نہیں دے گا۔“ (برکات الدعا۔ روحانی خزائن)

اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے اگرچہ بظاہر کوئی آثار نظر نہیں آتے تاہم عالم الغیب اور قادر و توانا خدا کے ارادوں کو کوئی نہیں روک سکتا۔ کچھ بعید نہیں کہ آئندہ چند سالوں کے اندر ہی حالات ایسا پلٹا کھائیں کہ توہّم پرستی، قوم پرستی اور گائے پرستی میں ملوث اَسّی 80 کروڑ پر مشتمل یہ قوم، خدائے واحد کی پرستش میں آکر اس کی حمد و ثناء کے ترانے گانے لگ جائے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

دوسری قوم

دوسری قوم: جس کے آپؐ کی غلامی میں آنے سے متعلق آپؑ نے پیشگوئی فرمائی وہ عرب قوم ہے۔ عرب وہ قوم ہے جو سب سے پہلے نور اسلام سے منور ہوئی اور پھر ایک طویل عرصہ تک علم کا گہوارہ بن کر دنیا کو اپنے نور علم سے منوّر کرتی اور حکمت و معرفت کے موتی بکھیرتی ہوئی جہاں مادی، علمی اور روحانی رفعتوں کی مالک بن گئی۔ وہاں دنیاوی طور پر بھی شوکت و عظمت کے اوجِ کمال تک جا پہنچی۔ یہاں تک کہ معلوم دنیا کے ایک چوتھائی حصہ پر چھا کر اس نے اسے علوم و فنون کا گہوارہ بنا دیا۔ لیکن بعد میں یہی قوم اسلام دشمن طاقتوں کی ریشہ دوانیوں اور فتنہ پردازیوں کا شکار ہو کر اپنا سب کچھ کھو بیٹھی۔

تاہم اللہ تعالےٰ نے اپنے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نام لیوا اس قوم کی کھوئی ہوئی عظمت کو اسلام کے ہی ایک بطل جلیل اور حضرت بانئ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ایک فرزند ارجمند حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ علیہ اسلام کے ذریعہ دوبارہ قائم کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ اس کا

اعلان حضرت بانی سلسلہؑ جن پُر شوکت الفاظ میں فرماتے ہیں وہ ملاحظہ ہو۔آپ نے فرمایا۔

و اِنّ رَبّی قد بَشرَ نِی فِی العَرب و اَلْھَمَنِی اَن اَمُونَھُم و اُرِیَھُم طَرِیقَھم و اُصلِحَ لَھُم شُیُونَھُم.

(حمامۃ البشریٰ۔ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 182)

یعنی میرے رب نے عربوں کی نسبت بھی مجھے بشارت دی ہے اورالہام کے ذریعہ مطلع فرمایا ہے کہ میں ان کی خبر گیری کروں اورٹھیک راستے کی طرف ان کی رہنمائی کروں اور ان کے احوال کی اصلاح کروں[۱] نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلایا کہ:

[۱] اس رہنمائی اوراصلاح احوال کا حق جس طرح حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں ادا کیا۔پھر آپ کے تتبع اور نیابت میں آپؑ کے خلفاء نے ادا کیا اورادا کر رہے ہیں،سلسلہ کی کتب اوراخبارات اس پر شاہد ہے......کاش! اہل عرب اس طرف توجہ کریں اوراپنے آسمانی خدا کی طرف سے بھیجی ہوئی اس روحانی قیادت کے ہاتھ میں اپناہاتھ دیکر اپنا دین بھی بچالیں اور دنیا بھی۔

یَدعُون لَکَ ابدَال الشَامِ و عِبادُ اللّٰہِ مِنَ العَرب

(مکتوبات احمدیہ جلداول صفحہ 86)

یعنی وقت آتا ہے کہ ملک شام کے بڑے بڑے قطب اورابدال اورعربوں میں پیدا ہونے والے اللہ کے نیک بندے تم پر درود اور سلام بھیجیں گے۔

جیسا کہ الفاظ بتا رہے ہیں،اِن الہامات میں گویا حضرت بانی سلسلہؑ کوعربوں کے ایک عظیم الشان مستقبل کی خبر دی گئی جو انہیں احمدیت سے وابستگی کے نتیجے میں حاصل ہوگا اور جہاں سے پھر وہ اسی روحانی مقامِ جذب وسلوک کو طے کرنے لگ جائیں گے جس کی بدولت فتح ونصرت ہرمیدان میں ان کے قدم چومنے کے لئے تیار کھڑی ہوتی تھی۔انشاءاللہ العزیز۔

تیسری قوم

تیسری قوم جس کے اندراسلام پھیلنے سے متعلق آپ نے پیشگوئی فرمائی وہ رُوسی قوم ہے۔رُوس وہ ملک ہے جس کے باشندے تین صدیوں تک زارانِ رُوس کے مظالم کا تختہ مشق بنتے رہے۔پہلا بادشاہ آئیون (Ivon) جس نے سب سے پہلے'زار' کا لقب اختیار کیا[۲] اپنے مظالم کی وجہ سے (Ivon, The Terrible) کے نام سے مشہور ہوا۔اس کے بعد یکے بعد دیگرے بائیس (۲۲) زارگذرے ہیں۔آخری زار،'اومانوف نکولس ثانی'، کے وقت رُوس دنیا کی عظیم سلطنت بن چکا تھا۔اس کی سرحدیں ایک طرف ایشیا کے ممالک چین۔ایران۔افغانستان اورترکی سے ملتی تھیں تو دوسری طرف یورپ کے مختلف ممالک بھی اس کی سرحدوں کو چھو رہے تھے۔

[۲] 'زار' جسے Tzar, Czar یا Tsar کرکے لکھا جاتا ہے، اسکے لغوی معنی طاقتور حکمران یا شہنشاہ کے ہیں۔

زارشاہی کے خاتمہ کے بعد اشتراکیت کے غیر فطرتی اصولوں پر مبنی جوحکومت برسراقتدار آئی وہ اپنے ظلم وستم میں زارانِ روس سے بھی بڑھ گئی۔1954ءمیں شائع ہونے والی ایک خفیہ رپورٹ کے مطابق، 1921ء سے 1954ء تک (یہ اشترا کی روس کے دوسرے بڑے ڈکٹیٹرسٹالن کا زمانہ تھا)33 سال کے عرصہ کے دوران،ہر سال اوسطاً 20 ہزارافراد کو پھانسی پر چڑھایا جاتا رہا بلکہ 1932ء سے 1939ء تک کے تین سالوں میں سٹالن نے 'ناپسندیدہ عناصر' کو اپنی راہ سے ہٹانے کی جو مہم شروع کی اور جسے The Great Purge کہا جاتا ہے۔یعنی 'صفائی کی عظیم مہم'اس کے نتیجے میں لاکھوں انسانوں کو غائب کر دیا گیا۔ان میں اعلیٰ فوجی افسروں کے علاوہ بڑے بڑے ماہرین اقتصادیات۔مصنفین،انجینئر اور سائنسدان بھی تھے۔ان کا کیا حشر ہوا۔کسی کو معلوم نہیں۔مجموعی طور پر اشتراکیت کے دور میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد اڑھائی کروڑ سے چار کروڑ تک بتائی جاتی ہے۔

(بحوالہ جنگ لندن،30 جنوری 1992ء)

اس ملک میں اسلام پہلی صدی ہجری میں ہی پہنچ گیا تھا۔سب سے پہلا علاقہ جو اسلام کی روشنی سے منور ہوا،وہ آزربائیجان تھا...... اس کے جلد بعد بخارا۔سمرقند،تاشقند،بلخ اورخراسان بھی اسلام کی آغوش میں آگئے۔پھر آہستہ آہستہ ازبکستان۔تاجکستان۔ترکمانستان اور قازقستان کی ریاستوں میں بھی اسلامی جھنڈے لہرانے لگے۔

زارشاہی کے 350 سالہ عرصہ میں مسلمانوں پر بھی بے انتہا مظالم

ڈھائے گئے۔ پہلے ہی زار، یعنی آئیون، نے مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنانے کی مہم شروع کر دی۔ ان کی مساجد کو کلیساؤں اور قحبہ خانوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ اٹھارویں صدی کا نصف اوّل جو پطرس اعظم (Peter, The Great) کا دور ہے۔ وہ تو مسلم کشی کا بدترین دور کہلاتا ہے۔ روسی انقلاب کے بعد برسر اقتدار آنے والی اشتراکی حکومت نے شروع شروع میں تو مسلمانوں کے ساتھ بظاہر رواداری کا سلوک کیا۔ اور انہیں ان کے مذہبی اور معاشرتی حقوق کی حفاظت کا وعدہ دیکر اپنے ساتھ ملانے کی مہم شروع کر دی۔ اس طرح پر کئی مسلمان ریاستوں کو اپنے ساتھ ملالیا اور جو شامل نہ ہوئیں انہیں بزور شمشیر ساتھ ملنے پر مجبور کیا۔ مثلاً کریمیا کا جزیرہ جس نے روسی انقلاب کے فوراً بعد اپنی آزادی کا اعلان کر دیا تھا، اس پر حملہ کر کے کئی ہزار مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیا اور پھر وہاں کمیونسٹ نظام رائج کر دیا[ا] اسی طرح جمہوریہ ترکمانستان جس کی نوے فیصدی آبادی مسلمان ہے اور جو روسی انقلاب کے بعد ایک آزاد مسلم ریاست کے طور پر قائم ہوگئی تھی، اس پر بھی حملہ کر کے اسے سوویٹ یونین میں شامل کر لیا۔ وہاں کے مسلمان علماء کو یا تو تہ تیغ کر دیا گیا اور یا سائبیریا کے بیگار کیمپوں میں بھیج دیا گیا۔ یہی حال دوسری آزاد ہونے والی مسلمان ریاستوں قفقاز، آزربائیجان اور قازقستان وغیرہ کا ہوا۔ صرف قفقاز میں 1937ء میں دس لاکھ مسلمانوں کو شہید کیا۔

[ا] 4 دسمبر 1917ء کو لینن اور سٹالن کے مشترکہ دستخطوں سے جاری ہونے والا اقرار نامہ اس کا شاہد ہے۔ (بمطابق کمیونسٹ گورنمنٹ گزٹ مورخہ 24-23 نومبر 1917ء)

ان ممالک کی خوش بختی اور خوش نصیبی دیکھئے کہ ان کے درخشاں مستقبل کے بارے میں مأمور من اللہ، حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام، کو آسمان سے خوش خبری دی جاتی ہے کہ وہ آپؑ کے سلسلہ سے منسلک ہو کر ابدی راحت اور سکون سے ہمکنار ہو جائیں گے۔ چنانچہ آپؑ نے رؤیا میں دیکھا کہ

”میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقے میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں“ (بحوالہ تذکرہ صفحہ 813)

نیز آپ نے دیکھا کہ:

”زارِ روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں آ گیا ہے۔ وہ بڑا لمبا اور خوبصورت ہے۔ پھر میں نے غور سے دیکھا تو وہ بندوق ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بندوق ہے بلکہ اس میں پوشیدہ نالیاں بھی ہیں۔ گویا بظاہر سونٹا معلوم ہوتا ہے اور وہ بندوق بھی ہے“

(اخبار الحکم جلد 7 نمبر 4 1903ء)

علم تعبیر میں سوٹے سے مراد حکومت ہوتی ہے۔ گویا بالفاظ دیگر آپ کو یہ خوشخبری دی گئی کہ روسی اقوام جو صدیوں تک اپنے ہی ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں جور وستم۔ ظلم اور بربریت کا شکار ہوتی رہی ہیں، بالآخر احمدیت سے وابستہ ہو کر اسلام کی عملداری میں آجائیں گی۔ اور یوں ان کی حکومتیں عملاً حضرت بانی سلسلہؑ کے ہی مقدس ہاتھوں میں تھمادی جائیں گی۔ اب جس قوم کی تقدیر ایک ایسے مرد کامل کے ہاتھ میں آجائے جس کی سرشت میں کامیابیوں اور کامرانیوں کا خمیر خود خدائے قدوس نے اپنے ہاتھ سے رکھ دیا ہو، اس کی خوش قسمتی میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔

یہ رؤیا اپنی کامل اور مکمل شکل میں کب حقیقت کا روپ دھارے گی، اس بارے میں ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ تاہم حضرت بانی سلسلہؑ کے دوسرے جانشین۔ حضرت مصلح موعودؓ۔ کی ایک رؤیا تصویری زبان میں اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ اس کا عملی ظہور آپ کے چوتھے جانشین۔ یعنی جماعت کے چوتھے خلیفہ، حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ، کی ذات سے وابستہ ہے یا کم از کم اس کی داغ بیل آپ کے دورِ خلافت میں پڑنی شروع جائیگی۔ وہ رؤیا حسب ذیل ہے۔ آپ نے دیکھا کہ

”میں کسی ایسی جگہ میں ہوں جہاں اردگرد فوج کا گھیرا ہے اور خطرہ ہے۔ اس کمرے میں جہاں میں ہوں۔ اُم طاہر بھی لیٹی ہوئی ہیں۔ ان کے ساتھ ایک بچہ ہے جسے میں سمجھ نہیں سکا کہ وہ کون ہے۔ میں خطرہ کو دیکھ کر اُم طاہرؓ سے کہتا ہوں کہ جلدی اٹھو اور تیار ہو جاؤ۔ ہم اس ملک سے نکل جائیں۔ وہ شاید دیر کرتی ہیں یا تیار نہیں ہوسکیں تو میں اس بچے کو خود گود میں اٹھا کر تیزی سے وہاں سے نکل آتا ہوں اور ایک ایسی جگہ پہنچتا ہوں جو اجنبی معلوم ہوتی ہے۔ وہاں میرے پوچھنے پر کہ یہ کون سا

علاقہ ہے۔لوگ کہتے ہیں۔آہستہ بات کریں،یہ روس کا علاقہ ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں۔آپ کون لوگ ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں۔ہم احمدی ہیں، یہاں احمدیت پھیل رہی ہے۔لیکن ابھی کھل کر باتیں کرنے کا وقت نہیں‘‘[ا]

[ا] اصل الفاظ نہ ملنے پر خاکسار نے یہ رؤیا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطبہ کے حوالے سے اپنے الفاظ میں اور صیغہ متکلم میں بیان کی ہے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمدؒ (جماعت احمدیہ کے چوتھے امام اور خلیفہ) مسندِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی اس رؤیا میں دکھائے جانے والے تصویری مناظر کی عملی تعبیر ظاہر ہونی شروع ہوگئی۔یعنی آپ کے دورِ خلافت کے پہلے چار سالوں کے اندر اندر ہی پاکستان میں حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ ایک طرف آپ کو جنرل ضیاء الحق کی فوجی حکومت کے شر سے بچنے کے لئے پاکستان چھوڑنا پڑا اور انگلستان میں پناہ لینی پڑی۔دوسری جانب اس کے صرف تین سال بعد یعنی 1989ء میں دنیا کا وہ سب سے بڑا حادثہ رونما ہوا (یعنی سوویٹ یونین کے ٹوٹنے کا) کہ اس کے نتیجے میں وہ تمام ممالک جو دنیا کی اس دوسری بڑی طاقت کے آہنی پنجہ میں گرفتار تھے، یکلخت آزاد ہوگئے، ان میں اسلام کی تبلیغ کی راہیں کھلنی شروع ہو گئیں اور وہاں سے مختلف طبقہ ہائے خیال اور مکاتیب فکر کے لوگ باہر نکلنے اور احمدیت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگے۔مثلاً ایک روسی وفد کا سربراہ جو اپنے ملک کا کلچرل اتاشی تھا اور جو اس سے قبل جماعت کا لٹریچر پڑھ چکا تھا، جب لندن میں حضرت امام جماعت احمدیہ (جماعت کے چوتھے امام اور خلیفہ، حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ) سے ملا تو اس نے یہاں تک کہہ دیا کہ:

’’میں آپ کو بتا رہا ہوں اور میں اس بات کا مجاز ہوں کہ میں اپنے ملک کے دروازے آپ پر کھولتا ہوں۔یہ ایسا عظیم الشان لٹریچر ہے کہ اسے جلد لے کر ہمارے ملک میں پہنچیں۔ ہمارے ملک کے لوگ بھی اور غیر بھی اس کے منتظر ہیں۔‘‘

خود حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) نے بھی فرمایا:

’’یہ رؤیا بعینہٖ میری ذات میں پوری ہوئی ہے کیونکہ فوج کے گھیرے کا مطلب ہے مارشل لاء کے دوران حالات کا خطرناک ہونا۔ اور حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ میرے سوا آپ کا کوئی اور بیٹا نہیں جو وہاں سے ہجرت کرتا۔تو مصلح موعودؓ تو تمثیلاً دکھائے گئے ہیں لیکن اصل میں میری ہجرت مراد تھی اور بعینہٖ انہی حالات میں کہ فوج کا گھیرا ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ خطرناک حالات میں مجھے نکل جانا چاہیئے اور پھر یہاں انگلستان آنے کے بعد وہ حالات پیدا ہوئے جب کہ ہمارے رُوس سے روابط ہوئے۔اِس سے پہلے ہم ان روابط کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے تھے۔‘‘

اور رؤیا میں آپ کے بچہ کی صورت میں ہونے اور حضرت مصلح موعودؓ کی گود میں ہونے کی آپ نے یہ تعبیر فرمائی:

’’حضرت مصلح موعودؓ کی گود میں جو بچہ ہے وہ میں تھا اور چھوٹا بچہ اس لئے دکھایا گیا کہ ابھی کچھ وقت لگنا تھا جب خدا تعالیٰ مجھے تربیت دے کر ایسی جگہ کھڑا کرتا کہ کہ جن حالات میں مجھے پاکستان سے ہجرت کرنی پڑی، ان حالات میں ہجرت کرتا اور پھر جا کر رُوس سے میرا رابطہ ہوتا۔حضرت مصلح موعودؓ کی گود میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی حمایت میں۔آپ کی نیک تمناؤں کے مطابق۔ آپ کی دعاؤں کے نتیجہ میں۔ ان وعدوں کے نتیجہ میں جو آپ کی ذات سے وابستہ تھے، اللہ تعالیٰ آپ کے کسی بیٹے کو یہ توفیق دے گا کہ وہ رُوس میں تبلیغ حق کرے گا اور رُوسی احمدیوں سے اسکے روابط ہوں گے۔‘‘

(خطاب فرمودہ 6 جولائی 1991ء بمقام کینیڈا)

چوتھی قوم

چوتھی قوم جس کے اسلام سے وابستہ ہو جانے کے بارے میں آپؐ نے پیشگوئی فرمائی، وہ قوم یا اقوام ہیں جو مغرب میں رہ رہی ہیں اور اس وقت دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور مہذب ہونے کی دعویدار ہیں۔یہی وہ اقوام ہیں جو گذشتہ دو ہزار سالوں سے اپنے مشرکانہ عقائد کے باعث اور ایک انسان کو خدائی کا درجہ دینے کے نتیجے میں خدائے واحد کی عبادت سے محروم چلی آ رہی ہیں۔ان اقوام کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ پہلے ہی سے ایک خبر تَطْلُعُ الشَّمْسُ مِنَ الْمَغْرِبِ کے الفاظ میں احادیث میں

موجود ہے جوان کے اسلام کی آغوش میں آنے کا پتہ دے رہی ہے، اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس روحانی فرزند،حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام پر اِس خبر کی جو حقیقت کھولی گئی۔اس سے اس امر کی مزید وضاحت ہوتی ہے کہ ان اقوام کا تابناک مستقبل اسلام سے وابستہ ہو چکا ہے۔

چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا،ہم اس پر بہر حال ایمان لاتے ہیں۔لیکن اِس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں، آفتابِ ہدایت سے منوّر کئے جائیں گے اوران کو اسلام سے حصہ ملے گا۔''

صرف یہی نہیں بلکہ تصویری زبان میں آپ کو یہ بھی بتایا گیا کہ ان اقوام کی اپنے مشرکانہ عقائد سے نجات اور دینِ اسلام سے وابستگی تیرو تفنگ یا بندوق اور تلوار کے ذریعے نہیں بلکہ ان دلائل علمیہ وعقلیہ کے زور پر ہوگی جن کی بے پناہ دولت آپؑ کو عطا کی گئی اور جن سے آپؑ کا علمِ کلام بھرا پڑا ہے۔

چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

''میں نے دیکھا کہ شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔اوران کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگر چہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے''

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 377)

انہی بشارتِ سماویہ کی بنا پر آپؑ نے دنیا کو یہ عظیم الشان مژدہ سنایا کہ:

''اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد میں اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں'' (اشتہار مورخہ 14 جنوری 1897ء صفحہ 1,2)

اور پھر اہلِ مغرب کی عیسائی اقوام میں خصوصاً اور دنیا کی دوسری قوموں کے اندر عموماً، اسلام پھیلنے کے بارے میں آپؑ نے مندرجہ ذیل معرکۃ الآراء پیشگوئی فرمائی:

''قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی۔مگر اسلام۔اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے۔مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا، نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں،ملکوں میں پھیلے گی۔اس دن نہ کوئی مصنوعی کفّارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دیگا۔لیکن نہ کسی تلوار سے،اور نہ کسی بندوق سے، بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے ، اور پاک دلوں پر ایک نُور اتارنے سے۔تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی''

(اشتہار مورخہ 14 جنوری 1897ء صفحہ 1,2)

یہ اقوامِ عالم،بشمول اہلِ مغرب، کے لئے آئندہ کی وہ خبر ہے جو مستقبل قریب میں انشاءاللہ ضرور پوری ہوگی۔تاہم اس کے آثار ابھی سے ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور یورپ کے عقلمند اور سنجیدہ مزاج لوگ ابھی سے صلیبی عقائد سے بیزار ہو کر کسی ایسے مذہب کی تلاش میں سرگرداں ہیں جو انہیں حقیقی راحت اور تسکین بخش سکتا ہو اور یہ حقیقت ہے کہ انہیں سچی تسکین بخشنے والا مذہب سوائے اسلام کے اور کہیں نہیں ملے گا۔حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام نے اسی روحانی تغیر کو اپنی کشفی

آنکھ سے دیکھتے ہوئے آج سے ایک صدی پیشتر ہی اہل دنیا کو یہ مژدہ سنا دیا تھا کہ

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

خدا کرے وہ دن جلد آئے جب اسلام کا روحانی سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ اہلِ مغرب پر چمکنا شروع ہو جائے اور صدہا سالوں سے گمراہی۔شرک اور مُردہ پرستی میں ڈوبی ہوئی یہ اقوام،توحید کے ابدی چشمہ سے سیراب ہو کر دل و جان سے اس پر نثار ہونے لگ جائیں۔(آمین۔ثم آمین)

مغربی اقوام کے اسلام کے نُور سے منوّر ہونے سے متعلق حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور اس کے عملی ظہور کے متعلق آپ کے روحانی فرزند،حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو ملنے والی آسمانی بشارات کا مضمون نامکمل رہے گا،اگر یہ نہ بتایا جائے کہ خلفاءِ سلسلہ احمدیہ بھی اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنے اپنے دورِ خلافت میں اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے اور فرزندانِ احمدیت کے دلوں میں اِس یقین کی شمع روشن کرتے چلے آئے ہیں کہ اہلِ مغرب کے ہدایت پانے اور توحید کے جھنڈے تلے جمع ہونے کا وقت قریب سے قریب تر آن پہنچا ہے۔

چنانچہ سب سے پہلے حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام کے دوسرے جانشین کی ایک رؤیا بیان کی جاتی ہے جس میں آپ نے دیکھا کہ جرمن قوم احمدی ہوگئی اور اس طرح وہ اُس گھر کی روحانی چار دیواری میں داخل ہوگئی ہے جس کے بارے میں خدا کا وعدہ ہے کہ وہ اسے ہر شر سے محفوظ رکھے گا۔آپ نے دیکھا (یہ جنوری 1945ء کی بات ہے) کہ

”ہٹلر ہمارے گھر میں آیا ہے۔پہلے مجھے پتہ لگا کہ ہٹلر قادیان میں آیا ہوا ہے اور مسجد اقصیٰ (قادیان میں سب سے بڑی مرکزی مسجد۔ناقل) میں گیا ہے۔اور میں نے اس کی طرف ایک آدمی دوڑایا اور کہا کہ اسے بلا لاؤ۔چنانچہ وہ اسے بُلا لایا۔میں نے اسے ایک چار پائی پر بٹھا دیا۔اور اس کے سامنے میں خود بیٹھ گیا۔میں نے دیکھا کہ وہ بے تکلف وہاں بیٹھا تھا اور ہمارے گھر کی مستورات بھی اس کے سامنے بیٹھی ہیں۔میں حیران تھا کہ ہماری مستورات نے اس سے پردہ کیوں نہیں کیا۔پھر مجھے خیال آیا کہ ہٹلر چونکہ احمدی ہوگیا ہے اور میرا بیٹا بن گیا ہے اس لئے ہمارے گھر کی مستورات اس سے پردہ نہیں کرتیں۔پھر میں نے اسے دعا دی اور کہا،اے خدا تو اس کی حفاظت کر اور اسے ترقی دے،پھر میں نے کہا،وقت ہوگیا ہے،میں اسے چھوڑ آؤں۔چنانچہ میں اسے چھوڑنے کے لئے گیا۔میں اس کے ساتھ جا رہا تھا اور یہ خیال کر رہا تھا کہ میں نے تو اس کی ترقی کے لئے دعا کی ہے اور ہم انگریزوں کے ماتحت ہیں اور ان کے ساتھ ان کی لڑائی ہے۔یہ میں نے کیا کیا ہے،لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ وہ ہٹلر عیسائی ہے اور یہ ہٹلر احمدی ہو چکا ہے،اس لئے اس کے لئے دعا کرنے میں کیا حرج ہے۔“ (الفضل 8فروری 1945ء)

یہ رؤیا جیسا کہ اوپر ذکر آیا ہے،1945ء کی ہے یعنی اس زمانہ کی جب برصغیر (ہندو پاکستان) انگریزی عملداری کے ماتحت تھا۔جنگ عظیم دوم اپنے عروج پر تھی اور ہٹلر کا نام پوری جرمن قوم کے ترجمان کے طور پر زبانِ زد خلائق تھا۔چونکہ عرفِ عام میں بھی کسی قوم یا حکومت کا نام لینے کی بجائے صرف اس کے سربراہ کا نام لینا کافی سمجھا جاتا ہے لہٰذا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو رؤیا میں یہ دکھایا جانا کہ ہٹلر آپ کے گھر آیا ہے۔اور مسلمان ہوگیا ہے،اس کی پوری قوم کے اسلامی جھنڈے تلے آجانے کی پیش خبری کا آئینہ دار ہے۔یہی تعبیر خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمائی جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

”یہ رؤیا بھی بتاتی ہے کہ نازی قوم (مراد جرمن قوم۔ناقل) اسلام کی طرف توجہ کرے گی“(ایضاً)

بلکہ اس سے بھی قبل آپ نے اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے علم کے مطابق اس قوم (جرمن) کی ترقی اور اس کے عظیم الشان مستقبل کے

بارے میں ایک ایسی پیشگوئی فرمائی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کا مستقبل بھی اسلام سے وابستہ ہو چکا ہے یہ اُس وقت کی بات ہے جب جنگِ عظیم دوم شروع ہو چکی تھی ار جرمن فوجیں ایک بے پناہ طوفانی سیلاب کی مانند آگے بڑھتی جارہی تھیں جس کے نتیجے میں یورپ کے بہت سے ممالک اس کی یلغار کے سامنے بے بس ہو کر اس کے آگے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اِس دوران (یہ اپریل 1941ء کی بات ہے جب جنگ چھڑے ہوئے ابھی بمشکل دو سال کا عرصہ ہی ہوا تھا) آپ نے ایک رؤیا دیکھی جس میں آپ کو اس جنگ کے اسلام کے حق میں مفید ہونے کے بارے میں بعض اشارات دکھائے گئے تھے۔ چنانچہ آپ نے اس ماہ (اپریل) میں منعقد ہونے والی مجلس مشاورت (جماعت احمدیہ عالمگیر کی اعلیٰ سطح کی مشاورتی کمیٹی) کے نمائندگان کو خطاب کرتے ہوئے، اپنی اس رؤیا کا ذکر کر کے جہاں احبابِ جماعت کو دعاؤں کی تحریک فرمائی، وہاں جرمن قوم کا ذکر کرتے ہوئے بڑے واشگاف الفاظ میں یہ خوشخبری بھی بہم پہنچائی کہ اگر اسے جنگ میں شکست ہوئی تو اس کے مستقبل کی بنیاد کس چیز سے وابستہ ہوگی، چنانچہ فرمایا:

''جرمن قوم تین سو سال سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہی ہے اور اس غرض کے لئے اس نے بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں۔ اگر اس جنگ میں بھی اسے کامیابی نہ ہوئی تو ہم اسے بتا سکیں گے کہ خدا نے تمہاری کامیابی کا کوئی اور ذریعہ مقرر کیا ہوا ہے جو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تم خدا کے دین میں داخل ہو جاؤ پھر تمہیں دنیا میں کوئی مغلوب نہیں کر سکے گا''

(رپورٹ مجلس مشاورت منعقدہ 11 تا 13 اپریل 1941ء)

اسی طرح حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے تیسرے جانشین اور خلیفہ (حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحبؒ) نے بھی ایک رؤیا دیکھی جس میں تصویری زبان میں آپ کو جرمن قوم کے آئندہ پچاس سالوں کے اندر اندر توحید کے جھنڈے تلے آجانے کی خبر دی گئی تھی۔ یہ رؤیا جو آپؒ نے اپنے تعلیمی زمانہ میں دیکھی تھی اُس وقت آپؒ نے بیان فرمائی جب 1967ء میں آپ سلسلہ کے تیسرے امام کی حیثیت سے اپنے دورۂ یورپ کے دوران فرانکفرٹ میں وروو فرما تھے۔ آپؒ نے فرمایا:

''میں نے دیکھا کہ ایک جگہ ہے۔ وہاں ہٹلر بھی موجود ہے۔ وہ مجھے کہتا ہے۔ آئیں میں آپ کو اپنا عجائب خانہ دکھاؤں چنانچہ وہ مجھے ایک کمرے میں لے جاتا ہے جہاں مختلف قسم کی اشیاء پڑی ہیں۔ اس کمرہ کے وسط میں پان کی شکل کا ایک پتھر ہے جیسے دل ہوتا ہے۔ اس کے اوپر لَاالِٰہ اِلاَّاللّٰہ مُحمَّدُ رسُولُ اللّٰہ لکھا ہوا ہے''[ا]

[ا] آپ نے یہ خواب خاکسار راقم الحروف کی موجودگی میں جب یہ عاجز فرانکفرٹ کے علاقہ Sachsenhausen میں واقع مسجد نور (Nuur-Moschee, Babenhauser Landstrasse) میں بطور امام متعین تھا، بیان فرمائی۔ بعد میں خاکسار نے اسے اپنے الفاظ میں لکھ کر آپ کی اجازت کے ساتھ اسے اخبار ''الفضل'' ربوہ میں شائع کرنے کے لئے بھجوا دیا۔ (یہ پھر روزنامہ الفضل، ربوہ، کی اشاعت مورخہ 10 اگست 1967ء میں شائع ہوئی)

اسکی تعبیر میں آپؒ نے فرمایا کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرمن قوم اگرچہ اوپر سے پتھر دل یعنی دین سے بیگانہ نظر آتی ہے مگر اس کے دلوں میں احمدیت یعنی سچے اسلام کو قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

(الفضل مورخہ 10 اگست 1967ء)

پھر 1973ء میں یورپی مشنوں کے دوسرے دورہ کے موقع پر مسجد نور، فرانکفرٹ میں منعقدہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا:

''مجھے یقین ہے کہ پچاس سے سو سال کے اندر اندر اس آسمانی انقلاب (یعنی اسلام کے حق میں رونما ہونے والا روحانی انقلاب۔ ناقل) کو دنیا عموماً اور جرمن قوم خصوصاً تسلیم کر لے گی۔''

(الفضل مورخہ 16 ستمبر 1973ء)

اِس کے تین سال بعد آپ نے اپنے تیسرے دورۂ جرمنی کے موقع پر فرانکفرٹ کے چیف میئر (Ober Burgermeister) مسٹر مارٹن برگ (Herr Martin Berg) سے ملاقات کے وقت

انہیں جرمن ترجمۂ قرآن کا تحفہ دیتے ہوئے یہ خوشخبری پھر دہرائی اور بڑے واشگاف الفاظ میں دعوی فرمایا کہ جرمن لوگ بحیثیت قوم عنقریب اسلام قبول کر لیں گے۔[۲]

[۲] عاجز راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اس ملاقات کے وقت بھی خاکسار بطور امام مسجد ''نور'' فرانکفرٹ اور مشنری انچارج، جرمنی، حضور کے ہمراہ تھا۔ اس ملاقات کی تصویر 8 ستمبر 1976ء کے (FRANKFURTER ABEND POST) میں مندرجہ ذیل معنی خیز تبصرے کے ساتھ شائع ہوئی۔ ''فرانکفرٹ کے چیف میئر کو جماعت احمدیہ کے سربراہ کی طرف سے علاوہ جرمن ترجمۂ قرآن کے یہ یقین دہانی بھی موصول ہوئی کہ جرمن قوم بہت جلد اسلام قبول کرلے گی۔''

اس روحانی انقلاب کو اپنی خداداد بصیرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلہ کے چوتھے جانشین حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی 1987ء میں جرمنی کے دورہ کے دوران فرمایا

''مجھے جرمنی کا مستقبل بہت روشن دکھائی دیتا ہے۔ میرے کل کے جرمنی کے مختصر دورے نے مجھے زیادہ یقین دہانی کروائی ہے کہ ان شاء اللہ عظیم جرمن قوم تمام یورپ کی تمام پہلوؤں سے قیادت کرے گی۔ گو یہ قوم عیسائیت قبول کرنے میں سب سے آخر میں تھی لیکن انشاء اللہ احمدیت قبول کرنے میں سب سے پہلے ہوگی۔

(ضمیمہ انصار اللہ ربوہ۔ ستمبر 1987ء)

پھر انگلستان کے بارے میں بھی حضرت بانی سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے خلیفہ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو خدا کی طرف سے کچھ ایسے اشارات ملے جن کی بنا پر آپؓ نے اس کے مستقبل قریب میں اسلام قبول کر لینے کی پیشگوئی فرمائی۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے انگلستان سے ایک بہت بڑا کام لینا ہے۔ جب تک یہ اس کام کو نہ کر لے گا، خدا تعالےٰ اسے کمزور نہ ہونے دے گا۔ الٰہی نوشتوں نے ازل سے اس کے ذمہ ایک اتنا بڑا کام لگایا ہے کہ جتنا آج تک اس نے نہیں کیا اور جب تک وہ اس کام کو نہ کر لے گا، کوئی طاقت اسے تباہ نہیں کر سکتی۔ اور اس کام کے کر لینے کے بعد امید ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعائیں کی ہیں اور آپ کی پیشگوئیاں بھی ہیں اسے سچا مذہب اختیار کرنے کی توفیق دے دے گا اور پھر آئندہ صدیوں تک اس طرح اسے ایک نئی زندگی مل جائے گی۔''

(اخبار الفضل مورخہ 17 جنوری 1945ء)

ایک پوری قوم کے بارے میں اس قدر تحدی سے اور اتنے صریح الفاظ میں کی ہوئی پیشگوئی بلاوجہ نہیں ہو سکتی۔ جس عظیم کام کے حوالے سے آپؓ نے یہ اتنی بڑی پیشگوئی فرمائی، وہ اس عاجز کی رائے میں اس کا حضرت بانی سلسلہؑ کے چوتھے جانشین یعنی جماعت احمدیہ کے چوتھے امام اور خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ نیز موجودہ امام اور خلیفہ، حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، کو پناہ دینا ہے۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں، پاکستان کے موجودہ دستور کے مطابق کسی احمدی کا اپنے آپ کو مسلمان کہنا بلکہ اسلام کا لفظ تک منہ سے نکالنا قانونی جرم بن چکا ہے، جماعت احمدیہ کے سربراہ کے لئے وہاں رہ کر اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی عملاً ناممکن بن چکی ہے۔ ان حالات میں اِس ملک (برطانیہ) کا عملاً باہیں پھیلا کر خلفاءِ جماعت احمدیہ کو قبول کرنا، ان کے اور ان کے عملہ اور رفقائے کار کے لئے ویزا کی تمام سہولتیں مہیا کرنا اور سب سے بڑھ کر انہیں اپنے عقیدہ اور مذہب کی اشاعت اور تبلیغ کی پوری پوری آزادی دینا، یقیناً برطانوی حکومت کا ایک ایسا کارنامہ ہے جو آنے والی کئی نسلوں تک عالمِ احمدیت کو اپنا گراں بارِ احسان رکھے گا۔ اور اب تو اس ملک کی سرزمین سے مسلم احمدیہ ٹیلیوژن (mta) پر ہونے والی عالمی نشریات کے ذریعے تمام دنیا میں اسلام کی نشر و اشاعت کا جو سلسلہ پچھلے نو سالوں سے جاری ہے اور اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں، اس سے عالمگیر جماعت احمدیہ کا ہر فرد اس ملک اور اس کے باشندوں کے لئے ممنونیت کے جذبات سے لبریز ہے۔ اور اس کے دل کی گہرائیوں سے اس ملک

کی حکومت اوراس کے باشندوں کیلئے دعائیں نکل رہی اور نکلتی رہیں گی۔انشاءاللہ العزیز!

اسی طرح، آپؓ نے (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے) اہلِ مغرب کے اُس ملک کوبھی اسلام کی آغوش میں آجانے کی بشارت بہم پہنچائی جو اِس وقت اپنے اقتصادی، فوجی اور سائنسی تفوّق کی بنا پر مغرب کا گویا لیڈر بن چکا ہے، یہ اُس وقت کی بات ہے جب ایکبار امریکہ کی حکومت نے وہاں بھیجے جانے والے سلسلہ کے ایک مبلغ کو ساحل پراترتے ہی گرفتار کرلیا تھا۔اگر چہ بعد میں انہوں نے آزاد تو کردیا تاہم ان کی تبلیغ پر پابندیاں عائد کردیں (یہ 1920ء کی بات ہے جب حضرت بانی سلسلہؑ کے ایک مخلص صحابی، حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، پہلی بار بطورِ مبلغ اسلام، امریکہ بھجوائے گئے تھے) تو آپؓ (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) نے مندرجہ ذیل الفاظ میں امریکہ کوانتباہ فرمایا:

''ہم نے اپنے ایک مبلغ کوامریکہ بھی بھیج دیا ہے جسے تاحال تبلیغ کی اجازت نہیں دی گئی اوراسے روک دیا گیا ہے۔لیکن ہم امریکہ کی رکاوٹ سے رک نہیں جائیں گے۔امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے اس وقت تک اس نے ساری سلطنتوں کا مقابلہ کیا اورشکست دی ہوگی۔روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کرکےنہیں دیکھا۔اب اگر ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہوجائے گا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا۔کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے......ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی صدا گونجے گی''

(روزنامہ الفضل 15 اپریل 1920ء)

بحیثیت مجموعی آپ نے قرآن کریم کی سورۃ التطفیف جس میں چار بار لفظ 'کلا' آیا ہے، سے استنباط کرتے ہوئے مغرب کی عیسائی اقوام کے آخری انجام کے بارے میں مندرجہ ذیل حیرت انگیز انکشاف فرمایا:

''اس میں اس طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تین جھٹکے عیسائیت کی تباہی کے لئے لگیں گے اور چوتھا جھٹکا اسلام کے قیام کا موجب ہوگا......پہلی جنگ عظیم جو 1918ء میں ختم ہوئی پہلا جھٹکا تھا جو عیسائیت کو لگا۔اب دوسری جنگ شروع ہے۔یہ دوسرا جھٹکا ہے، اس کے بعد ایک تیسری جنگ عظیم ہوگی جو مغرب کی تباہی کے لئے تیسرا اورآخری جھٹکا ہوگا۔اس کے بعد چوتھا جھٹکا لگے گا جس کے بعد اسلام اپنے عروج کو پہنچ جائے گا''[ا]

(تفسیر کبیر، زیر تفسیر سورۃ التطفیف)

[ا] یہ تفسیر آپ نے ان ایام میں بیان فرمائی جب مغربی دنیا دوسری عالمی جنگ سے دوچار تھی۔بعد میں اسے دیگر سورتوں کی تفاسیر کے ہمراہ کتابی صورت میں شائع کردیا گیا۔اس وقت تفسیر کا یہ ضخیم مجموعہ 'تفسیر کبیر' کے عنوان کے تحت دس جلدوں میں تیار ہوکر منصۂ شہود پرآچکا ہے۔

غرض یہ جملہ آسمانی بشارات، اہل مغرب کے جس تابناک مستقبل کی نشاندہی کررہی ہیں اس کے پیش نظر ہم پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ وقت بعید نہیں بلکہ بہت جلد آنیوالا ہے جب مغربی ممالک میں توحید کی صدائیں گونجنے لگیں گی......اور جہاں اِس وقت صبح وشام گرجاؤں میں تثلیث کی آوازیں سننے میں آتی ہیں، وہاں پانچ وقت لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کے کلمات بلند ہونے لگ جائیں گے،انشاءاللہ العزیز۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان مغربی ممالک کی موجودہ مادی اور اقتصادی ترقیات کی طرف دیکھتے ہوئے اوران کی مذہب سے بیگانگی کی ناگفتہ بہ حالت پر قیاس کرتے ہوئے ایک ظاہر بین نگاہ ان کے بپا ہونے والے موعود روحانی انقلاب کو ناممکنات میں سے خیال کرتی ہے۔اس عاجز کو یاد ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے یورپی دوروں کے دوران ایک بار ایک اخبار نویس نے اسی خیال کی بنا پر حضورؒ سے جب یہ دریافت کیا کہ آپ کیونکر اتنی تحدی کے ساتھ یورپ میں اسلام کے پھیل جانے کا دعویٰ کرسکتے ہیں، جبکہ صورتِ حال یہ ہے کہ یہاں کے لوگ مذہب کے تصور سے ہی کانپنے لگ جاتے ہیں، تو حضورؒ نے نہایت برجستہ رنگ میں اور پہلے سے بھی

زیادہ جوش اور اعتماد کے ساتھ فرمایا:

”ہم اسلام کو اس کی حقیقی خوبصورتی ایسے طور پر آپ کے سامنے رکھیں گے کہ آپ اسے قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں گے“

یہ وہی حقیقت افروز اِدّعا ہے جسے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام نے اہل مغرب کے اسلام قبول کرنے کی پیش خبریوں کے ہمراہ بار بار اپنی تحریرات کے اندر پیش کیا ہے۔ جیسا کہ ایک مقام پر آپ فرماتے ہیں:

”یورپ اور امریکہ کے لوگ ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے تیاری کر رہے ہیں اور اس سلسلہ کو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جیسا کہ ایک سخت پیاسا یا بھوکا جو شدتِ بھوک اور پیاس سے مرنے پر ہو اور یکدفعہ اس کو پانی اور کھانا مل جائے“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 31 صفحہ 107)

دراصل اسلامی تعلیمات کے اندر ایک ایسا طبعی حسن پایا جاتا ہے کہ انسانی فطرت ایک غیر معمولی جوش کیساتھ اسکی طرف مائل ہوتی اور اسے قبول کرنے کیلئے تیار ہو جاتی ہے۔ اس وقت دنیا میں مادہ پرستی کا زور ہے اور وہ اسلام کی خوبیوں کی طرف نظریں نہیں اٹھا رہی۔ اس پر مستزاد یہ کہ مسلمانوں کی اپنی خستہ دینی اور اخلاقی حالت نے ان پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔ کچھ دخل ان متعصب پادریوں کا بھی ہے جنہوں نے ہمیشہ اسلام کی ایک بھیانک تصویر دنیا کے سامنے رکھی۔ اب اسلام کی حقیقی اور دلکش تصویر اور اس کے طبعی حسن کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کا وقت آ گیا ہے۔ اور یہ کام مسیح موعودؑ کے دیوانوں کے سپرد کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضرت بانیٔ سلسلہؑ کے دوسرے جانشین یعنی حضرت مصلح موعودؓ جن کا دورِ خلافت (1914ء تا 1965ء) خدا تعالیٰ کی خاص تجلیات کا دور تھا، نے اپنے ایک معرکۃ الآرا خطاب میں جماعت احمدیہ کے سپرد کئے جانے والے اِس عظیم الشان کام کے بارے میں نہایت جلال سے فرمایا:

”اب خدا تعالیٰ کی نوبت جوش میں آئی ہے...... اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں تا کہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادتِ توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آ جائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے...... محمد رسول اللہ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے۔ تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالےٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے“

(سیر روحانی جلد سوم صفحہ 285 بحوالہ تاریخ احمدیہ جلد ہشتم صفحہ 531,32)

وآخر دَعوانا ان الحمد للّٰہ رَبّ العالَمِین!

بد گمانی سے بچو

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارُ الوِصال میں

تم دیکھ کر بھی بد کو بچو بدگمان سے
ڈرتے رہو عقابِ خدائے جہان سے

شاید تمہاری آنکھ ہی کر جائے کچھ خطا
شاید وہ بد نہ ہو جو تمہیں ہے وہ بدنما

شاید تمہاری فہم کا ہی کچھ قصور ہو!
شاید وہ آزمائش ربِّ غفور ہو

پھر تم تو بدگمانی سے اپنی ہوئے ہلاک
خود سَر پہ اپنے لے لیا خشمِ خدائے پاک

(منظوم کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

بھارت میں مجالس خدام الاحمدیہ کا قیام

تقسیم ملک کے نامساعد حالات کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے 1961ء میں بھارت کے خدام الاحمدیہ کی تنظیم کی طرف خصوصی توجہ فرماتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نامزد فرمایا۔ آپکی زیر قیادت ہندوستان کی مجالس بہت حد تک منظّم وفعال ہوئیں اور ان میں بیداری اور کام کرنے کی روح پیدا ہوئی تو صدر مجلس نے 1978ء میں مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں توسیع فرمائی۔ جسکے نتیجہ میں مجالس کے کاموں میں مزید بہتری پیدا ہوئی تو آپ نے 1979ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں نائب صدر کی درخواست کی حضور نے منظور فرماتے ہوئے مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری اور مکرم مولانا جلال الدین صاحب نیر کو نائب صدر نامزد فرمایا۔ ہر دو نائب صدر صاحبان کو محترم صدر مجلس کی ہدایات کی روشنی میں آزادانہ کام کرنے کا موقعہ ملا اور انہیں کام کا تجربہ بھی حاصل ہوا اور آپ نے محسوس کیا کہ اب خدام اپنی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے قابل ہو چکے ہیں تو صدر محترم نے حضور کی خدمت میں صدر مجلس کے انتخاب کی درخواست کی چنانچہ حضور نے منظوری عطا فرمائی اور 1980ء میں اجتماع کے موقعہ پر انتخاب صدر مجلس کی کاروائی عمل میں لائی گئی۔ جب حضور کی خدمت میں 1979ء کی سالانہ مرکزی رپورٹ بھجوائی گئی تو حضور نے 28-01-81 کی چٹھی میں ہدایت فرمائی کہ جہاں تک ممکن ہو مزید شعبہ جات کے اضافہ کے ساتھ کام کو اور بھی تیز کر دیں۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے مزید شعبہ جات کے اضافہ کے ساتھ مجلس عاملہ مرکزیہ میں توسیع فرمائی۔

خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں جب ہندوستان میں کثرت کے ساتھ سعادت مند روحوں کو احمدیت کے آغوش میں آنے کی توفیق ملی، اُس وقت مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو بھی اِن نومبایعین جماعتوں میں تعلیمی وتربیتی مساعی پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس سلسلہ میں ان جماعتوں میں بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کے لیے مختلف پروگرام منعقد کئے گئے اور اُنہیں خدام الاحمدیہ کی تنظیم کا تعارف کروایا گیا اور مجالس کا باقاعدہ قیام عمل میں لایا گیا۔ چنانچہ ہندوستان کے طول وعرض میں مختلف صوبہ جات میں سینکڑوں کی تعداد میں نومبایعین مجالس کا قیام ہوا۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چند دعائیہ اشعار

اِقبال کو بڑھانا اب فضل لے کے آنا
ہر رنج سے بچانا دُکھ درد سے چھڑانا
خود میرے کام کرنا یاربّ نہ آزمانا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

نہایت پیارا اور امن بخش اصول

''یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلحکاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور کروڑہا دلوں میں انکی عزت وعظمت بٹھادی اور انکے مذہب کی جڑ قائم کردی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جنکی سوانح اس اصول کے نیچے آ گئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔''

(تحفہ قیصریہ صفحہ ۷)

’ایوانِ خدمت‘

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

تقسیم ملک کے بعد جیسے ہی حالات سازگار ہوئے تو نوجوانان احمدیت کی تنظیم اپنی اپنی جگہ سرگرم عمل ہوگئی۔ ملک کے طول وعرض میں بکھری ہوئی مجالس اور انکی کارکردگی کو باقاعدہ ایک مرکزی نظام کے تابع کرکے انہیں اور بھی فعال بنانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ستمبر 1961ء میں صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا عہدہ منظور فرمایا۔ اور محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب پہلے صدر مقرر ہوئے۔ اور صدر انجمن احمدیہ قادیان سے ایک کمرہ عاریۃً حاصل کر کے مجلس کا مرکزی دفتر قائم کردیا گیا جو حسب ضرورت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہا۔ تاہم مجالس کی تعداد اور سرگرمیوں میں روزافزوں ترقی اور وسعت کے باعث جگہ تنگ ہوجاتی رہی۔ اور یہ ضرورت شدت سے محسوس ہونے لگی کہ مجلس مرکزیہ کی اپنی ایک مستقل عمارت ہو جسمیں اسکی تمام دفتری ضروریات پوری ہوسکیں۔

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ، دفتر مجلس مقامی، ریڈنگ روم، اسمبلی ہال اور برآمدے پر مشتمل ایک موزوں عمارت کا ابتدائی خاکہ اور اس پر ہونے والے اخراجات کا تخمینہ اور اس غرض کے لئے فراہمی رقم کا جامع منصوبہ تیار کرکے صدر انجمن احمدیہ میں پیش کیا گیا۔ جسے منظور کرتے ہوئے انجمن نے ایک موزوں باموقعہ قطعہ زمین بھی مرحمت فرمایا۔ انجمن کی اصولی منظوری کے بعد آرکیٹکٹ سے عمارت کا معیّن نقشہ تیار کروا کر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی خدمت میں بغرض دعا و رہنمائی بھجوایا۔ حضور نے نہ صرف اس تعمیری منصوبہ کی منظوری عطا فرمائی اور اپنے مکتوب محررہ 83-4-31 میں فرمایا ”اللہ تعالیٰ خدام کو بلڈنگ خدام الاحمدیہ کی تعمیر و تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے فضل وکرم سے اس منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے مبارک ہو۔ آمین“

حضور نے اپنے قلم مبارک سے عمارت کا نام ”**ایوانِ خدمت**“ تجویز فرمایا۔ اور 83-05-12 کے خط میں خدام اور مخلصین کے حق میں دعا فرمائی۔

”خداوند کریم اس کار خیر میں حصہ لینے والوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور خدام الاحمدیہ کو بلڈنگ خدام الاحمدیہ کے مکمل کرنے کی توفیق بخشے اور برکت ڈالے آمین۔“

25 مئی 1983ء کو ایوان خدمت کے سنگ بنیاد کی تقریب 5:30 بجے ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب، حضرت بیگم صاحبہ، اور عہدیداران جماعت نے سنگ بنیاد رکھا۔ اور اس تعمیری منصوبہ کو 2 سال کے عرصہ تک مکمل کرنے کے لئے وعدہ جات کی ادائیگی کی آخری حد اکتوبر 1984ء مقرر کی گئی۔ (مشکوٰۃ مارچ، مئی 1984ء) جس کے لئے 2 لاکھ 80 ہزار روپے کا تخمینہ لگایا گیا۔ بعد میں تعمیر میں کچھ اضافہ کے پیش نظر 70 ہزار روپے زائد خرچ ہونے کا اندازہ لگا۔ رقم کی فراہمی کے لئے دورہ جات کرائے گئے۔ جسمیں قائدین مجالس عہدیداران جماعت مبلغین و معلمین کرام اور معاونین خاص نے تعاون فرمایا۔

مئی 84ء میں تعمیر کا کام کچھ وقفہ کے بعد دوبارہ شروع کیا گیا اور موجودہ تخمینہ ساڑھے تین لاکھ روپے لگایا گیا۔ جرمنی کے خدام نے ایک لاکھ روپے کا عطیہ تعمیر ایوان خدمت کے لئے دیا۔ مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیّر کو کمیٹی تعمیر ایوان خدمت کا صدر مقرر کیا گیا۔

اس فنڈ میں برسرِ روزگار خدام سے کم از کم چار یوم کی آمد طلباء سے -/20 روپے معاونین خاص سے -/500 روپے کا مطالبہ کیا گیا اور معاونین خاص کی پہلی قسط جون تا اگست 83 کے مشکوٰۃ میں شائع ہوئی۔

87ء میں اللہ کے فضل سے ایوانِ خدمت کی تعمیر کافی حد تک مکمل ہوچکی تھی۔ کمروں میں کھڑکیاں شیشے لگائے گئے، عمارت کے ایک حصہ میں بھرتی ڈلوا کر چاردیواری مکمل کی گئی۔ دو گیٹ لگائے گئے بجلی کی وائرنگ کی گئی موٹر خریدی گئی، عمارت کی تکمیل کے لئے صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے سب کمیٹی تشکیل فرمائی اور مکرم جمیل احمد ناصر صاحب ایڈوکیٹ کو صدر تعمیر ایوانِ

خدمت نامزد فرمایا۔

مورخہ 88-06-10 بروز جمعہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان کی تعمیر بلڈنگ ایوانِ خدمت کا افتتاح فرمایا۔ بعد نماز عصر ایوانِ خدمت کے ہال میں افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم منیر احمد صاحب خادم نے عہد دہرایا۔ مکرم مولوی جاوید اقبال اختر صاحب معتمد مرکزیہ نے ایوانِ خدمت کے متعلق ایک تعارفی نوٹ سنایا۔ آخر پر محترم صاحبزادہ صاحب نے خدام کو دفتر تعمیر کرنے پر مبارک باد دیتے ہوئے انکی ذمہ داریوں کو طرف توجہ دلائی اور دعا کرائی۔ تمام حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔

ماہ و سال گذرتے گئے۔ مجلس خدام الاحمدیہ ہندوستان کے طول و عرض میں بڑی مضبوطی کے ساتھ نہ صرف قائم ہوئی بلکہ مختلف صوبوں میں بڑی تیزی کے ساتھ مجالس آگے بڑھیں اور روز بروز مجلس کی ضرورتیں بھی بڑھنی شروع ہوئی۔ قیام دفتر کے ساتھ ساتھ مرکز کی طرف مجالس کی راہ نمائی کی جاتی رہی۔ جسکے نتیجہ میں مجالس میں حد درجہ بیداری آئی اور 1993ء سے جب کہ عالمی بیعت کا آغاز ہوا۔ مجالس کی تعداد میں بڑی تیزی کے ساتھ اضافہ ہوتا رہا۔ حضور انور کی خصوصی ہدایات کے مطابق جہاں جہاں نئ جماعتیں قائم تھیں وہاں نومبائعین کی تعلیم و تربیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مجالس کا قیام عمل میں آتا رہا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے آج بھارت کی مجالس کی تعداد 3000 سے زائد ہے۔ گو یہ مجالس ابھی ابتدائی مرحلہ میں ہیں تاہم ان کی تعلیم و تربیت اور انہیں فعال مجالس کی صف میں لا کھڑا کرنے کے بہت سے منصوبے بنائے گئے۔ اور اس سلسلہ میں تیزی کے ساتھ کام آگے بڑھ رہے ہیں۔ الحمد للہ۔ (مجالس کی تعداد کا سالوار گوشوارہ علیحدہ درج کر دیا گیا ہے۔)

سال بہ سال ایوان خدمت میں قائم دفاتر کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔ دفتر اطفال، دفتر مشکوٰۃ، دفتر راہِ ایمان، مخزن علم، کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ، مختلف علاقائی سیکشنز، ڈیسک نومبایعین وغیرہ دفاتر بھی اسی عمارت میں ہی قائم ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ دفتر خدام الاحمدیہ میں اب تمام تر دفتری ضرورتیں بھی مکمل ہوگئی ہیں۔ مثلاً گاڑی، فوٹو سٹیٹ مشین، کمپیوٹر وغیرہ بھی دفتر میں موجود ہیں۔

شب کے ماروں پہ آئی سحر سیّدی

مبارک احمد ظفؔر ایڈیشنل وکیل المال لندن

قلبِ مسرور پر جلوۂ نور سے
اتری تسکینِ دل ابنِ منصور سے
شب کے ماروں پہ آئی سحر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی

آپ آئے اَمَـــنْ آگیا ہر طرف
ابرِ لطف و کرم چھا گیا ہر طرف
خوف جاتا رہا سارا ڈر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی

انکی قسمت کا روشن ستارہ ہوا
صحنِ سینہ میں خوش رنگ اُجالا ہوا
پڑ گئی حسن پہ تیری نظر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی

تجھ سے عہد وفا کو نبھائیں گے ہم
بخدا تیرے در سے نہ جائیں گے ہم
جان سوغات تو دل نذر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی

تیرے کوچے کی جب سے گدائی ملی
ان گنت خیر و برکت بھلائی ملی
ہے یہ باعثِ عزّ و فخر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی

جب بھی آواز دو دوڑتے آئیں گے
روک ہر راہ کی توڑتے آئیں گے
سر، آنکھوں پہ تیرے اَمَـــر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی

جو بھی کہتے ہو دل میں اتر جاتی ہے
ہر نصیحت تری کام کر جاتی ہے
تیری باتوں میں ہے اِک اثر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی

تیرے سایۂ شفقت میں پھولیں پھلیں
ہم بسر زندگی خادمانہ کریں
تیرے چاکر رہیں عمر بھر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی

اپنی تائید سے سرفرازے خدا
کامرانی سے تجھ کو نوازے خدا
تیرے قدموں کو چومے ظفر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی
علیک السلام و ظفر سیّدی

تعارف کتاب:
صحیفۂ عشق

نام کتاب: صحیفۂ عشق
شاعر: مبارک احمد ظفر
مقام اشاعت: لندن
ملنے کا پتہ: مبارک احمد ظفر لندن

"ما شاء اللہ آپ خوب اچھا لکھتے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اس سے پہلے بھی آپ نے ایک نظم بھجوائی تھی، وہ بھی بڑا زبردست کلام تھا۔ اللہ نے آپ کو خوب ملکہ عطا فرمایا ہے۔" (مکتوب محررہ ۱۱؍جولائی ۲۰۰۰ء)

یہ تعریفی کلمات سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہیں جو حضور نے محترم مبارک احمد صاحب ظفر کو اپنے ایک خط میں ان کی ایک نظم "اسکی چہرہ نمائیاں ہوں گی" سے متاثر ہو کر فرمائے۔

محترم مبارک احمد صاحب ظفر کے مجموعہ کلام پر مشتمل کتاب "صحیفۂ عشق" حال ہی میں لندن سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کلام آپ نے مختلف اوقات میں، مختلف حالات اور مواقع پر قلمبند فرمائے تھے۔ جو اب کتابی صورت میں شائع کر دی گئی ہے۔

زیر نظر کتاب میں جو نظمیں آپکی شائع ہوئی ہیں وہ نہایت گہرے مضامین پر مشتمل ہیں لفظ لفظ خلافت حقہ کے ساتھ اخلاص و وفاداری کے جذبات سے سرشار ہے۔ بعض اشعار میں اسقدر کشش اور وسعت ہے کہ قاری رک رک کر سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے فقروں میں بڑے بڑے مضامین سموئے گئے ہیں۔

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ شاعر قوم کا ترجمان ہوتا ہے۔ محترم مبارک احمد صاحب ظفر اپنے اس مجموعہ کلام میں اپنی قوم احمدیت کا خوب حق ادا کیا ہے۔ صحیفۂ عشق ہر احمدی کے جذبات کی نہایت دلنشین انداز میں عکاسی کر رہا ہے۔ بعض اشعار خلافت کے تئیں فدائیت اور انکساری سے اسقدر لبریز ہیں کہ دل عش عش کر اٹھتا ہے۔ مثلاً

مرجاؤں تو ہو نام مرا اہل وفاء میں
زندہ رہوں تو بن کے وفادار خلافت

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

دردِ فراق یار کہ جاں تک اتر گیا
مئے اشک آنکھ سے ٹپکی تمام رات

یہ اشعار درحقیقت خلیفۂ وقت کے ساتھ آپ کے قلبی تعلق اور عقیدت کی غمازی کرتے ہیں۔

ان کے کلام کی عظمت اس بات سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشہور عالم نظم

"دیار مغرب سے جانے والو!"

انہی کی ایک نظم

"اے شہر لندن کو جانے والو! حضور حق میں سلام کہنا
تڑپ رہا ہے فراق و ہجراں میں ان کا ادنیٰ غلام کہنا"

کے جواب میں کہی گئی۔ (صفحہ 42 کتاب ھٰذا)

بلاشبہ مکرم موصوف کی یہ تخلیق اردو شاعری اور ادب میں ایک گرانقدر اضافہ ہے۔

مبارک احمد صاحب ظفر بیشمار صلاحیتوں کے مالک قدرتی شاعر ہیں۔ موصوف کا ادارہ مشکوٰۃ کے ساتھ دیرینہ تعلق ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے رسالہ مشکوٰۃ میں شائع ہونے والی نظموں کی اصلاح و درستی کا کام آپ کے سپرد فرمایا تھا۔ چنانچہ ایک عرصہ سے موصوف ادارہ کے ساتھ اس رنگ میں بھی تعاون فرما رہے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیرا

کتاب کی طباعت، تجلید اور کاغذ بہت عمدہ ہے۔ سرورق اندرون و بیرون کی ترتیب و تزئین دیدہ زیب اور جاذب نظر ہے۔

اس کتاب میں سرورق کے اندرون حصہ میں بعنوان "کچھ اپنے متعلق" موصوف نے اپنے خاندانی حالات کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

محترم مبارک احمد صاحب ظفر اس وقت سے لندن میں مختلف جماعتی مناصب پر خدمات کی سعادت پا رہے ہیں۔ لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور اب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قرب میں رہنے کے نتیجہ میں آپ کی صلاحیتیں خوب چمکیں۔ جس کا اندازہ آپ کی کتاب کے مطالعہ سے بخوبی ہو جاتا ہے۔

(ادارہ)

نظامِ وصیّت اور ہماری ذمہ داریاں

(از محترم ناظر صاحب بیت المال آمد قادیان)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں نظام وصیّت قائم کیا اور اس نظام کے ذریعہ یہ کوشش کی گئی ہے کہ جو افراد نظام سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں اُن میں سے ایک ایسا گروہ تیار ہو جو اسلامی تعلیم کی رو سے اپنی ذمہ داریوں کو اسقدر توجہ اور قربانی سے ادا کرنے والے ہوں کہ اُن میں اور دوسرے گروہ میں ایک مابہ الامتیاز پیدا ہو جائے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وحی الٰہی کے ماتحت جماعت کے ایسے ہی برگزیدہ لوگوں کی قبروں کے لئے جو اپنے عمل اور قربانی کے لحاظ سے بہشتی ہیں ایک مقبرہ کی بنیاد رکھی۔ جس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور فرمایا:۔

''اور میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسکو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دُنیا پر مقدم کر لیا اور دُنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرف وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یاربّ العالمین......''

نظام وصیت صرف 1/10 مالی قربانی کا ہی نام نہیں ہے یہ وہ نظام ہے جو ایک موصی کو زمین کی پستیوں سے اُٹھا کر آسمانی رفعتوں تک پہنچاتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ الوصیّت میں احبابِ جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

''اگر تم صاف دل ہو کر اسکی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کریگا۔ اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک کہ تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی لذات کو چھوڑ کر اپنی عزّت کو چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اسکی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔''

مزید فرمایا کہ:۔

''اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے۔ اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے۔ اور اُن دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں۔''

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وصیّت کے نظام اور مقبرہ بہشتی کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''کوئی نادان اس قبرستان اور اس انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسبِ وحی الٰہی ہے انسان کا اس میں دخل نہیں۔ اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دے گی بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا۔'' (الوصیت صفحہ 22-23 حاشیہ)

پھر فرماتے ہیں:۔

''جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں۔ وہ اپنی ایمان داری پر مہر لگا دیتے ہیں۔'' (الوصیّت صفحہ 29)

''جو احباب کوئی جائیداد نہیں رکھتے مگر آمدن کی کوئی سبیل رکھتے ہیں وہ اپنی آمدن کا کم از کم 1/10 حصّہ ماہوار انجمن کے سپرد کریں......لیکن ان کو وصیت کرنی ہوگی کہ ان کے مرنے کے بعد انکے متروکہ کے کم از کم 1/10 حصّہ کی مالک انجمن ہو۔'' (الوصیّت صفحہ 35)

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی تصنیف ''نظامِ نو'' میں فرمایا ہے کہ دُنیا کا نیا نظام الوصیّت میں موجود ہے۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

''ضرورت ہے کہ اس موجودہ دور میں اسلامی تعلیم کا نفاذ ایسی صورت میں کیا جائے کہ وہ نقائص بھی پیدا نہ ہوں جو ان دنیوی تحریکوں میں ہیں اور اسقدر روپیہ بھی اسلامی نظام کے ہاتھ میں آجائے جو موجودہ زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے مساوات کو قائم رکھنے اور سب لوگوں کی حاجات کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے۔'' (الوصیّت صفحہ 113)

''......خُلفاء نے اپنے اپنے زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے اسلام کے احکام کی تعبیر کی مگر موجودہ زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کسی اور نظام کی ضرورت تھی اور اس نظام کے قیام کے لئے ضروری تھا کہ کوئی شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے آئے اور وہ اُن تمام دُکھوں اور دردوں کو مٹانے کے لئے ایسا نظام پیش کرے جو زمینی نہ ہو بلکہ آسمانی ہو اور ایسا ڈھانچہ پیش کرے جو اِن تمام ضرورتوں کو پورا کردے جو غرباء کو لاحق ہیں اور دُنیا کی بے چینی کو دور کردے۔''(الوصیّت صفحہ 114)

یہی وہ عظیم الشان......آسمانی نظام ہے جو کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تصنیف رسالہ الوصیّت میں پیش فرمایا ہے۔ جس کی بنیاد 1905ء میں رکھی گئی۔ آپ نے اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت اعلان فرمایا کہ اس زمانہ میں خدا تعالےٰ نے ان لوگوں کے لئے جو حقیقی جنّت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی خوشی سے اپنے مال کے کم سے کم دسویں حصّہ کی اور زیادہ سے زیادہ تیسرے حصّہ کی وصیّت کردیں۔

اِسی عظیم الشان آسمانی نظام کی طرف ہمارے موجودہ پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ہمیں بُلا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے اور اپنی اولاد کی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے وصیت کے آسمانی نظام میں شامل ہوجائیں۔

آپ نے جلسہ سالانہ لندن (یو۔کے) کے اختتامی خطاب یکم اگست 2004ء میں فرمایا ہے کہ میری خواہش ہے کہ آئندہ ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار احمدی نظامِ وصیّت میں شامل ہوں۔ کیونکہ 2005ء میں اس آسمانی نظام کو قائم ہوئے پورے 100 سال ہو جائیں گے۔ نیز آپ نے اپنے خطاب میں اس خواہش کا بھی اظہار فرمایا ہے کہ 2008ء تک جب خلافت احمدیہ پر سو سال پورے ہوں تو دُنیا کے کمانے والے احمدیوں کا کم از کم پچاس فیصد (50%) وصیّت کے مبارک نظام میں شامل ہوجائے۔

آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ:۔

''بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابھی ہمارا معیار اتنا اُنچا نہیں کہ ہم اس نظام میں شامل ہوسکیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اس نظام میں شمولیت کی برکت سے کئی سالوں کی مسافت دنوں اور گھنٹوں میں طے کی جاسکتی ہے۔ پس اپنی اصلاح کی خاطر اِس نظام میں احمدیوں کو شامل ہونا چاہئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے جو دُعا کی ہیں اُن سے حصّہ لینا چاہئے۔''

آپ نے فرمایا کہ:۔

''اس نظامِ وصیّت پر 2005ء میں پورے سو سال ہو جائیں گے لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نظام میں شامل ہونے والوں کو نصیحت فرمائی تھی اور جس رفتار سے احمدیوں کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے تھا وہ نہیں ہورہے۔''

''فرمایا کہ اگر میں وہ اعداد شمار رکھوں کہ کس رفتار سے احمدی گزشتہ سو سال میں اس نظام میں شامل ہوئے ہیں تو آپ بھی پریشان ہو جائیں گے 99 سال پورے ہونے کے بعد بھی 1905ء سے لیکر آج تک صرف 35,000 احمدیوں نے وصیّت کی ہے۔ اور اگلے سال انشاء اللہ اس نظام کو پورے سو سال ہو جائیں گے۔ تو میری یہ خواہش ہے کہ اور میں یہ تحریک کرنی چاہتا ہوں کہ اس آسمانی نظام میں اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے آگے آئیں۔ اور آئندہ ایک سال میں کم از کم پندرہ ہزار وصایا ہو جائیں۔ تاکہ ہم کہہ سکیں کہ ایک سو سال میں کم از کم پچاس ہزار وصایا ہوگئی ہیں۔ اور پھر یہ بھی ایک میری خواہش ہے کہ 2008ء میں خلافت کو پورے سو سال ہوجائیں گے۔ تو اس وقت جماعت کو خلافت جوبلی منانی چاہئے۔ میری خواہش ہے کہ جب 2008ء میں خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے سو سال ہوجائیں تو دُنیا کے ہر ملک

میں ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں ان میں سے کم از کم پچاس فیصد (50%) تو ایسے ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس پاک نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور یہ بھی جماعت کی طرف سے خلافت کے سو سال پورے ہونے پر ایک حقیر نذرانہ ہوگا۔ جو جماعت اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔ اس لئے خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی صف دوم اور لجنہ اماء اللہ کو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ کیونکہ 75-70 سال کی عمر جب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں تو اسوقت تو صرف بچا کھچا ہی ہے جو پیش ہو سکتا ہے۔ عورتوں کو میں خاص طور پر کہتا ہوں کہ اپنے ساتھ ساتھ اپنے خاوندوں اور بچوں کو بھی اس پاک نظام میں شامل کریں۔"

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ مبارک تحریک ساری دُنیا کی جماعتوں کے لئے ہے لیکن ہندوستان وہ مقام ہے جہاں سے اس آسمانی نظام کا آغاز 1905ء میں ہوا تھا۔ اس لحاظ سے ہندوستان کی جماعتوں کے ہر کمانے والے مرد اور عورتوں کے لئے جو ابھی نظام وصیت میں شامل نہیں ہوئے ہیں زیادہ سے زیادہ شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ بھی اپنے خطاب میں فرمایا کہ دنیاوی لحاظ سے بھی اگر اس نظام کی اہمیت کا اندازہ لگائیں تو آج سے ساٹھ سال پہلے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جو "نظام نو" کے عنوان سے تقریر فرمائی تھی اسمیں آپؓ نے دُنیا کے تمام دعووں کو کھوکھلے بتا کر اصل نظام "نظام وصیت" کو ہی قرار دیا تھا۔

نظام وصیت کے ذریعہ ہونے والے کام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ "نظام نو" میں فرماتے ہیں:۔

"جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دُکھ اور تنگی کو دُنیا سے مٹا دیا جائے گا۔ انشاء اللہ یتیم بھیک نہ مانگے گا۔ بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔ کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی جوانوں کی باپ ہوگی۔ عورتوں کا سہاگ ہوگی۔ اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس ذریعہ سے مدد کرے گا اور اسکا دینا بے بدلہ نہ ہوگا۔ بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب نہ قوم قوم سے لڑے گی۔ بلکہ اسکا احسان سب دُنیا پر وسیع ہوگا۔" (صفحہ 130)

پس نظام وصیّت ہی وہ عظیم الشان بین الاقوامی نظام ہے جو مُلکی نظام سے بالاتر اسلامی "نظام نو" ہے۔ اس تعلق سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دُنیا چلّا چلّا کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے تب چاروں طرف سے آوازیں اُٹھنی شروع ہو جائیں گی کہ آؤ تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں۔ روس کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں ہندوستان کہے گا کہ آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں جرمنی اور اٹلی کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ امریکہ کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ اُس وقت میرا قائمقام قادیان سے کہے گا نیا نظام الوصیّت میں موجود ہے اگر دنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ الوصیّت کے پیش کردہ نظام کو دُنیا میں جاری کیا جائے۔" (نظام نو صفحہ 117)

پس آج وہ وقت آن پہنچا ہے کہ جبکہ دُنیا کو فلاح و بہبود کے راستے پر چلانے کے لئے ایک نئے نظام کی ضرورت ہے۔ آج سے ساٹھ سال قبل حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ وہ نظام الوصیّت میں موجود ہے۔ اس لئے آسمانی نظام کی طرف ہمارے موجودہ پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمیں بُلا رہے ہیں۔ ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اس آواز پر جس طرح پہلے خلفاء کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہر تحریک میں آگے بڑھے ہیں اسی طرح اس آواز پر بھی لبیک کہتے ہوئے صرف اور صرف اپنی اصلاح کے لئے آگے بڑھیں۔ اللہ تعالیٰ تمام احمدی بھائیوں اور بہنوں کو نظام وصیّت میں شامل ہونے اور اُسکی برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق وسعادت عطا فرمائے۔

حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ

......از مکرم چودھری ظفر اللہ خان صاحب طاہر ربوہ......

نام: حضرت سید عبداللطیف صاحب

قبول احمدیت: آپ ۱۸ر نومبر ۱۹۰۲ء کو پہلی مرتبہ قادیان تشریف لائے، بیعت کی اور ۱۹۰۳ء میں واپس روانہ ہوئے۔

شہادت: آپ کو ۱۴ر جولائی ۱۹۰۳ء کو کابل میں سنگسار کر کے شہید کیا گیا۔

اولاد: آپ کے پانچ صاحبزادے تھے۔

۱۔صاحبزادہ سید محمد سعید جان صاحب۔ افغانستان میں ہی حکومت وقت کے مظالم کے نتیجہ میں شہید ہوئے۔

۲۔صاحبزادہ سید عبدالسلام صاحب ۳۔صاحبزادہ سید ابوالحسن قدسی صاحب

۴۔صاحبزادہ سید محمد عمر جان صاحب۔ افغانستان میں ہی حکومت کے مظالم کے نتیجہ میں شہید ہو گئے۔

۵۔صاحبزادہ سید محمد طیب صاحب

قربانیوں کا تذکرہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ میں سے حضرت صاحبزادہ شہزادہ عبداللطیف صاحب بھی وہ مبارک وجود تھے جنہوں نے مال کی، عزت کی، جائیداد کی، جاہ و منصب کی حتیٰ کہ جان تک کی قربانی اللہ کی راہ میں پیش کر دی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے متعلق فرمایا:

''شہید مرحوم نے میری جماعت کو ایک نمونہ دیا''

حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحب افغانستان کے صوبہ خوست میں سید گاہ گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ کے بزرگ ہندوستان سے ہجرت کر کے افغانستان جا کر آباد ہوئے تھے۔ آپ کا خاندان بہت بڑی جائیداد کا مالک تھا جو کہ قریباً تیس ہزار ایکڑ تھی۔ آپ کا گھرانہ دینی گھرانہ تھا اور سارے علاقے میں ان کے علم دین کی شہرت تھی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے حصول علم کے لئے ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ کئی سال مختلف علماء سے کسب علوم کیا اور پھر واپس جا کر اپنے گاؤں میں قرآن وحدیث کا درس شروع کیا۔ آپ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ آپ نے اپنے طالب علموں کے لئے رہائش اور کھانے کا باقاعدہ بندوبست کیا ہوا تھا۔ آپ بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کی اپنی لائبریری تھی جس میں دینی علوم پر مشتمل ہر قسم کی ضروری کتب موجود تھیں۔ امیر عبدالرحمٰن جب افغانستان کا بادشاہ تھا تو اس نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی علمی شہرت سن کا آپ کو ملاقات کے لئے کابل بلوایا۔ جب آپ سے ملاقات ہوئی تو وہ آپ کے علمی مقام اور آپ کے وقار سے اس قدر متاثر ہوا کہ اپنے ملک میں مذہبی مشوروں کے لئے آپ کو مشیر اور اپنے بیٹے حبیب اللہ خان کا استاد مقرر کیا۔ بعد میں بادشاہ کے کہنے پر آپ نے اپنے بیوی بچے بھی خوست سے کابل بلوالئے اور یہیں رہنے لگے۔ جب افغانستان کے بادشاہ امیر عبدالرحمٰن فوت ہوئے تو حضرت صاحبزادہ صاحب کے مشورے پر ہی امیر حبیب اللہ خان کو تخت پر بٹھانے کا فیصلہ ہوا تھا۔ اور ۳ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو امیر حبیب اللہ خان کی رسمی تاجپوشی آپ ہی کے ہاتھوں انجام پائی تھی۔ اس سے حضرت صاحبزادہ صاحب کے علمی اور ظاہری مقام کا اندازہ ہوتا ہے کہ کس اعلیٰ مقام پر آپ فائز تھے اور آپ کی کیا شان تھی۔

واعظ و ملا و صوفی و فقیہ
لیک خونش ریخت یک قوم سفیہ

۱۸۹۴ء کی بات ہے کہ افغانستان اور ہندوستان کی سرحدوں کی تعیین کے سلسلہ میں ایک وفد افغانستان سے پشاور آیا تو اس وفد میں حضرت صاحبزادہ صاحب بھی شامل تھے۔ اسی عرصہ میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق خبر ملی تو آپ نے حضورؑ کی کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' کے مطالعہ سے یہ جان لیا کہ آپ ہی سچے موعود ہیں۔

شہادت حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب

اب شہزادہ عبداللطیف صاحب کی شہادت کی داستان کچھ اس طرح آگے بڑھتی ہے کہ امیر عبدالرحمٰن کے بعد اس کا بیٹا حبیب اللہ

خان امیر بنا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے امیر سے حج پر جانے کی اجازت مانگی۔ امیر نے بخوشی اجازت دی۔ آپ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کابل سے روانہ ہوکر بنوں کے راستے ہندوستان آئے۔ اٹک کے قریب حضرت شہزادہ صاحب کی ملاقات ایک احمد سے ہوئی۔ آپ اسے مل کر اس قدر خوش ہوئے کہ اُسے ایک گھوڑا بطور انعام دے دیا۔ جب آپ لاہور پہنچے تو پتہ چلا کہ طاعون کی بیماری پھیلنے کی وجہ سے اس سال حج پر جانے میں روک پیدا ہوگئی ہے۔

قادیان آمد اور اپنے امام سے پہلی ملاقات

آپ کی قادیان میں آمد ۱۹۰۲ء کے اواخر میں ہوئی۔ شہزادہ صاحب لاہور سے بٹالہ اور بٹالہ سے پیدل چل کر قادیان پہنچے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی پہلی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں۔"

حضرت صاحبزادہ صاحب قریباً ساڑھے تین ماہ تک قادیان میں رہے۔

قادیان سے روانگی۔ آخری ملاقات

۱۹۰۳ء کے شروع میں جب آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اجازت لے کر قادیان سے روانہ ہونے لگے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کچھ اور لوگ بٹالہ کی نہر تک جو کہ قادیان سے قریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے شہزادہ صاحب کو الوداع کہنے تشریف لائے۔ جب شہزادہ صاحب کے رخصت ہونے کا وقت آیا تو آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں گر پڑے اور دونوں ہاتھوں سے حضور کے پاؤں پکڑ لئے اور عرض کیا میرے لئے دعا کریں۔ آپ نے فرمایا اچھا دعا کرتا ہوں میرے پاؤں چھوڑ دیں۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کو پتہ چل گیا تھا کہ یہ آپ کی اخری ملاقات ہے۔ بہر حال آپ قادیان سے روانہ ہوکر لاہور اور لاہور سے بنوں اور بنوں سے خوست اپنے گاؤں سید گاہ پہنچے۔

کابل جانے سے پہلے آپ نے اپنے شاگرد محمد حسین کو جو اُس وقت افغانستان کی فوجوں کا سب سے بڑا افسر تھا خط لکھا کہ آپ بادشاہ سے میرے کابل آنے کی اجازت لیکر مجھے لکھیں۔ یہ خط آپ کے ایک دشمن نصر اللہ خان جو کہ نائب امیر اور امیر کا بھائی بھی تھا اس کے ہاتھ لگا اُس نے یہ خط لیکر بادشاہ کے پاس شکایت کر دی۔ علاوہ ازیں شہزادہ صاحب نے دیگر اعلیٰ سرکاری عہدیداران کو بھی خطوط لکھے تھے وہ خطوط بھی امیر کے پاس بھجوا دئے گئے۔

بادشاہ نے بڑے بڑے مولویوں کو بلایا اور ان سے رائے لی تو انہوں نے کہا کہ جس شخص کی اس نے بیعت کی ہے وہ تو کافر اور مرتد ہے تب بادشاہ کی طرف سے خوست کے گورنر کو حکم بھجوایا گیا کہ شہزادہ صاحبکو گرفتار کر کے پچاس سواروں کے ساتھ یہاں بھیج دو۔

گرفتاری اور قید و بند

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے عجیب معاملہ ہوتا ہے۔ ان سرکاری کارندوں کے پہنچنے سے قبل ہی آپ نے اپنے ساتھیوں کو بتا دیا تھا کہ مجھے گرفتار کر لیا جائے گا اور اپنے ایک شاگرد احمد نور کابلی کو فرمایا کہ میری شہادت کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دینا۔ عصر کا وقت تھا جب حاکم خوست کی طرف سے پچاس سپاہی آپ کی گرفتاری کے لئے آئے۔ حاکم خوست آپ کی بہت عزت کرتا تھا اس نے پیغام بھجوایا تھا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں آپ خود آئیں گے یا میں حاضر ہو جاؤں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ہمارے سردار ہیں میں خود چلتا ہوں۔ گھر سے روانہ ہونے سے قبل آپ نے اپنے گھر والوں کو نصیحت فرمائی کہ اب میں جا رہا ہوں۔ دیکھو ایسا نہ ہو کہ میرے بعد تم کوئی اور راستہ اختیار کرو۔ جس ایمان وعقیدہ پر میں ہوں وہی تمہارا مذہب ہونا چاہیے۔ جب آپ خوست چھاؤنی پہنچے تو حاکم نے ایک کوٹھی میں آپ کو نظر بند کر دیا مگر اتنی رعایت رکھی کہ آپ کے عزیز آپ سے ملتے رہیں۔ کچھ دنوں کے بعد حاکم خوست نے آٹھ گھڑ سواروں کے ساتھ آپ کو کابل بھجوا دیا۔

کابل دربار شاہی میں

بادشاہ کو آپ کے خلاف بہت بھڑکایا گیا تھا۔ جب آپ کو دربار میں پیش کیا گیا تو بادشاہ بڑی سختی سے پیش آیا اور حکم دیا کہ ان کو ارک کے قلعہ میں قید کر دو۔ یہ وہ قلعہ تھا جس کے ایک حصہ میں خود بادشاہ

رہتا تھا۔ بادشاہ کے حکم پر آپ کو اس قلعہ میں قید کر دیا گیا اور غراغراب نامی زنجیر جس کا وزن ایک من چوبیس سیر تھا آپ کو پہنا دی گئی۔ اس میں ہتھکڑی بھی شامل تھی۔ آپ کے جسم کا کمر تک کا حصہ مکمل طور پر اس نے گھیر لیا۔ آپ کے پاؤں میں آٹھ سیر وزنی بیڑی لگا دی گئی۔ یہ قید بامشقت ایک عادی مجرم پر وارد نہ کی گئی تھی۔ بلکہ اس وجود پر یہ مسلط کی گئی جو بچپن سے ہی ناز و نعم میں پلا تھا۔ اپنے علاقہ کا معروف بزرگ اور عالم متبحر اور بہت بڑی جائیداد کا مالک تھا۔ آپ نے محض اللہ کے نام پر، اس کی خاطر، اس کے دین کی خاطر یہ قید بامشقت چار ماہ تک بڑے ہی صبر اور حوصلہ کے ساتھ پوری کی۔ اپنا سارا وقت ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن کریم میں گزارا۔

قید کے دوران بادشاہ نے کئی مرتبہ شہزادہ صاحب کو یہ کہا کہ آپ مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کر دیں تو بچ سکتے ہیں مگر آپ نے ہر مرتبہ یہی کہا کہ میں صداقت کو کیسے چھوڑ دوں؟ اس پر میری ہر چیز قربان ہوسکتی ہے۔ مگر مجھ سے یہ صداقت کا انکار نہیں ہوسکتا۔

کچھ ایسے مست ہیں وہ رُخِ خوب یار سے
ڈرتے کبھی نہیں ہے وہ دشمن کے وار سے

راہ مولیٰ میں شہادت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام شہزادہ صاحب کی شہادت کے واقعات کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

"جب چار مہینے قید کے گزر گئے تب امیر نے اپنے روبرو شہید مرحوم کو بلا کر پھر اپنی عام کچہری میں توبہ کے لئے فہمائش کی۔ اور بڑے زور سے رغبت دی کہ اگر تم اب بھی قادیانی کی تصدیق اور اس کے اصولوں کی تصدیق سے میرے روبرو انکار کرو تو تمہاری جان بخشی کی جائے گی۔ اور تم عزت کے ساتھ چھوڑے جاؤ گے۔ شہید مرحوم نے جواب دیا کہ یہ تو غیر ممکن ہے کہ میں سچائی سے توبہ کروں۔ اس دنیا کے حکام کا عذاب تو موت تک ختم ہو جاتا ہے لیکن میں اس سے ڈرتا ہوں جس کا عذاب کبھی ختم نہیں ہوسکتا۔ ہاں چونکہ میں سچ پر ہوں اس لئے چاہتا ہوں کہ ان مولویوں سے جو میرے عقیدہ کے مخالف ہیں میری بحث کرائی جائے۔ اگر میں دلائل کے رو سے جھوٹا نکلا تو مجھے سزا دی جائے۔ راوی اس قصہ کے کہتے ہیں کہ ہم اس گفتگو کے وقت موجود تھے۔ امیر نے اس بات کو پسند کیا اور مسجد شاہی میں خان ملّا خاں اور آٹھ مفتی بحث کے لئے منتخب کئے گئے اور ایک لاہوری ڈاکٹر جو خود پنجابی ہونے کی وجہ سے سخت مخالف تھا بطور ثالث کے مقرر کر کے بھیجا گیا۔...... مباحثہ تحریری تھا۔ صرف تحریر ہوتی تھی۔ اور کوئی بات حاضرین کو سنائی نہیں جاتی تھی۔ اس لئے اس مباحثہ کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا۔ سات بجے صبح سے تین بجے سہ پہر تک مباحثہ جاری رہا۔ پھر جب عصر کا آخری وقت ہوا تو کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ پھر بعد اس کے اخوندزادہ حضرت شہید مرحوم اسی طرح پابہ زنجیر ہونے کی حالت میں قید خان میں بھیجے گئے اور اس جگہ یہ بات بیان کرنے سے رہ گئی ہے کہ جب شہزادہ مرحوم کی ان بدقسمت مولویوں سے بحث ہو رہی تھی تب آٹھ آدمی برہنہ تلواریں لے کر شہید مرحوم کے سر پر کھڑے تھے۔۔ پھر بعد اس کے وہ فتویٰ کفرات کے وقت امیر صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا۔ اور یہ چالاکی کی گئی کہ مباحثہ کے کاغذات ان کی خدمت میں عمداً نہ بھیجے گئے اور نہ عوام پر ان کا مضمون ظاہر کیا گیا۔ یہ صاف اس بات کی دلیل تھی کہ مخالف مولوی شہید مرحوم کے ثبوت پیش کردہ کا کوئی ردّ نہ کر سکے۔ مگر افسوس امیر پر کہ اس نے کفر کے فتویٰ پر ہی حکم لگا دیا اور مباحثہ کے کاغذات طلب نہ کئے۔...... بعد اس کے کہ فتویٰ کفر لگا کر شہید مرحوم کو قید خانہ میں بھیجا گیا صبح روز دوشنبہ کو شہید موصوف کو سلام خانہ یعنی خاص مکان دربار امیر صاحب میں بلایا گیا۔ اس وقت بھی بڑا مجمع تھا...... پھر امیر صاحب جب اپنے اجلاس پر آئے تو اجلاس میں بیٹھتے ہی پہلے اخوندزادہ صاحب مرحوم کو بلایا اور کہا کہ آپ پر کفر کا فتویٰ لگ گیا ہے۔ اب کہو کہ کیا توبہ کرو گے یا سزا پاؤ گے۔ تو انہوں نے صاف لفظوں میں انکار کیا اور کہا کہ میں حق سے توبہ نہیں کرسکتا۔ کیا میں جان کے خوف سے باطل کو مان لوں۔ یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ تب امیر نے دوبارہ توبہ کے لئے کہا اور توبہ کی حالت میں بہت امید دی۔ اور وعدہ معافی دیا۔ مگر شہید موصوف نے بڑے زور سے انکار کیا اور کہا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ میں سچائی سے توبہ کروں......... جب شہید مرحوم نے ہر ایک مرتبہ توبہ کرنے کی فہمائش پر توبہ کرنے سے انکار کیا تو امیر نے ان سے مایوس ہو کر اپنے ہاتھ سے ایک لمبا چوڑا کاغذ لکھا اور اس میں مولویوں کا فتویٰ درج کیا اور اس میں یہ لکھا کہ ایسے کافر کی

سنگساری کرنا سزا ہے۔تب وہ فتویٰ اخوندزادہ مرحوم کے گلے میں لٹکا دیا گیا اور پھر امیر نے حکم دیا کہ شہید مرحوم کے ناک میں چھید کر کے اس میں رسّی ڈال دی جائے اور اس رسّی سے شہید مرحوم کو کھینچ کر مقتل یعنی سنگسار کرنے کی جگہ تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس ظالم امیر کے حکم سے ایسا ہی کیا گیا اور ناک کو چھید کر سخت عذاب کے ساتھ اس میں رسّی ڈالی گئی۔ تب اس رسّی کے ذریعہ مرحوم کو نہایت ٹھٹھے، ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ مقتل تک لے گئے اور امیر اپنے تمام مصاحبوں کے ساتھ اور مع قاضیوں، مفتیوں اور دیگر اہلکاروں کے یہ دردناک نظارہ دیکھتا ہوا مقتل تک پہنچا اور شہر کی ہزارہا مخلوق جن کا شمار کرنا مشکل ہے اس تماشہ کے دیکھنے کے لئے مقتل پر پہنچے تو شہزادہ مرحوم کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا اور پھر اس حالت میں جب کہ وہ کمر تک زمین میں گاڑ دئے گئے تھے امیر ان کے پاس گیا اور کہا کہ اگر تو قادیانی سے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے انکار کرے تو اب بھی میں تجھے بچا لیتا ہوں۔ تیرا آخری وقت ہے اور یہ آخری موقعہ ہے جو تجھے دیا جاتا ہے۔ اپنی جان اور اپنے عیال پر رحم کر۔ تب شہید مرحوم نے جواب دیا کہ نعوذ باللہ سچائی سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے اور جان کی کیا حقیقت ہے اور عیال واطفال کیا چیز ہے جن کے لئے میں ایمان کو چھوڑ دوں مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہوگا اور میں حق کے لئے مروں گا۔

دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا

تب قاضیوں اور فقیہوں نے شور مچایا کہ کافر ہے، کافر ہے۔ اس کو جلد سنگسار کرو۔ اس وقت امیر اور اس کا بھائی نصر اللہ خان اور قاضی اور عبدالاحد کمیدان یہ لوگ سوار تھے اور باقی تمام لوگ پیادہ تھے۔ جب ایسی نازک حالت میں شہید مرحوم نے بار بار کہہ دیا کہ میں ایمان کو جان پر مقدم رکھتا ہوں۔ تب امیر نے اپنے قاضی کو حکم دیا کہ پہلا پتھر تم چلاؤ۔ کہ تم نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ قاضی نے کہا کہ آپ بادشاہ وقت ہیں آپ چلائیں۔ تب امیر نے جواب دیا کہ شریعت کے تم ہی بادشاہ ہو اور تمہارا ہی فتویٰ ہے اس میں میرا کوئی دخل نہیں۔ تب قاضی نے گھوڑے سے اتر کر ایک پتھر چلایا جس پتھر سے شہید مرحوم کو زخم کاری لگا اور گردن جھک گئی۔ پھر بعد اس کے بدقسمت امیر نے اپنے ہاتھ سے پتھر چلایا۔ پھر کیا تھا اس کی پیروی سے ہزاروں پتھر اس شہید پر پڑنے لگے۔ اور کوئی حاضرین میں سے ایسا نہ تھا جس نے اس شہید مرحوم کی طرف پتھر نہ پھینکا ہو۔ یہاں تک کہ کثرتِ پتھر سے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھہ پتھروں کا جمع ہو گیا۔...... بیان کیا گیا ہے کہ یہ ظلم یعنی سنگسار کرنا ۱۴؍جولائی ۱۹۰۳ء کو وقوع میں آیا۔ (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۵۴ تا ۵۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس واقعہ کا فارسی نظم میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

آں جواں مرد و حبیبِ کردگار
جوہر خود کرد آخر آشکار
بیں کہ ایں عبد اللطیف پاک مرد
چوں پئے حق خویشتن برباد کرد
جاں بصدق آں دلستاں را دادہ است
تا کنوں در سنگہا افتادہ است
ایں بود و رسم و رہِ صدق و وفا
ایں بود مردان حق را انتہا

یعنی وہ جواں مرد اور رب کریم کا محبوب تھا۔ اس نے اپنے پوشیدہ خداداد جوہر کو خوب ظاہر کر دیا۔ دیکھو دیکھو اس پاک وجود عبداللطیف نے اپنے مولا اور حق وصداقت کی خاطر قربانی دے دی اور اُس وجود نے صدق اور سچائی کے ساتھ اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ تبھی تو اس نے اپنے آپ کو اس طرح پر سنگساری کے پتھروں کے سپرد کر دیا۔ یہی صدق ووفا کے راستہ کی رسم ہے اور مردان حق کا انتہائی مقام یہی ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے متعلق فرمایا:

’’اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔‘‘

اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ ان کی برکات ان کے پس ماندگان میں جاری وساری رکھے اور ہر آن اور ہر لحظہ سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

صوبہ اڑیسہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کا آغاز

اور اسکے کارہائے نمایاں تاریخ کے جھروکوں سے

سید احمد نصیر اللہ، سابق علاقائی قائد، مجلس خدام الاحمدیہ، اُڑیسہ

یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ صوبہ اُڑیسہ کے نوجوانوں میں ماضی سے ہی ایسے تنظیم سے دلچسپی اور لگاؤ ہے۔ تفصیلات تو طویل ہے، مختصر یہ ہے کہ صوبہ اُڑیسہ میں تنظیم خدام الاحمدیہ قائم ہونے سے کچھ عرصہ قبل ایک دور ایسا بھی گذرا ہے کہ صوبہ کے شہر کٹک میں مقیم اُس وقت کے بعض احمدی نوجوانوں Youngmen Ahmadiyya Association کے نام سے ایک تنظیم قائم کر کے کام کرتے رہے۔ ازاں بعد کسی وجہ سے یہ تنظیم جاری نہ رہ سکی۔ (ماخوذ از مسودہ تاریخ احمدیت اُڑیسہ، مرتبہ مکرم سید غلام ابراہیم صاحب مرحوم آف سونگڑہ)۔ لیکن کسے پتہ تھا کہ اس نوعیت کی تنظیم کا حقیقی معنوں میں علمبردار و اہل ہونے کا شرف اللہ تعالےٰ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بانی مجلس خدام الاحمدیہ کو عطا کرنے والا تھا۔ الغرض سیدنا حضرت بانی مجلس خدام الاحمدیہ کی تحریک پر نہ صرف شہر کٹک بلکہ اکنافِ عالم کے کونے کونے میں موجود جماعت احمدیہ مسلمہ کے نوجوانوں نے لبیک کہا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ آج صوبہ بھر میں اس کی شاخیں بفضلہٖ تعالیٰ منظّم رنگ میں کام کر رہی ہیں۔

سب سے دلچسپ بات یہ کہ یہی وجہ تھی کہ 1939ء میں اپنی حسن کارکردگی کی بناء پر تنظیم خدام الاحمدیہ کیرنگ نے اس وقت کے ہمارے صوبائی امیر حضرت خانصاحب سید ضیاء الحق صاحب کی توسط سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کے دست مبارک سے پہلا 'علم انعامی' حاصل کرنے کی سعادت پائی (بحوالہ سوئنیر مجلس خدام الاحمدیہ کراچی، 8th Annual Ijtima صفحہ 71)۔ البتہ ابتدائی مراحل میں نوجوانوں کی تعلیمی، تربیتی و جسمانی نشو نما کی خاطر مقابلہ جات وغیرہ کو منظّم طریق پر سرانجام دینے کے لئے صوبائی سطح پر انتظام کی کمی تھی، جبکہ تقسیم ملک سے قبل مرکز قادیان اور دیگر صوبوں میں اجتماعات ہوتے رہے، لیکن آزادی کے معاً بعد مرکز قادیان کی غیر معمولی نا مساعد حالات کے پیش نظر یہ سلسلہ کچھ عرصہ تک التوا میں رہا۔ الغرض تاریخ نہ صرف اوراق الٹاتی ہے بلکہ دہراتی بھی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آج سے 30 سال قبل یعنی 1974ء کی بات ہے، کیرنگ کی سرزمین میں چند نوجوانوں کی غیر معمولی دلچسپی، بزرگان کی حوصلہ افزائی و اُس وقت کے نوجوان مبلغ مولوی شیخ عبدالحلیم صاحب وغیرھم کی رہنمائی سے 'صوبائی اجتماع' کی داغ بیل ڈالی گئی جو صوبہ اُڑیسہ کے پہلے اجتماع کی شکل میں مورخہ 20 تا 21 فروری 1975ء میں اسی مقام پر منعقد ہوا جس کی سرپستی کرنے والے وہاں کے چند بزرگان کے علاوہ جماعت احمدیہ کیرنگ، موسابنی مائنز اور چودوار نے حسبِ استطاعت مالی اور جسمانی تعاون دیا۔ فجز اہم اللہ احسن الجزاء۔

1975ء میں جماعت احمدیہ کیرنگ میں لگایا گیا یہ چھوٹا سا پودہ آج کی تاریخ میں ایک مضبوط، منظّم، تناور سرسبز شاخوں پر مشتمل نوجوان درخت کی حیثیت سے ابھر رہا ہے۔ اس کی مختصر مگر جامع تفصیل اس طرح ہے کہ 1975ء کے بعد سے آج تک بفضلہٖ تعالیٰ ہر سال یہ اجتماع باقاعدگی کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے۔ البتہ موقعہ اور حالات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے گاہِ بگاہِ ان میں حسبِ ضرورت ترامیم ہوتی رہی ہیں۔ ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ 1976ء تا 1980ء تک کے اجتماعات میں ایک مخصوص طبقہ کی طرف سے روڑے اٹکائے گئے۔ لیکن محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیرنگ، نرگاؤں، پنکال، کرڈاپلّی، بھدرک، سورو، سونگڑہ، کٹک، بھبنیشور، دھواں ساہی، کیندراپاڑہ، سرلو، تارکوٹ، تالبرکوٹ اور مکتہ دئی پور وغیرہ جماعتوں میں کئی کئی بار اجتماعات منعقد ہوئے۔

1976ء تا 1980ء تک کے اجتماعات کے سلسلہ میں کی گئی کوششوں میں جو خاص کمی تھی وہ صوبائی قیادت کی عدم موجودگی۔ صرف چند پُر جوش مخلصین، بعض قائدین و معاونین کے تعاون سے مجالس اور اجتماعات کا احسن طریق پر چلایا جانا ناممکن امر تھا۔ اس کمی کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، ناظر اعلیٰ، صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ازراہِ کرم 1982ء میں مکرم ڈاکٹر محمد انوار الحق صاحب کو پہلا علاقائی قائد مقرر

فرمایا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ازاں بعد مرکز سلسلہ کی منظوری سے مکرم ڈاکٹر شیخ شمسور صاحب، مکرم ڈاکٹر منظور حسین صاحب، مکرم شیخ حلیم الدین صاحب، مکرم لیاقت احمد خاں صاحب اور مکرم بشارت احمد خاں صاحب یکے بعد دیگرے صوبائی قیادت سنبھالتے رہے۔ مذکورہ اجتماعات کی تاریخ پر جامع اور سرسری نظر ڈالنے سے ان کی بتفصیل ذیل خصوصیات نمایاں ہو رہی ہیں۔

۱۔ 1980ء میں کٹک کا اجتماع دیگر مجالس سے کسی قسم کی مالی اعانت لئے بغیر منعقد کیا گیا۔

۲۔ 1982ء میں اجتماع بھبنیشور کے موقعہ پر بغرض اجتماع ایک 'قواعد' کا مسودہ ترتیب دیئے جانے کی ابتدائی کوشش کی گئی۔

۳۔ 1983ء کے سالانہ اجتماع بمقام سونگڑہ پر پہلی بار سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام موصول ہوا اور پہلی بار مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری، صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے شرکت فرمائی۔ اسی طرح اسی اجتماع میں پہلی بار صوبہ کے اطفال الاحمدیہ نے نمائندگی کی۔ نیز قواعد اجتماع کی کاپیاں اُردو اور اُڑیہ ہر دو زبانوں میں ترتیب دی گئیں۔

۴۔ 1987ء کے سالانہ اجتماع بمقام سرلو پہلی بار خیمے نصب کر کے نمایندگان کو ٹھہرایا گیا۔

۵۔ 1989ء کی صد سالہ جوبلی سال کا اجتماع صوبہ کے قدیمی و تاریخی شہر کٹک کے سٹیڈیم میں ہوا اور اس اجتماع میں پہلی بار کوئیز کے مقابلہ جات شروع کئے گئے۔

۶۔ 1992ء کے سالانہ اجتماع بمقام کیرنگ پہلی بار اُن احمدی بچے بچیوں کو جو میٹریک کے امتحان میں اول درجہ میں آئے تقسیم انعام کا آغاز کیا گیا۔

مکرم سید لیاقت علی خان صاحب کے بعد جب اس ناچیز کے سپرد گذشتہ دو ٹرموں سے صوبائی قیادت رہی ہے۔ مرکز کی منظوری سے مختلف عہدیداران پر مشتمل ایک مجلس عاملہ تشکیل دے کر رفاہی و انتظامی امور سرانجام دینے کی سعادت حاصل کی ہے جس کی سرپرستی ہمارے موجودہ صوبائی امیر مکرم پروفیسر عبد الباسط خان صاحب کو حاصل ہے۔ نیز محترم صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے خصوصی تعاون و رہنمائی بھی۔ خاکسار کے بعد مکرم ہمایوں عقیل صاحب بطور قائد علاقائی کام کرتے رہے اور اب سال گذشتہ سے مکرم عبد القیوم خان صاحب کی قیادت میں مجلس خدام الاحمدیہ اڑیسہ آگے بڑھ رہی ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدنا حضرت بانی خدام الاحمدیہ و خلفاء احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

اُذْكُرُوْا مَوتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

❁ **محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ** بنت مکرم حکیم غلام احمد صاحب (گاؤں نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ حال پاکستان) اہلیہ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف درویش، نائب ناظم وقفِ جدید بیرون وسابق ناظر بیت المال آمد وخرچ مختصر علالت کے بعد مورخہ 8 ستمبر 2004ء بروز بدھ بوقت 1 بجے دوپہر حیدر آباد میں وفات پا گئیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ مورخہ 9 ستمبر 2004ء کو آپ کا تابوت بذریعہ ہوئی جہاز دہلی اور وہاں سے بذریعہ ایمبولینس قادیان لایا گیا۔ مورخہ 10 ستمبر 2004ء بروز جمعہ بعد نماز عصر محترم مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی جس میں کثیر تعداد میں افراد نے شرکت کی۔ آپ موصی تھیں۔ بہشتی مقبرہ میں ہی تدفین عمل میں آئی بعد تدفین محترم مرزا وسیم احمد صاحب نے ہی قبر پر دعا کروائی۔

آپ اپنی بیٹیوں سے ملنے کی غرض سے حیدر آباد گئی ہوئی تھیں اور بیمار ہو گئیں۔ بیماری کی حالت میں آپ نے شدید خواہش ظاہر کی کہ مجھے جلد قادیان لے چلو مگر شدید کمزوری کی وجہ سے سفر نہ کر سکتی تھیں۔ آخر خدا کا بلاوا آ گیا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آپکی شادی 1945ء میں ہوئی اور 1946 میں اپنے خاوند کے پاس آ گئیں۔ 1947ء میں جب پاکستان کی تحریک کی وجہ سے فسادات شروع ہوئے تو قادیان سے ہجرت شروع ہوئی تو آپ بھی پاکستان اپنے گاؤں واپس چلی گئیں۔ 1950ء میں جب تمام درویشان کی فیملیز واپس آئیں تو آپ بھی اپنے تمام عزیز واقارب کو چھوڑ کر قادیان آ گئیں اور پھر قادیان کی ہی ہو کر رہ گئیں۔ اور کبھی واپس جانے کا نہ سوچا جبکہ آپ کے تمام عزیز واقارب پاکستان میں ہی تھے، اور ہیں۔ آپ نے زمانہ درویشی نہایت صبر شکر اور وفا کے ساتھ گزارا اور ابتدائی ایام میں نہایت تنگی کی حالت میں بھی کبھی کوئی شکوہ زبان پر نہ لائیں۔ آپ نہایت سادہ طبیعت مخلص ملنسار تھیں۔ چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتیں اور کبھی کوئی بقایا وغیرہ نہ رہتا۔ آپ کی وفات پر جب آپ کی وصیت کا حساب ہوا تو چندہ وصیت بھی بجٹ سے زائد جمع کروایا ہوا تھا۔ آپ صوم صلوٰۃ کی پابند تھیں اور دعا گو تھیں۔ آپ نے ایک دفعہ ذکر کیا کہ میری شادی کو 7 سال کا عرصہ گزر گیا مگر میں اولاد سے محروم تھی اور شاید خواہش تھی کہ خاکسارہ کو بھی خدا تعالیٰ اولاد کی نعمت سے نوازے۔ ایک دن مزار مبارک بہشتی مقبرہ میں نہایت درد اور الحاح سے دعا کی اور خدا نے خاکسارہ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور اولاد کی نعمت سے نوازا۔

آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں جو سب شادی شدہ اور اپنے اپنے گھروں میں خوش وخرم ہیں۔ آپ نے اپنے بچوں کی نہایت اعلیٰ رنگ میں تربیت کی اور انہیں لکھایا پڑھایا۔ آپ کے ماشاء اللہ 6 پوتے اور 6 پوتیاں، 3 نواسے اور 4 نواسیاں اور ایک پڑپوتا ہیں۔

ابتدائی ایّام میں جب لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کا قیام قادیان میں ہوا تو آپ لجنہ اماء اللہ بھارت کی سیکرٹری مال بھی رہیں اور نہایت اخلاص اور تندہی سے کام کیا۔ آپ کا ایک بیٹا مکرم نصیر احمد صاحب عارف واقفِ زندگی ہیں اور جامعہ احمدیہ میں خدمت بجا لا رہے ہیں۔ ماہنامہ رسالہ مشکوٰۃ کے نائب مدیر ہیں۔ ادارہ مشکوٰۃ مکرم نصیر احمد صاحب عارف اور والد محترم چودھری محمود احمد صاحب عارف سابق ناظر بیت المال اور جملہ لواحقین سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور انکی اولاد واقرباء کو ان کے نیک نمونہ پر چلتے ہوئے خدمتِ دین کی توفیق وسعادت عطا فرمائے۔ آمین

(ادارہ)

❁ خاکسار کے والد **محترم عبد الرحمٰن صاحب** مورخہ 26/08/04 صبح 8:40 پر اپنے آبائی گھر چارکوٹ میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

والد صاحب بون کینسر میں مبتلا تھے۔ والد صاحب نہایت ہی نیک فطرت صوم وصلوٰۃ کے پابند بیماری کے شدید حملہ تک نماز تہجد اور تلاوت قرآن مجید کے باقاعدہ پابند رہے۔ مخلوقِ خُدا کی ہمدردی کی صفت آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ بوقتِ وفات آپ کی عمر 68 سال تھی۔ آپ نے خاکسار سمیت پانچ بچے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔

قارئین مشکوٰۃ سے والد صاحب کی مغفرت اور بلندئ درجات

کے لئے اور پسماندگان کے صبرِ جمیل کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔

(مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ حیدر آباد)

ادارہ مشکوٰۃ مکرم مولوی مقصود احمد صاحب بھٹی سے اظہارِ تعزیت کرتا ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جملہ عزیز و اقارب کو اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(ادارہ)

☆ **میری پیاری والدہ محترمہ حنیفہ بیگم صاحبہ** اہلیہ راجہ نصیر احمد خان صاحب سیکریٹری مال نونہ مئی کشمیر بقضائے الٰہی مورخہ 25/26 فروری 2004 کو قادیان (ننگل) میں وفات پا گئیں۔ اَنَا للہ واِنا علیہ راجعون۔ کچھ عرصہ مرحومہ یاداشت ختم ہونے کی تکلیف میں مبتلا تھیں۔ لیکن وفات سے ایک ہفتہ قبل شدید بخار میں مبتلا تھیں۔ کافی علاج معالجہ کے بعد بھی افاقہ نہ ہوا۔ اور یہی بخار اُن کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ مرحومہ کی تدفین قادیان کی مقدس سرزمین میں ہوئی۔ جب ان کی زندہ رہنے کی کوئی امید نہ رہی تو ہم کافی پریشانی اور تذبذب میں پڑ گئے۔ کہ اگر پردیس میں کوئی سانحہ پیش آیا تو حالات کا مقابلہ کیسے کریں گے۔ کیونکہ ایک تو والد صاحب دل کے مریض ہیں اور خاکسارہ میری بھابھی اور دو معصوم بچوں کے سوا کوئی مرد ساتھ نہیں تھا۔

25 فروری 4:30 بجے ان کی موت واقع ہوئی۔ عجیب مجبوری اور لاچاری تھی کہ اچانک مرکز سے جناب قائم مقام امیر صاحب، صدر خدام الاحمدیہ بھارت تمام سرکردہ اہلکاران جماعت۔ خدام، لجنات اور معزز خواتین بروقت تشریف لائے۔ تمام ضروری لوازمات اور ہدایت مکمل کرنے کے بعد تمام معزز حضرات، بھائی اور بہنوں نے جس قدر خلوص اور محبت اور ہمدردی کا سلوک ہمارے ساتھ کیا۔ ہمارے دکھ اور درد میں ہمارے شریک رہے۔ یہ ان فرشتہ صفت انسانوں کا ہی کارنامہ ہے۔ جو عمر بھر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ ان کی وجہ سے ہم لوگوں کو راحت اور دل کو جو سکون حاصل ہوا۔ میں اپنے تمام خاندان کی طرف سے دل کی گہرائیوں کے ساتھ شکریہ ادا کرتی ہوں۔ جزاکم اللہ۔ مرحومہ سے متعلق کچھ خاندانی پس منظر اور حالات بیان کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔ والدہ محترمہ کی والدہ سلطانہ بیگم، حضرت راجہ عطا محمد خانؓ کی نواسی۔ سلطان رحمت اللہ خان والیئے کھوڑی مظفر آباد کی بیٹی اور راجہ حبیب اللہ خان ذیلدار علاقہ کی بیوہ تھیں۔ علاقہ میں ایک بزرگ اور معروف خاتون مانی جاتیں۔ کٹر حنفی گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ علاقہ کے تمام حنفی علماء ملاں اور پیر صاحبان ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو ان کے ہاں آتے۔ گیارہویں کی نیاز اور مجلس منعقد ہوتی تھی۔ مرحومہ تلاوت قرآن کی پابند تہجد گذار تھیں۔ اور بچوں کو قرآن بھی پڑھاتی تھیں۔ 1982ء کے وسط میں انکو خواب میں اشارہ ملا کہ امام وقت آ گیا ہے اُسکو پہچانو۔ لہٰذا دعاوں میں دن رات مشغول ہوگئی۔ ایک رات واضع طور پر خواب میں حضرت خلیفۃ المسیح رابع کی شبیہ مبارک دکھائی دی۔ اور بیدار ہوتے ہی کہا کہ میاں طاہر امام وقت ہیں۔ اسی دوران حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کشمیر تشریف لائے اُن سے ملاقات کے وقت زار زار روتے ہوئے احوال بیان کیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح رابعؒ کی فوٹو کی شناخت کر کے اسی وقت بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوگئیں۔ اسی طرح میری والدہ مرحومہ کی شادی پہلے ہی احمدی گھرانہ میں ہوئی تھی۔ باقاعدہ طور پر تہ دل سے احمدی ہوئیں۔ والد صاحب چونکہ ایک عرصہ سے جماعت میں سیکریٹری مال۔ تحریک جدید اور وقفِ جدید سے وابستہ ہیں لہٰذا مرکز سے اکثر نمائندگان ہمارے گھر تشریف لاتے ہیں۔ والدہ مرحومہ صدد لی اور خوش اصلوبی سے انکی مہمان نوازی کرتیں۔ اور فخر محسوس کرتی تھیں۔ 1985ء سے اکثر جلسہ سالانہ پر والد صاحب کے ہمراہ قادیان آتی رہیں۔ اور پانچ سال قبل ایک چھوٹا سا مکان بھی ننگل قادیان میں بنایا چار پانچ ماہ قادیان میں سکون سے رہ کر جلسہ سالانہ اور دیگر تقاریب دعائیہ میں بھی شامل ہو کر استفادہ کر سکیں۔ اولاد کی تربیت میں ایک نمایاں کردار ادا کیا۔ بچوں کو خود قرآن اور حدیث کی تعلیم دی۔ اور والد صاحب کو بھی بھر پور تعاون دیا۔ والد صاحب کی بیماری کی وجہ سے ایک درمیانی دور میں خرچہ کی شدید

تنگی اور مالی مشکلات درپیش آئے۔ پر مرحومہ نے ثابت قدمی کے ساتھ اپنے تمام زِیورات اور مہر کی رقم ،خریدا ہوا اپنا مکان فروخت کر کے تمام ممکنہ اخراجات پورے کئے۔اور مسلسل پانچ سال تک کبھی بھی کوئی نیا کپڑا یا سوٹ وغیرہ نہیں بنایا۔انکی اسی عظیم قربانی کی بدولت ہم چار بھائی اور ایک بہن سب خدا کے فضل سے سلسلہ عالیہ کے دل وجان خادم ہیں۔اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اعلیٰ سرکاری ملازم ہیں۔میں تمام درویشان کرام احباب جماعت اور سب بہنوں اور بھائیوں سے دردمندانہ دعا کی درخواست کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ نے کمال مغفرت کا سلوک فرمائے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔آمین۔

(نصرت جہاں شفقت،دختر راجہ نصیر احمد خان،سکریٹری مال نونہ مئی کشمیر)

اخبارِ مجالس

دوسرا سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ شمالی کرناٹک

مورخہ ۲ اور ۳ ستمبر ۲۰۰۴ء بروز جمعرات و جمعہ بمقام مسجد احمدیہ تیماپور (کرناٹک)

یہ دوروزہ اجتماع مورخہ ۲ ستمبر بروز جمعرات و جمعہ تیماپور میں منعقد ہوا۔ جلسہ گاہ مسجد احمدیہ کے گراونڈ میں بنایا گیا تھا۔ اس اجتماع میں بطور خاص محترم مولوی محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت قادیان سے اور محترم شیراز احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت چینائی سے تشریف لائے تھے۔

دونوں دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ پہلے دن محترم صدر صاحب مجلس نے لوائے خدام الاحمدیہ لہرایا اور دُعا کروائی۔ اس کے ساتھ ہی خدام و اطفال کی ٹیموں کے درمیان ورزشی مقابلہ جات کبڈی، والی بال، رسہ کشی، شاٹ ہٹ، میوزیکل چیر کے دلچسپ مقابلے ہوئے۔ علمی مقابلوں میں قرأت قرآن کریم، نظم خوانی، تقاریر کے مقابلے دونوں دن چلتے رہے۔

پہلے دن مورخہ ۲ ستمبر بروز جمعرات 8:30 بجے تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ تربیتی اجلاس زیر صدارت محرم صدر صاحب مجلس شروع ہوا۔ سٹیج پر نائب صدر صاحب مجلس کے علاوہ امیر صاحب جماعت احمدیہ یادگیر محترم محمد سلیم صاحب سگری، محترم سید محمود احمد صاحب عجب شیر صدر جماعت تیماپور۔ محترم محمد خواجہ حسین صاحب صدر جماعت دیودرگ محترم شریف احمد صاحب نمائندہ صدر جماعت بلاری اور خاکسار موجود تھے۔ مجلس خدام الاحمدیہ تیماپور کی دعوت پر جناب چندرکانت صاحب نائب چیرمین بلدیہ شوراپور جناب سوم رائے صاحب کونسلر بلدیہ اور ہڑمنتا چندکیری صاحب تشریف لائے ان کو بھی اسٹیج پر بیٹھایا گیا۔

اس اجلاس کا آغاز محترم مولوی ظہور احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ یادگیر کی تلاوت و ترجمہ سے ہوا۔ نظم مکرم اسحاق احمد صاحب نے خوش الحانی سے پڑھی۔ پہلی تقریر محترم محمد سلیم صاحب سگری امیر جماعت یادگیر نے کی۔ دوسری نظم مکرم نصیر احمد صاحب ڈنڈوتی نے نہایت ترنم سے پڑھی۔ دوسری تقریر محترم شیراز احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت چینائی نے کی اس کے بعد صدارتی خطاب محترم مولوی محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت قادیان نے کیا اور خدام کی تربیت پر تفصیلی تقریر کی اور اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ دُعا کے بعد یہ اجلاس برخاست ہوا۔ اختتامی اجلاس و تقسیم انعامات زیر صدارت محترم صدر صاحب شروع ہوا۔ اسٹیج پر نائب صدر صاحب کے ساتھ قائدین مجالس یادگیر، دیودرگ، تماپور، گلبرگہ، بلاری کے علاوہ نومبائعین کی مجالس گڑی ہال، کا چک نو، باچھی مئی، کونال کے قائدین اور خاکسار موجود تھے۔

محترم مولوی ٹی۔ ارشاد صاحب معلم سلسلہ کی تلاوت قرآن مجید اور محترم مولوی ایم اے محمود صاحب سرکل انچارج دیودرگ کے ترجمہ سے ہوا۔ نظم مکرم محمود احمد صاحب جنگری نے نہایت خوش الحانی سے سُنائی۔ پہلی تقریر محترم مولوی شیخ محمد ذکریا صاحب نے کی۔ اطفال الاحمدیہ یادگیر کے بچوں نے نہایت ترنم سے ترانہ پیش کیا۔ دوسری تقریر محترم شیراز احمد صاحب نائب صدر مجلس نے کی۔ صدارتی خطاب میں صدر مجلس نے تمام خدام و افرادِ جماعت کو نصیحت فرمائی اس کے انعامات جیتنے والے خدام و اطفال کو معزز مہمانوں کے ہاتھوں انعامات تقسیم کئے گئے۔ دُعا کے بعد یہ اجتماع شاندار پیانے پر اختتام پذیر ہوا۔

مورخہ 3 ستمبر بروز جمعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ دیکھنے کا خاص انتظام کیا گیا۔ اس اجتماع میں 12 مجالس کے خدام و اطفال کے علاوہ لجنات نے بھی شرکت کی۔ نومبائعین کی مجالس اس اجتماع میں اپنے معلم سلسلہ و قائدین کے ساتھ شریک ہوئے اس اجتماع کی کل حاضری 853 تھی۔ جس میں لجنہ کی تعداد 277 اور نومبائعین کی تعداد 166 تھی۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہیکہ ہم سب کو مزید بہتر رنگ میں کام کرنے کی توفیق دے۔آمین (حاجی فیروز پاشا قائد علاقائی شمالی کرناٹک)

تربیتی جلسہ مجلس خدام الاحمدیہ بنگلور حلقہ جکور

مورخہ 4 جولائی 2004ء بنگلور جکور میں خدام الاحمدیہ کے تحت ایک تربیتی وتبلیغی اجلاس ہوا۔اور اہم مشورے بھی ہوئے۔حلقہ جکور کیلئے مکرم دیپک احمد صاحب کو نائب قائد بنایا گیا۔اسی طرح خدام کو فعال کرنے کیلئے میٹنگ بھی ہوئی غیر از جماعت دوست بھی شامل ہوئے۔ان کے سوالوں کے جواب مکرم مولوی محمد کلیم خان صاحب مبلغ سلسلہ بنگلور نے دیئے۔اور M.T.A دکھایا گیا۔جماعت کی کتب بھی دی گئی۔اس اہم اجلاس میں محترم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بنگلور مکرم نائب قائد صاحب۔مکرم ولی الدین صاحب منتظم تجنید شامل تھے۔

تقریباً دو گھنٹہ پروگرام چلتا رہا۔مکرم نور احمد صاحب نے بھر پور تعاون کیا۔ہر اتوار تربیتی کلاس لگائی جائے گی۔انشاءاللہ اس حلقہ میں آٹھ گھر M.T.A سے استفادہ اٹھا رہے ہیں۔دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کے اچھے نتائج ظاہر فرمائے۔اور خدام کو مقبول خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔آمین (سید ثاقب احمد معتمد خدام الاحمدیہ بنگلور)

اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ ڈڑے والی سرکل امرتسر

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ صوبہ پنجاب کا دوسرا زونل اجتماع سرکل امرتسر کی مجلس ڈڑے والی میں مورخہ 04-8-29 کو منعقد ہوا۔

اس موقع پر مرکز قادیان سے مکرم مولوی طاہر احمد صاحب چیمہ قائم مقام صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت محترم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم دعوت الی اللہ بھارت محترم مولانا تنویر احمد صاحب خادم بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔مہمانان کرام کا شاندار استقبال کیا گیا۔

اجتماع کی تیاری کے سلسلہ خاکسار وکرامت احمد صاحب پہلے ہی پہنچ گئے تھے۔اور علاقے کے سرکل انچارج محترم رفیق احمد صاحب طارق بھی تشریف لے آئے تھے موصوف اپنے ساتھ مکرم محمد شفیع غوری صاحب کو لیکر تمام انتظامات کئے جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء اس اجتماع میں تین اضلاع کے 20 مجالس کے 125 سے زائد خدام و اطفال شریک ہوئے خدام واطفال کے علمی اور ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے آنے والے خدام و اطفال کی تواضع کے لئے صبح دس بجے سے ہی لنگر عام کا انتظام کیا گیا تھا۔

بعد نماز ظہر وعصر زیر صدارت محترم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم اختتامی پروگرام کا آغاز کیا گیا۔تلاوت قرآن پاک عہد خدام واطفال کے بعد بچوں نے احمدیت زندہ آباد کا ترانہ بڑی ہی خوش الحانی کے ساتھ پڑھا۔اس کے بعد محترم طاہر احمد صاحب چیمہ قائم مقام صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے مجلس خدام الاحمدیہ کی غرض وغایت اور خدام االاحمدیہ کی ذمہ داری پر خدام سے خطاب فرمایا اس کے بعد محترم تنویر احمد صاحب خادم نے خدام واطفال سے خطاب فرمایا۔آخر پر محترم قائم مقام صدر مجلس نے اور محترم تنویر احمد صاحب خادم نے مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام واطفال کو انعامات تقسیم فرمائے۔

اجتماعی دعا کے ساتھ اجتماع کی کاروائی اختتام پزیر ہوئی۔آنمحترم کی خدمت میں دعا کی درخواست ہیکہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔آمین (حافظ شریف الحسن،صوبائی قائد پنجاب)

مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ سرکل موگا ابلو

مکرم حافظ شریف الحسن،صوبائی قائد پنجاب تحریر کرتے ہیں کہ الحمد للہ کہ صوبہ پنجاب کا زونل ایک روزہ اجتماع سرکل موگا کی مجلس ابلو میں مورخہ ۲۲-۸-۲۰۰۴ بروز اتوار پوری شایان شان کے ساتھ منعقد ہوا۔

اس موقع پر مرکز قادیان سے مکرم مولانا محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح وارشاد محترم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الی اللہ بھارت محترم مولانا تنویر احمد صاحب خادم نائب ناظر اصلاح وارشاد اور محترم طاہر احمد صاحب چیمہ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے بطور مہمان خصوصی شرکت فرمائی مہمانان کرام کا والہانہ طریق پر استقبال کیا گیا۔اجتماع کی تیاری کے سلسلہ میں خاکسار وکرامت احمد صاحب اور شہاب الدین صاحب تین دن پہلے ہی پہنچ گئے تھے۔اس اجتماع میں چار اضلاع سے تقریباً 55 مجالس کے 250 سے زائد خدام و اطفال شریک ہوئے آنے

والے خدام واطفال کی تواضع کے لئے صبح دس بجے سے ہی لنگر عام کا انتظام کیا گیا تھا اجتماع کی اغراض ومقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے خدام و اطفال کے علمی اور ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔

بعد نماز ظہر وعصر زیر صدارت محترم محمد نسیم خان صاحب اختتامی پروگرام کا آغاز کیا گیا۔تلاوت قرآن پاک وترجمہ عہد خدام واطفال نظم کے بعد محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری نے معاشرے کی برائیاں دور کرنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی بعدۂ محترم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم نے خدام کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی بعدۂ محترم تنویر احمد صاحب نے خدام الاحمدیہ کی غرض و غائط پر روشنی ڈالی بعدۂ علاقے سے آئے ہوئے معززین نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے جماعت کی اس کوشش کو خوب سراہا اس کے بعد خاکسار نے تمام آئے مہمانان کرام مبلغین ومعلمین کا شکریہ ادا کیا۔

آخر پر آئے ہوئے مہمانان خصوصی نے مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام واطفال کوانعامات تقسیم فرمائے۔محترم صدر مجلس کے خطاب اور دعا کے بعد اجتماع اختتام پزیر ہوا۔

آنمحترم کی خدمت میں دعا کی درخواست ہیکہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے اور مجلس خدام الاحمدیہ پنجاب دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتی چلی جائے۔آمین۔

ایسٹ گوداوری میں تربیتی جلسہ

جماعتِ احمدیہ ولسہ ایسٹ گوداوری میں مورخہ 6 ستمبر 04ء کوایک خصوصی تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا۔اسمیں پرانے احمدیوں کے علاوہ کثیر تعداد میں نومبائعین بھی شریک ہوئے۔شدید مخالفت کے باوجود یہ اجتماع ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد مکرم کے ریاض احمد صاحب نے اذان کے عنوان پر تقریر کی۔ دوسری تقریر مکرم احمد خان صاحب نے اور تیسری تقریر خاکسار نے کی ۔خاکسار نے اپنی تقریر میں نماز کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ بعد ازاں ایک مجلس سوال و جواب منعقد کی گئی۔ بعدہ مکرم مولوی ولی پاشا صاحب نے نومبائعین کو مختلف تربیتی امور سمجھائے۔

(محمد خیر اللہ۔نائب سرکل انچارج ایسٹ گوداوری)

ولادتیں

۞ مکرم سید طارق مجید صاحب انسپکٹر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے کے بعد مورخہ 23 اگست 2004ء کوایک بیٹی سے نوازا ہے جو وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچی کا نام آصفہ مجید تجویز فرمایا ہے۔

بچی مکرم ڈاکٹر ایس ایم مجید عالم صاحب کی پوتی اور مکرم اختر حسین صاحب ٹھیکیدار کی نواسی ہے۔

نومولود کی صحت وسلامتی درازی عمر اور نیک خادمہ دین بننے کے لئے جملہ قارئین کی خدمت میں درخواستِ دُعا ہے۔

۞ مکرم مولوی ایوب علی خان صاحب مبلغ سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 24 اگست 2004ء کوایک بیٹی کے بعد بیٹا عطا فرمایا ہے۔جو تحریکِ وقفِ نو میں شامل ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "دانیال احمد" نام تجویز فرمایا ہے۔ز

نومولود مکرم ابراہیم خان صاحب مرحوم آف سورو اُڑیسہ کا پوتا اور مکرم مقصود احمد صاحب مرحوم آف بھدرک کا نواسہ اور مکرم مولانا مظفر احمد خان صاحب استاد جامعہ احمدیہ وسپرینٹنڈ بورڈنگ کا بھتیجہ ہے۔

بچہ کی صحت وسلامتی و درازی عمر اور نیک خادم دین بننے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔سرجری سے ولادت ہوئی ہے۔اسلئے ماں کی صحت وسلامتی اور شفایابی کے لئے خصوصیت سے درخواستِ دُعا ہے۔

۞ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم مولوی عزیز احمد صاحب ناصر مبلغ سلسلہ جموں کو 17-7-04 کو بیٹی عطا ہوئی ہے۔الحمدللہ۔جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کاشفی عزیز تجویز فرمایا ہے، اسی طرح ازراہ شفقت وقف نو میں بھی شامل فرمالیا ہے۔

بچی مکرم محمد شریف صاحب صدر جماعت احمدیہ کالابن کی پوتی اور مکرم ماسٹر منور احمد صاحب تنویر کی نواسی ہے۔نومولودہ کی صحت و تندرستی والی درازی عمر پانے، نیک اور صالح بننے کے لئے قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

بچپن میں دُعاؤں کا شوق

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ دُعا کی اہمیت سمجھاتے ہوئے فرمایا:۔ ’’ہم اپنے بچوں کی توجہ دعاؤں کی طرف اس لئے مبذول کرواتے ہیں تاکہ انہیں یہ اہمیت واضح ہو کہ اس کے نتیجے میں خداتعالیٰ کے فضل نازل ہوں گے اور شاید ہی کوئی ایسا احمدی گھرانہ ہو جس کے بچے نے اپنی دعاؤں کے پھل نہ پائے ہوں۔ اور اگر بالفرض ہم بعض اوقات ناامید بھی ہو جائیں تو ہمارے بچے یقین دلا دیتے ہیں کہ خداتعالیٰ ہماری دعاؤں کے نتیجہ میں ضرور فضل فرمائے گا۔ لہٰذا بجائے اس کے کہ والدین اپنے بچوں کو کہیں کہ فکر کی بات نہیں ہے، بچے اپنے والدین کی فکرمندی دور کر دیتے ہیں۔ اور یہی چیز ایک حقیقت حال بن کر سامنے آ جاتی ہے اور دعاؤں کے معجزات کی وجہ سے ان کے اندر ایک نئی قوت پیدا ہو جاتی ہے‘‘۔

’’مجھے اپنا ایک ایسا واقعہ یاد ہے جس نے بچپن سے آج تک میرے دل پر گہرے نقوش جما رکھے ہیں اور میں اپنے والدگرامی حضرت مصلح موعودؓ کا اس تحفے کے لئے بے حد احسان مند ہوں جو آپ نے مجھے دیا‘‘۔

’’ایک دفعہ بچپن میں ہم اپنے والدین کے ساتھ پہاڑی مقام سے قادیان واپس آ رہے تھے تو راستہ میں یہ معلوم ہونے پر کہ کار میں پٹرول ختم ہے حضرت فضل عمرؓ نے اپنے بچوں سے کہا کہ جس بچے کی دعا کے نتیجہ میں ہم خیروعافیت سے گھر پہنچ جائیں گے اس بچے کو دو گیلن پٹرول بطور انعام دیا جائے گا۔ پٹرول کے ختم ہونے کا پتہ بھی اس وقت چلا جب کہ رات پڑ چکی تھی اور راستہ بھی سخت خطرناک تھا۔ گو بحیثیت جماعت کے سربراہ اور (خلیفہ) ہونے کی حیثیت سے آپ کی دعا زیادہ قابلِ قبول تھی لیکن آپ چونکہ ہمیں دعا کی اہمیت سکھانا چاہتے تھے اور یہ بتانا چاہتے تھے کہ خداتعالیٰ جو رحمت اور محبت کا سرچشمہ ہے وہ کسی کی بھی دعا خواہ وہ کوئی بھی ہو اور خصوصاً بچوں کی دعا زیادہ قبول فرماتا ہے۔ کیونکہ بچے معصوم عن الخطاء اور خداتعالیٰ کے زیادہ مقرب ہوتے ہیں۔ اگر وہ دعا کو قبول کرنا چاہے تو کچھ بعید نہیں کہ بچوں کی دعا بھی قبول فرمالے اور یہی وہ اعلیٰ سبق تھا جو ہمیں سکھانا مقصود تھا۔ سفر خدا کے فضل سے گزرتا گیا اور بظاہر یوں لگتا تھا کہ سارے بچے دعا کرنا بھول چکے تھے۔ لیکن جیسے ہی ہم قادیان میں داخل ہو گئے تو میں خوشی سے چلا اٹھا اور کہنے لگا کہ یہ میری مسلسل دعاؤں کے نتیجہ میں ہی ہم بخیروعافیت پہنچ گئے ہیں۔ لہٰذا اب مجھے دو گیلن پٹرول کا تحفہ دے دیا جائے اور حقیقت میں بھی میں دعائیں کرتا رہا تھا۔ چنانچہ مجھے میرا تحفہ دے دیا گیا اور اس ناقابل فراموش واقعہ نے میری زندگی پر انمٹ نقوش ثبت کر دیئے۔ اور یہی عادت میں بھی اپنے بچوں کو ڈالتا رہا‘‘۔

اس ضمن میں حضور نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی عزیزہ طوبیٰ کے بچپن کا ایک دلچسپ اور ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔ ’’ایک دفعہ میں اسے سائیکل پر آگے بٹھائے ہوئے اپنے فارم پر سے جہاں ایک چھوٹا سا FISH POND اور SWIMMING POOL تھا واپس آ رہا تھا۔ بچی نے اس روز پیارا سا نیا جوتا پہن رکھا تھا۔ پاؤں کے سو جانے کی وجہ سے یہ جوتا راستہ میں کہیں گر گیا جس کا بچی کو احساس نہ ہو سکا اور جب اسے علم ہوا تو کافی راستہ گزر چکا تھا اور ویسے بھی اندھیرا ہو رہا تھا۔ ہم نے واپس جا کر تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ چنانچہ ہم گھر واپس جا رہے تھے تو اچانک اس نے اونچی اور اپنی توتلی زبان میں یہ دعا پڑھی انا للہ واجعون (چھوٹی عمر کی وجہ سے وہ پوری دعا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ادا نہ کر سکتی تھی۔) میں نے اپنے بچوں کو یہ دعا سکھا رکھی تھی کہ کسی چیز کے کھو جانے پر یہ دعا پڑھ لینی چاہئیے۔ چنانچہ اسے یاد آ گیا کہ اس لئے اسے جس طرح بھی آتی تھی پڑھ دی اور جیسے ہی اس نے یہ دعا پڑھی تو مخالف سمت سے ایک شخص سائیکل پر آیا اور اس کے ہاتھ میں وہی جوتی پکڑی ہوئی تھی۔ مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا اور میں نے اس سے پوچھا کہ وہ تو مخالف سمت سے آ رہا تھا تو اسے جوتی کس طرح مل گئی۔ اس پر اس نے بتایا کہ کچھ دیر پہلے جب وہ حضور کے پاس سے گزر کر گیا تو اسے یہ جوتی ملی۔ لہٰذا یہ سوچ کر کہ یہ تو ایک ہی تھی واپس لے آیا اور اتفاق سے یہ واقعہ حقیقتاً اسی وقت پیش آیا جبکہ بچی کے منہ سے دعائیہ الفاظ نکلے‘‘۔